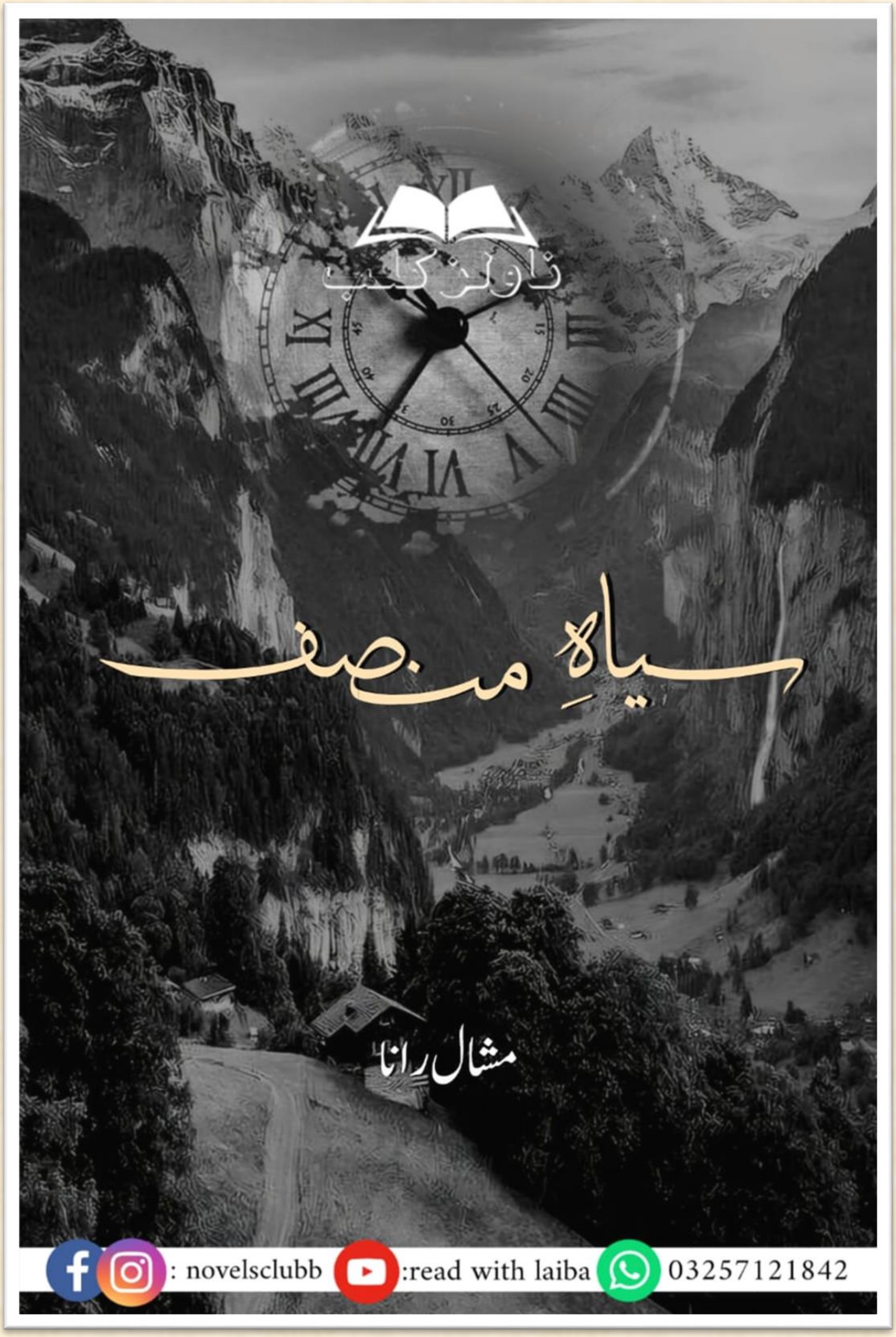
ناولز کتب
سیاہِ منصف
مشال رانا
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

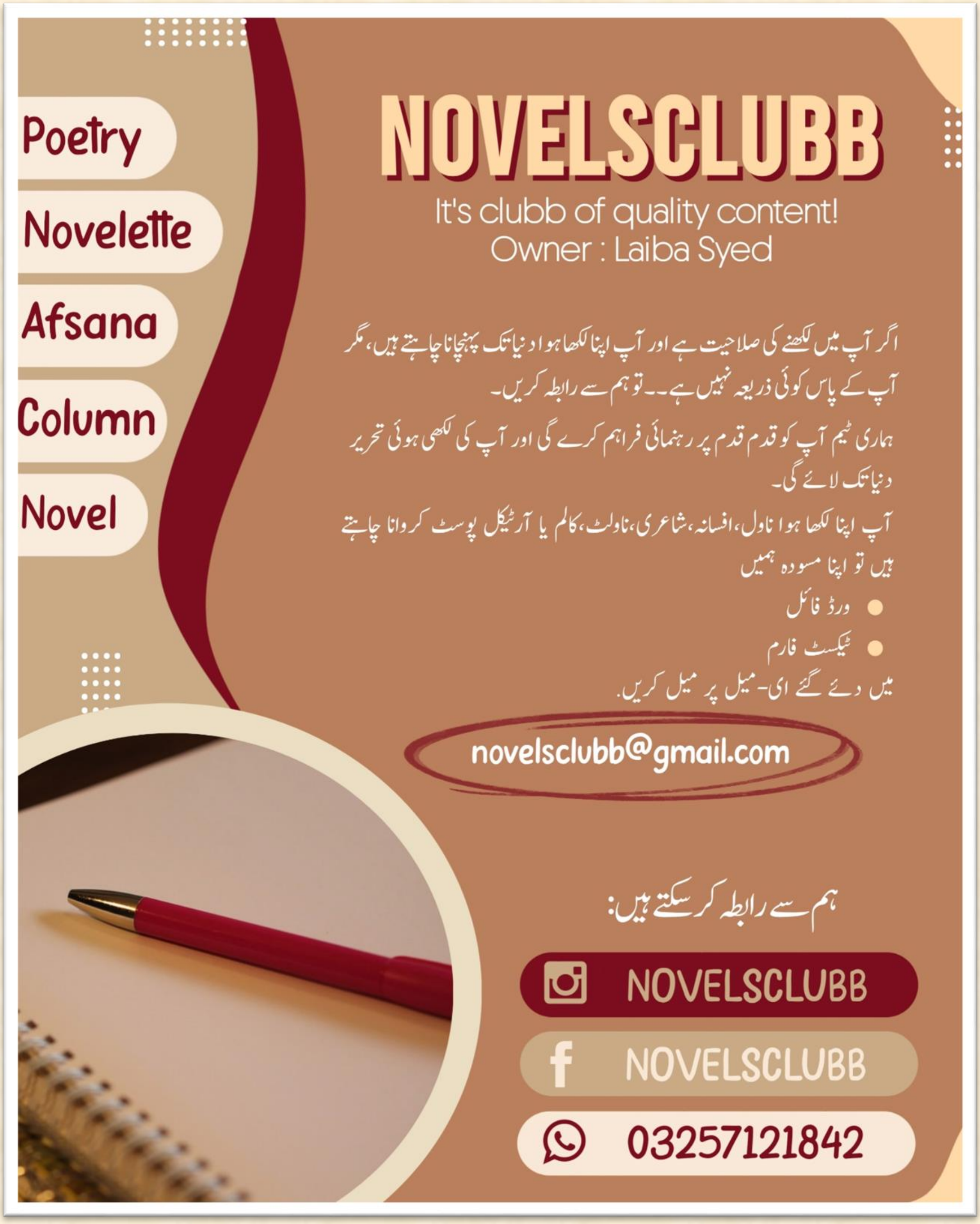
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

سیاہِ منصف

از قلم

مشال رانا

نوولز کلب
Clubb of Quality Content!

سیاہ منصف

جہاں جرم و انصاف ایک ہی سکے کے دو حصے ہیں۔

از قلم مشال رانا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حصہ اول

اختتام کا آغاز

کسی کہانی میں کوئی ہیرو اور ولن نہیں ہوتے، بس سب پروٹگونسٹ ہوتے ہیں۔

"پروٹیگونسٹ کہانی کا مرکزی کردار ہوتا ہے—وہ کردار جس کے گرد کہانی گردش کرتی ہے۔

وہ کردار چاہے سیاہ ہو یا سفید، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور اس کہانی کا مرکزی کردار... میں ہوں۔ اب آپ مجھے اچھا سمجھیں یا برا، یہ آپ پر ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں، کیونکہ میں اپنے اعمال کی مکمل ذمہ داری لیتا ہوں—بغیر کسی شرمندگی کے۔

میں... سیاہِ منصف ہوں۔

وہ منصف... جو انصاف کو سیاہی میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے۔

تاریک رات میں چاند کی غیر موجودگی اُس کی تاریکی میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں آندھی تیز ہو گئی۔ ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی۔ رات کے اس پہر دور ویرانے میں،

جہاں انسان کا نام و نشان تک نہ تھا،وہاں مردانہ چیخ گونج نے لگی۔ پرندوں نے خوف سے اپنا گھونسلے تک چھوڑ دیے تھے۔ پھر ایک مختصر خاموشی۔ آگ کا آتش بھڑ کا۔ تیز شعلہ اوپر آسمان کو چیر تا دکھائی دے رہا تھا۔ زمین پر کچھ چمکدار سا پڑا تھا۔

"اور یہ ہے میرا انصاف... سیاہِ منصف کا انصاف۔"

گرمیوں کا ایک عام دن تھا۔ اسلام آباد کی سڑکوں پر معمول کا رش تھا۔ گاڑیوں کا رش اور لوگوں کا شور، ایسے میں ایک بلند، آسمان کو چھوتی عمارت کے سامنے ایک لڑکا روز کی طرح کوئی مشروب بیچ رہا تھا۔ روز کی طرح، سیاہ ڈریس شرٹ اور ہم رنگ پینٹ میں ملبوس ایک آدمی اُس کے قریب آیا، اُسے دروازے کے سامنے سے جانے کو کہا اور اُس ہلکی سرمئی عمارت میں داخل ہو گیا۔

اس عمارت میں وہ راز چھپا ہے جس کی تلاش میں لوگوں نے خود کو گم کر دیا۔ یہ شیشے کی دیواروں سے بنی عمارت ایک عام سے دفتر کا منظر پیش کرتی تھی، لیکن یہ کوئی عام دفتر نہ تھا،

بلکہ ایک جاسوسی ایجنسی تھی۔ اسے عام چیزوں میں یوں سمویا گیا تھا کہ یہ خود بھی ایک سادہ سادفتر دکھائی دیتا تھا۔

عمارت کے اندر داخل ہوتے ہی ایک نئی دنیا کا آغاز ہو جاتا تھا۔ سب یہاں سے وہاں بھاگتے، اپنے کام میں مصروف، اپنی تنخواہ سے انصاف کرتے نظر آرہے تھے۔ ایسے میں ایک کمرے کی طرف بڑھے تو ایک وجود، کرسی کی پُشت پر نیم دراز ہونے کے انداز میں بیٹھا، ایک چھوٹی کتاب میں کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔

کسی کے قدموں کی آواز نے اُسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ تیزی سے سیدھا ہو کر اُس نے وہ کتاب دراز میں رکھی اور جو فائل ہاتھوں میں آئی، اُسے کھول کر بیٹھ گیا۔

اُس کی سنہری آنکھوں کو سر پر پڑی ترچھی، بھورے رنگ کی ٹوپی ڈھانپ رہی تھی۔ سیاہ بال ماتھے پر گررہے ہوئے تھے۔ دھوپ سیدھا اُس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، جس کی روشنی میں اُس کی آنکھیں مزید چمک رہی تھی۔ وہ پُرکشش نقوش والا شخص اگلے انسان کو اپنا اسیر بنانے کی طاقت رکھتا تھا۔

Clubb of Quality Content

"بندہ اگر اپنے آپ کو مصروف ظاہر کرے تو کم از کم مصروفیت تو صحیح رکھے نا؟"

یہ کہتے ہوئے وہ سرمئی ڈنر سوٹ میں ملبوس، کمرے میں داخل ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی جبرئیل بے زار ھونے لگا۔ ایسے بد تہزیب لوگ نہیں پسند۔

"تمیز نہیں ہے؟ کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ کیا تمہیں بیسک مینرز بھی میں سکھاؤں؟" ابرو اُٹھاتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"مجھے چھوڑو، تم اپنا بتاؤ... یہ تم کیا کر رہے ہو؟" وجدان نے سوال کیا۔

"اندھے ہو گئے ہو؟ دیکھ نہیں رہے؟ میں کیس اسٹڈی کر رہا ہوں۔" وجدان کے لبوں پر بیساختہ مسکراہٹ نے گھر کر لیا۔

"اچھا..." 'اچھا' کو لمبا کھینچتے ہوئے، "اتنا تو خیال کر لیا کرو کہ فائل سیدھی پکڑو، تم تو ناٹک بھی صحیح سے نہیں کر سکتے۔"

جبرئیل نے ایک نظر اُلٹی پکڑی فائل پر اور دوسری وجدان پر ڈالتے ہوئے لاپرواہی سے فائل کو ایک طرف پھینک دیا۔

"میں فائل اُلٹی بھی پڑھ سکتا ہوں، مجھے مت سکھاؤ۔" اپنی رولنگ چیئر پر ٹیک لگاتے، اُس نے خود کو لاپرواہ ظاہر کیا۔

وجدان دیوار سے سر مارنا نہیں چاہتا تھا، اس لیے بات آگے نہ بڑھائی۔ وجدان کی خاموشی کو جبرئیل نے توڑا، "اب بتاؤ گے کیا کام ہے یا بس منہ اٹھا کے کسی کے بھی دفتر میں چلے آتے ہو؟"

"کسی کا بھی دفتر؟ کیا؟ میرا اپنا ہی ہے، تمھیں دیکھے بغیر دن نہیں گزرتا۔ آ گلے لگ جا۔" بازو پھیلاتا وہ جبرئیل کی طرف بڑھا۔

جبرئیل جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور ہاتھ کے اشارے سے اُسے دور رہنے کا کہا، "دور... دور رہو۔ فاصلہ رکھ کے بات کیا کرو، تمھاری بیوی نہیں ہوں۔"

ٹھنڈی آہ کے ساتھ وجدان کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔ "میرے ایسے نصیب کہاں... خیر، بات کی طرف آتا ہوں۔ سر نے کہا ہے کیس اسٹڈی کرو اور سائن کر دو اگر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دلچسپی ہو تو... یہ نیا کیس ایجنسی نے لیا ہے۔ تھوڑا پیچیدہ ہے۔ سر کے کہنے پر لایا ہوں لیکن میرا مشورہ ہے اِس کیس کو مت لو، دفع کرو، اس میں خطرہ بہت ہے۔"

وجدان ابھی کچھ اور کہنے والا تھا کہ جبرئیل نے لال فائل اپنی طرف کھینچی، اور ایک عقل مند انسان کی طرح اُس کا مطالعہ کرنے کے بجائے آخری صفحے پر دستخط کر دیے۔

فائل سامنے موجود میز پر اُچھالی۔ "بعد میں دیکھوں گا۔" کہتے ہوئے ہاتھ کو ہوا میں لہرایا۔

یہ اس کا انداز تھا جس کا مطلب تھا:"ہو گیا، اب چلو شاباش، گھر جاؤ۔"

وجدان نے اپنی کرسی چھوڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ جبرئیل فائل پڑھے بغیر دستخط کر دے گا، لیکن ایک کوشش کرنے میں کیا حرج تھا۔ اُس کے نزدیک اگر زندگی میں جان کو کبھی خطرے میں نہیں ڈالا تو کیا ہی کیا؟ یہ تو پھر اُس کا کام تھا... اُس کا پسندیدہ کام۔

جبرئیل نے لال فائل کا مطالعہ شروع کیا۔ چند گھنٹے ریت کی مانند پھسل گئے۔ اُس کی توجہ الارم کلاک نے اپنی طرف کھینچی۔ اس نے الارم بند کیا اور سامنے پڑی چیزوں پر نظر ڈالی۔

اُس کے ہاتھ میں جامنی فائل تھی، اور آس پاس نیلی، سبز اور وہی لال فائل بھی موجود تھی۔ اس نے جامنی اور لال فائل کو ایک طرف کیا، دراز سے بھوری ڈائری نکال کر فائلوں کے درمیان رکھی۔ دفتر کی حالت سدھارنے کے بعد وہ نیچے پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھا۔

وہ ایک پرائیویٹ ایجنسی میں کام کرنے والا جاسوس تھا۔ اُس کا سرکاری سسٹم کے اندر تک چند تعلقات بھی تھے، لیکن افسوس، اِس کیس میں کچھ کام نہیں آرہا تھا۔ کیس واقعی پیچیدہ تھا۔

اپنی سوچ میں گم وہ اپنی گاڑی کے قریب آیا اور اُس میں بیٹھ کر ہاتھوں میں پکڑا سامان ایک طرف رکھتا گھر کو روانہ ہو گیا۔ جب گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے، تو انگلی توڑنی پڑتی ہے۔

Clubb of Quality Content

ٹھک ٹھک ٹھک...

دروازے پر دستک کی آواز سے اُس کا دھیان ہٹا۔ وہ دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو بھی ہو گا، خود ہی چلا جائے گا۔ اب کی بار دستک کی آواز پچھلی بار سے تیز تھی۔ اس بار اُس نے سر تک نہ اٹھایا۔ اور جب پھر سے دروازہ کھٹکا، تو وہ سیدھا ہوا اور گھڑی دیکھی—رات کے سات بج رہے تھے۔ اس نے دروازہ کھولا اور بے زاری سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔ دروازے سے ہٹتا، وہ کچن کاؤنٹر سے اپنا لیپ ٹاپ اُٹھاتا سرمئی صوفے پر آ بیٹھا۔ اُس نے بھی اُس کے موڈ پر غور نہ کیا، اس کا پیچھا کرتے ہوئے صوفے پر آ بیٹھا۔ "کتنے بد تمیز ہو، بندہ گھر آئے مہمان سے چائے، کافی ہی پوچھ لیتا ہے۔"

شرمندہ ہونے کے بجائے کیا جا رہا تھا اور اس میں بھی نکام۔ جبرئیل کچن میں داخل ہوا، برتن پٹختا، کافی کے دو کپ لیے واپس آیا۔ ایک اُس کے سامنے رکھتا اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ جبرئیل اتنی گہری توجہ سے کام میں مصروف تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ ولیم، جو کچھ کہنے والا تھا، خاموش رہا۔

ورنہ جیسا وہ دوست تھا، اُس نے تو بسکٹ کا مطالبہ ضرور کرنا تھا۔ جبرئیل کو اب غصہ آرہا تھا،

"اپنے آنے کی وجہ بتاؤ گے یا تم نے بھی مجھے اپنی محبوبہ سمجھ رکھا ہے؟ جب دیکھو تب دید کو آجاتے ہو!"

ولیم تھوڑا جھجکا اور ایک فائل اُس کے سامنے رکھ دی۔ جبرئیل نے بغور اُس کے انداز پر دھیان دیا۔

ایک نظر اُسے دیکھا،

"بس اتنا ہی؟"

ولیم نے سر ہاں میں ہلایا۔

"تمہیں مجھ پر شک ہے؟ تم سے کچھ کیسے چھپا سکتا ہوں۔"

"اچھا، بس کردو۔ پتہ ہے کتنا معصوم ہو۔ ہمیں تمہیں دشمنوں کے درمیان بھیج دینا چاہیے، تم انہیں آپس میں لڑا لڑا کر مار دو گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ولیم دل کھول کر ہنس پڑا، لیکن اُس ہنسی میں جبرئیل کو کچھ غیر آرام محسوس ہوا۔

"کیا ہوا ولیم؟" اس نے ابرو سکڑائے۔

"جبرئیل، تم... تم یہ کیس واپس کر دو۔ اور بہت اچھے کیسز ہیں ایجنسی کے پاس۔"

جبرئیل نے اُس کی طرف گہری نظروں سے دیکھا۔ وہ بھی یہی چاہتا تھا، اس لیے کچھ چھپا رہا تھا۔

"تم اب جا سکتے ہو۔" سپاٹ چہرے کے ساتھ جبرئیل نے اُسے جیسی اجازت دی۔

"میں تمہیں کاٹ رہا ہوں؟ بات تو سنو۔"

جبرئیل نے جواب نہ دیا اور کام میں مصروف رہا۔

تھوڑی دیر بعد ولیم چیزوں میں چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے، ایک واز اور اینٹیک چیز توڑ چکا تھا۔

اگلے ہی پل جبرئیل کے غصے کا پیمانہ لبریز ہوا،اور ولیم نے خود کو باہر والے دروازے کے سامنے پایا،اور اُس کے منہ پر دروازہ بند کر دیا گیا۔ بھلائی کا زمانہ ہی نہیں رہا۔

"آج کل لوگ اپنے گھر آئے مہمان کا بھی لحاظ نہیں کرتے!"

جبرئیل نے اپنے اپارٹمنٹ کو دیکھا اور گہری سانس لیتے ہوئے اپنا حلیہ درست کیا۔ اتنا مطالعہ کرنے کے بعد بھی اُسے کچھ ایسا نہ ملا جس سے وہ کیس حل کر سکتا۔ آخر کار اُس نے معاملہ اپنے ہاتھوں میں لینے کا سوچا۔

سیاہ لمبی آستینوں والی شرٹ،جسے کہنیوں سے نیچے تک چڑھایا گیا تھا،سیاہ لچکدار پینٹ اور سیاہ ہی بوٹ،دستانے پہنتا وہ اپنی بائیک پر سوار ہو گیا۔

ایک ٹریفک سگنل پر آ کر اُس نے ماسک پہنا اور آگے بڑھ گیا۔

جبرئیل نے ایک سنسان سڑک پر ایک طرف اپنی بائیک کھڑی کی اور درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔

اُس کے انداز اور مطالعے کی بنیاد پر وہ جگہ یہیں کہیں ہونی چاہیے تھی۔

قریب ہی ایک فوجی پرنٹ والی جیپ آ کر تھوڑے فاصلے پر رُکی اور اُس میں سے دو مرد نیچے اترے۔

جبرئیل درخت کی پیچھے چھپا ہوا تھا۔ وہ تاریک رات کا حصہ لگ رہا تھا۔ ان دونوں نے اِرد گرد نظریں دوڑائیں اور آگے قدم بڑھا دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ ایک گھنا جنگل تھا،جہاں صرف الو کی آواز اور پتوں کے کچلے جانے کی صدا سناٹے سے ٹکرا رہی تھی۔ جبرئیل اُن کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہا تھا۔ وہ کسی بھی لمحے پکڑا جا سکتا تھا۔

وہ دونوں ایک پرانے چرچ کے سامنے آ کر رُک گئے۔ اَطراف میں نظریں دوڑاتے، جلدی سے اُس میں داخل ہو گئے۔ جبرئیل کو سامنے والے دروازے سے جانا خطرناک محسوس ہوا،

وہ اس عمارت کی پچھلی طرف بڑھ گیا۔ یہ عمارت بہت پرانی تھی اور باہر سے تو اتنی سنسان نظر آتی تھی کہ کوئی اندر جانے کا تصور بھی نہ کرے۔

اُسے دیوار میں ایک وینٹ (vent) دکھائی دیا۔

"بِنگو!"

اُس نے جلدی سے ایک پلاس کی مدد سے اُس کا ڈھکن کھولا اور پنجوں کے بل اندر چڑھنا شروع کر دیا۔

وہ وینٹ آگے جا کر تنگ ہو گیا، جس کے باعث اُسے پیٹ کے بل رینگنا پڑا۔ چرچ اندر سے جدید اور صاف ستھرا تھا۔

"ہماری ایجنسی بھی ایسی ہی ہے۔" وہ تھوڑا آگے گیا تو وینٹ کے پردے سے اُسے ایک عورت اور مرد کی بحث کی آواز سنائی دی۔ وہ دونوں مرد بھی وہیں، اُن کے پاس موجود تھے۔

وہ عورت کسی اسمگلنگ کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ وہ وہاں ایک گھنٹہ رہا۔ اُس کے پاس ایک ریکارڈر تھا جس میں وہ سب کچھ ریکارڈ کر رہا تھا۔

اُن کی باتوں سمیت ویسے بھی، جو اُسے چاہیے تھا وہ اُسے مل چکا تھا اور باقی اضافی معلومات تھیں جن کا حاصل ہونا فائدے مند تھا۔

وہ تھوڑا اور آگے بڑھا، وہاں ایک کمرہ تھا جو بالکل خالی تھا، ساتھ ہی ایک لیپ ٹاپ پڑا ہوا تھا۔

اُس نے اُس سینٹر کا دروازہ کھولا، نیچے گیا اور لیپ ٹاپ کو آن کرنے کی کوشش کی لیکن پاس ورڈ ہونے کی وجہ سے اُس نے جلد بازی میں ایک یو ایس بی لگا دی جو کہ ڈیٹا کو کاپی کرنے میں ماہر تھی۔

بد قسمتی سے وہ لیپ ٹاپ اُس جگہ کے سیکیورٹی سسٹم سے منسلک تھا، اور ایک تیز الارم بج اٹھا۔

ڈیٹا صرف 80 فیصد ہی کاپی ہو پایا۔ اُس نے فوراً یو ایس بی نکالی اور وینٹ کے بجائے اندر کے دروازے سے بھاگنے کی کوشش کی۔ اُسے وہاں کا آدھا نقشہ یاد تھا، اور وہ پُرامید تھا کہ وہاں سے آرام سے نکل جائے گا۔

راستے میں اُسے دو گارڈ نظر آئے، وہ دیوار کی آڑ میں ہو گیا۔ جیسے ہی وہ قریب آئے، اُس نے اُن کے سروں کے پچھلے حصہ پر پستول کا دستہ مارا۔ وہ وہیں بیہوش ہو گئے۔

آخر کار وہ چرچ کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ محفوظ تھا... لیکن کب تک؟

سامنے ایک بہت کھلی کھڑکی تھی۔ وہ اُس کے قریب آیا اور دیکھا کہ اُس کے پیچھے جالی (گرِل) نہیں تھی۔ اُس نے اُس پر گولی چلائی اور دو لمحوں میں کھڑکی کا شیشہ چکنا چور ہو کر زمین پر بکھر گیا۔

ہر جگہ رنگین شیشے کی کرچیاں موجود تھیں۔

اُس نے اگلے دو لمحوں میں کھڑکی سے باہر چھلانگ لگائی اور اپنی بائیک کی طرف دوڑنے لگا۔

اُسے وہاں سے نکلنا تھا۔ جتنی جلدی ممکن ہو اتنی جلدی۔

اُس کے بازو پر کانچ چُبھ چکا تھا، اور ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا — مگر اُسے کوئی پرواہ نہ تھی۔

وہ جنگل میں سامنے کی سمت بڑھتا گیا۔

جیسے ہی وہ مین روڈ پر پہنچا، اُس کی نظر اپنی بائیک کی جانب پڑی۔ وہاں چند لوگ موجود تھے، مگر چونکہ بائیک جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی، کسی کی نگاہ اُس پر نہ پڑی۔

اسی لمحے، پیچھے سے قدموں کی ہلکی سی چاپ نے اُس کے کانوں میں سرسراہٹ سی پیدا کی۔

ایک پل کے لیے وہ اپنی جگہ ٹھٹھک گیا۔ پھر آہستگی سے سر اُٹھا کر اوپر درخت کی طرف دیکھا۔ یہ ایک گھنا، اونچا درخت تھا۔ بلا تردد اُس نے شاخ کو تھاما اور مہارت سے چڑھ گیا۔

درخت کی ایک مضبوط شاخ پر بیٹھ کر اُس نے سانس تک روک لی۔ نیچے وہ سائے گزر رہے تھے،

جبرئیل نے اُن کے جانے کا انتظار کیا۔

جیسے ہی اسے اس بات کا احساس ہوا کہ جو لوگ سڑک پہ کھڑے تھے وہ چرچ کی طرف بڑھ گئے ہیں، وہ آرام سے نیچے اترا اور بائیک سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن ماشاءاللہ یہ تو سونے پہ سہاگا تھا، بائیک سٹارٹ ہی نہیں ہوئی۔ اس نے اپنے دل میں ولیم کو بہت کوسا، اسی خبیث کی بددعا لگی ہوگی۔ اب ظاہر سی بات ہے، کسی کو ذمہ دار بھی تو ٹھہرانا تھا۔ اور پھر اس کے دماغ میں ایک بات سوجھی، ظاہر سی بات ہے وہ جبرئیل ہی کیا جو کہ سیدھی انگلی سے گھی نکالے؟ وہ آرام سے بائیک سے اترا، تیزی سے بائیک کو واپس درخت کی آڑ میں لے گیا، اور پھر اُن کی جیپ کی سمت لپکا۔

اس نے اپنی جیب میں سے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا اور جیپ کا اسٹیئرنگ ویل سنبھال لیا۔ اس چاقو سے دو تین تاروں میں چھیڑ خانی کی اور کسی تار کو کسی سے ملا کر جیپ سٹارٹ کر دی۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔ اس نے اپنا موبائل نکالا اور سارا معاملہ وجدان کے گوش گزار کر دیا، ساتھ ہی وہ تمام ریکارڈنگز بھی اسے بھیج دیں۔

اس نے ولیم کو کال کی اور اسے اپنے حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ میری بائیک کو صبح تک میرے گھر تک پہنچا دینا۔ ولیم دوسری طرف اپنے کمرے میں بیٹھا تھا، وہ سیدھا ہوا اور کہا، "تم کس میں گھر آرہے ہو؟" اس نے بڑے مزے سے بتایا،

"میرے پاس خوش قسمتی سے چار اور آپشنز موجود تھے، ان میں سے ایک لے لیا۔" ولیم پریشان ہوا، "پھر بھی سنبھل کے اپنی لوکیشن شیئر کرو۔" آگے سے جبرئیل نے لاپرواہ انداز میں کہا، "اب کیا ہو سکتا ہے، نکل تو گیا ہوں اور شہر پہنچنے بھی والا ہوں۔" ولیم نے جواب میں اس کو صرف اتنا کہا، "پھر بھی وقت کا بھروسہ ہوتا ہے۔"

اور اسی وقت اس کو پیچھے سے فائرنگ کی آواز آئی۔ جبرئیل نے پیچھے دیکھا اور کہا،

"میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں، بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ واللہ بڑی کالی زبان ہے تمہاری، اپنا منہ کبھی کبھار بند بھی رکھ لیا کرو... خیر۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے فون پر اپنی لوکیشن شیئر کی اور اس نے مدد بھیجنے کا کہا۔

اب حالات کچھ یوں تھے کہ آگے جبرئیل تھا اور پیچھے تین گاڑیاں جو اس پہ فائرنگ کر رہی تھیں۔ جبرئیل کی جیپ سب سے آگے تھی اور بہت تیزی سے نکل رہی تھی، جبکہ پیچھے کی تین جیپ بہت جلدی رفتار پکڑ کر اس کے قریب پہنچنے والی تھیں۔

ان میں سے ایک میں وہ عورت بیٹھی تھی جو اندر کمرے میں بیٹھ کے بات کر رہی تھی اور باقی دو میں اس کے ہی آدمی بیٹھے تھے۔ جبرئیل کو لوہا اپنے دائیں بازو میں پیوست ہوتا محسوس ہوا اور اچانک سے جبریل کی جیپ کے ایک ٹائر پہ بھی گولی لگ گئی، جس وجہ سے جیپ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی اور الٹ گئی۔ اس سے پہلے ہی جبرئیل جنگل میں چھلانگ لگا چکا تھا، مگر تب تک جبرئیل کو تین گولیاں لگ چکی تھیں۔

جنگل میں کودنے کی وجہ سے وہ تینوں جیپ والے کافی پہلے ہی اس سے آگے نکل چکے تھے۔

انہوں نے اپنی جیپ روکی اور وہ سب اس کی تلاش کرنے لگے۔

جبرئیل خاموشی سے ایک طرف پڑا ہوا تھا، جسم کا پور پور درد کر رہا تھا۔ اس کی لوکیشن ولیم کے پاس تھی، اسے پتہ تھا وہ اس تک پہنچ جائیں گے۔ زیادہ خون بہنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ جبرئیل نیم گنودگی میں جا رہا تھا، اسے اپنے پاس سے پتوں کے کچلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ لوگ اس کی تلاش کر رہے ہیں، لیکن اندھیرے کی وجہ سے اسے دیکھ نہیں پا رہے تھے۔ اسے اس بات کا بھی علم تھا کہ وہ کسی بھی پل پکڑا جائے گا اور اس کا بھی کہ اس کے ساتھ کیا کریں گے۔ اس وقت اس کے دماغ میں صرف ایک ہی چیز تھی کہ اگر وہ پکڑا گیا تو کیا ہو گا؟ ابھی اس کا انتقام رہتا ہے۔ وہ اتنی جلدی نہیں مر سکتا۔ اور پھر اس کی سماعت میں پولیس کے سائرن کی آواز آئی اور اس نے اپنی بند ہوتی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کی، پر وہ دیکھ نہ سکا۔

اس نے کسی کو آواز دینے کی کوشش کی، لیکن آواز اس کی حلق سے نکل نہ سکی۔ اس نے بند ہوتی آنکھوں سے اپنے سامنے کسی کو جھکتے پایا اور بس اس سے زیادہ وہ کچھ دیکھ نہ سکا اور اس کا دماغ تاریک ہو گیا۔

جبرئیل کی آنکھ تیز روشنی سے کھلی۔ اُس نے چند بار پلکیں جھپکائیں اور آہستہ آہستہ ماضی کے سارے مناظر اُس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔ وجدان کی آواز نے اُسے اُس ٹرانس سے نکالا۔ وہ اُسے پکارنا چاہتا تھا، مگر زبان سے صرف ایک کراہ کے سوا کچھ نہ نکل سکا۔ ولیم اور وجدان، جو اُس کے ہوش میں آنے سے لاعلم تھے، فوراً اُس کی طرف لپکے۔

"ٹھیک ہو تم؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟ تم وہاں کیا کر رہے تھے؟ اپنی جان کی ذرا بھی پروا نہیں تھی تمہیں؟ اتنا ضروری تھا کیا جان خطرے میں ڈال دی؟"

جبرئیل نے بے زاری سے دونوں کو ٹوکا، "اچھا بس کرو، اتنے سوال؟ میرا سر درد کر رہا ہے۔"

ولیم نے فوراً خود کو مزید بولنے سے روکا، "بس ایک آخری سوال... وہ لڑکی کون تھی جو تمہارا پیچھا کر رہی تھی؟"

وجدان کا مکا ولیم کی ہنستی ہوئی باتوں کو اندر دھکیل گیا۔

جبرئیل سے سنجیدگی سے مخاطب ہوتے ہوئے وجدان نے بولنا شروع کیا، "تمہارا کام ضروری ہے، لیکن ایسے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو خود کو خطرے میں ڈال کر؟ موت ایک چیز ہے، اور معذوری دوسری۔ اگر کسی دن معذور ہو کر بیٹھ گئے تو کیا کرو گے؟ اُف، تمہیں ہوش بھی ہے؟ تمہیں تین گولیاں لگی ہیں!"

وجدان نے بمشکل اپنے غصے پر قابو رکھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ہاں، یاد آیا... تمہارے چچا تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ بہت خفا اور پریشان تھے وہ۔ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں،" کہتے ہی اُس نے فون جبرئیل کے ہاتھ میں تھمایا۔

Clubb of Quality Content

ولیم نو دو گیارہ ہو چکا تھا۔

جبرئیل نے گہری سانس لیتے ہوئے سلام کیا۔ آگے سے اتنی تیز آواز میں جواب آیا کہ جبرئیل نے فون کان سے دور کر لیا۔

"اللہ میاں بچا لیں..."

"اہم اہم... پچو، آپ غلط... بات تو سُنیں... نہیں، ٹھیک ہے میرا مطلب... کیا؟ شادی؟ بالکل نہیں پچو! بات تو کریں... یہ غلط ہے، بلیک میلنگ ہے، آپ پہ کیس کر دوں گا میں... پر پچووو!"

Clubb of Quality Content

فون کاٹ دیا گیا۔

اسی لمحے ایک سفید کوٹ پہنا مرد کمرے میں داخل ہوا۔ یہاں سب کچھ سفید تھا—پردے، بستر، ٹائلز، دیواریں، حتیٰ کہ لوگوں کے کپڑے بھی۔

"گڈ مارننگ! اب کیسا محسوس ہو رہا ہے مسٹر جبرئیل؟ ڈیٹیکٹیو کا کام مشکل ہوتا ہے نا؟"

ڈاکٹر نے جتنی خوش اخلاقی سے ممکن ہو، نرمی سے بات کی۔ لیکن جبرئیل نے نہایت روکھے انداز میں جواب دیا:

"سلام۔ ٹھیک ہوں اب۔ ڈسچارج کب ہو جاؤں گا؟"

ڈاکٹر ہنستا ہوا بولا:

"ابھی جب تک آپ کا علاج مکمل نہیں ہو جاتا، آپ یہی رہیں گے۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے، لیکن یہاں کے ہیڈ ہونے کی وجہ سے آپ کی دیکھ بھال کے لیے ایک اور ڈاکٹر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ تعاون کیجیے گا۔"

مسکراتے ہوئے اُس نے جبرئیل کے زخموں اور پٹیوں کا معائنہ کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسی وقت ولیم قریب آیا۔

"جبرئیل، کیا کر رہے ہو؟ڈاکٹروں کے ساتھ ایسا رویہ نہ رکھو۔ مجھے پتہ ہے تمہیں ڈاکٹرز پسند نہیں، لیکن ابھی اپنا علاج تو مکمل کراؤ۔"

جبرئیل کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وجدان ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے لیے اندر آیا۔اُس نے جبرئیل کے سامنے سوپ کا پیالہ رکھ دیا۔

"اسے ختم کرو تاکہ تم میں کچھ توانائی آسکے۔"

جبرئیل نے پیالہ منہ سے لگایا اور گھونٹ گھونٹ کرکے وہ گاڑھا مائع پی گیا۔ شکر ہے وجدان اُسے ٹھنڈا سوپ لے کر آیا تھا،ورنہ جبرئیل کی طبیعت جتنی گرم تھی،شاید وہ گرم سوپ اُن پر الٹ دیتا۔

"اچھا،میں اب ایک دو ہفتے یہاں رکوں گا تو میرا سامان بھجوادو۔ ایسا کرو، میرا لیپ ٹاپ،دو فائلز اور ساتھ ہی یو ایس بی لے آنا..."

ابھی وہ آگے کچھ کہہ ہی رہا تھا کہ ولیم نے اسے ٹوکا:

"تم موت کے منہ سے واپس آئے ہو، اور ابھی بھی کام!"

وجدان نے اُس کے لیے ایک ضروری اطلاع دی:

"اس کیس سے تمہیں نکال دیا گیا ہے۔"

"کیا؟"

جبرئیل کو بات ہضم کرنے میں کچھ لمحے لگے۔

"مگر کیوں؟!"

ناولز کلب
Club of Quality Content

"جو تم نے ثبوت دیے تھے اُن سے خاصی مدد ملی، لیکن ایجنسی نے یہ کیس ڈراپ کر دیا ہے... صرف تمہاری وجہ سے۔ تمہاری اِس کوتاہی نے ایجنسی کو مجبور کیا۔"

جبرئیل خاموش رہا۔

"دیکھو جبرئیل، تم پہلے ہی سب کے لیے مسئلہ بن چکے ہو۔ اب خاموشی سے اپنا علاج مکمل کراؤ، ڈاکٹروں کو تنگ مت کرنا۔"

جبرئیل نے گہری سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وجدان اور ولیم نے سکون کا سانس لیا۔

جبرئیل کے لیے یہ سب کچھ ناسور بن چکا تھا۔

صرف دو دن میں ہی وہ انتہا درجے کا چِڑچِڑا ہو گیا تھا۔ اُسے ایک جگہ بند بیٹھنے کی عادت نہ تھی، اور خود کو بے کار محسوس کرنا اُس کے لیے ناقابِل برداشت ہو رہا تھا۔

ہر چھوٹی بات ہر وہ بھڑک اٹھتا اور ہسپتال کے عملے کے ساتھ تعاون کرنے سے بھی گریز کرتا۔ اب نوبت یہاں تک آچکی تھی کہ ہسپتال کا عملہ بھی اُس کے قریب آنے سے کترانے لگا تھا۔ وہ اپنے رویے سے ڈاکٹروں کو بھی بھگا چکا تھا۔

"جبرئیل سوپ پی لو۔"

ولیم نے نرمی سے کہا۔ جبرئیل، جو کہ ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا، غصے سے بھڑک اٹھا۔

Clubb of Quality Content

"یہ کیا بیماروں والا کھانا کھلایا جا رہا ہے دو دن سے ؟!"

کتاب کو زور سے پٹختے ہوئے، اس نے ولیم کو گھور کر دیکھا جیسے ابھی پھٹ پڑے گا۔

"تو اب جنابِ عالی، شہزادوں کی طرح ناز نخرے فرما رہے ہیں ؟! تو لائیے، حضور کے لیے چکن بریانی کا بندوبست کرتے ہیں! ایسی حالت میں یہی ملے گا جو ہم دے رہے ہیں۔"

ولیم نے طنزیہ انداز میں جواب دیا۔

"تم لوگ چاہتے ہی یہی ہو کہ میں بھوکا مر جاؤں!"

جبرئیل نے شکایت کی۔

"کیا ؟!"

واجدان بس اتنا ہی کہہ سکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لوگ کم کھانے سے نہیں، زیادہ کھانے سے مرتے ہیں۔"

واجدان نے ولیم کے ہاتھ سے سوپ کا پیالہ لیا اور جبرئیل کے پاس رکھ کر ولیم کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہمیں اُسے تھوڑا وقت دینا چاہیے۔"

واجدان ظنے مدھم لہجے میں کہا۔

"تم اُسے نہیں جانتے، وہ بالکل 13 سال والے جبرئیل کے موڈ میں واپس آ گیا ہے۔"

ولیم نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

"جو بھی ہے، وہ بیمار ہے، اس لیے تھوڑا برداشت کرو۔"

جبرئیل لیٹا لیٹا سب کچھ سوچ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں واجدان کی باتیں گونج رہی تھیں:

"اگر تم معذور ہو جاتے تو؟"

Clubb of Quality Content

معذوری...

یہ پہلا موقع تھا جب اسے کسی چیز سے واقعی خوف محسوس ہوا۔ موت آسان لگتی تھی، معذوری نہیں۔ صرف دو دن میں اُس کا یہ حال ہو گیا تھا، اگر واقعی ایسا کچھ ہو جاتا تو؟

اس کی نظر پاس رکھے کھانے پر گئی۔ حقیقت تو یہ تھی کہ اسے کبھی اس کے ذائقے کی پرواہی نہ تھی... یا شاید یہ اُن چند خوش فہمیوں میں سے ایک تھی جو اُس نے اپنے گرد خود ہی بُنی تھیں۔ وہ خوش فہمیاں جن کی امیں وہ روز اپنے چہرے کا عکس دیکھتا تھا، خود کو پہچاننے کی کوشش کرتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اچانک اُس کے سر میں ٹیس سی اٹھنے لگی۔

"اُف...! ایک تو آج کل یہ سر درد جان ہی نہیں چھوڑ رہا۔

سفید کوٹ اور زرد ٹخنوں تک کی فراک میں ایک لڑکی کیفے میں چائے پی رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک اور لڑکی بیٹھی تھی جو مسلسل اسے گھور رہی تھی۔

"اُف، صبیحہ! کچھ تو بولو... یہ کیسا عذاب میرے گلے پڑ گیا ہے؟"

زرد فراک والی لڑکی، جو سحرش تھی، جھنجھلا کر بولی۔

"اب میں کیا ہی کہوں؟ غلطی ہسپتال والوں کی اور کچھ تمہاری بھی ہے۔" صبیحہ نے کندھے جھٹک کر کہا۔

"میری؟ بھلا میری کیا غلطی ہے؟ وضاحت کرو ذرا۔"

"سحرش، تم نے اُن کی بات کیوں مانی؟ 'اس کا اچھے سے خیال رکھنا، ورنہ خود کو فارغ سمجھو! 'بڑے آئے کہنے والے... تمہیں دو باتیں سنا دینی چاہیئے تھیں۔"

صبیحہ نے ہاتھ ہلاتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کی۔

"اب آگے کیا ہو گا؟"

"ہونا کیا ہے، جیسے اُس نے باقی سب کو بھگا دیا، تمہیں بھی بھگا دے گا۔ ڈونٹ وری!"

سحر ش نے سانس بھرتے ہوئے کہا،"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی، جب وہ ڈاکٹر بشیر حافظ سے اتنا اچھا برتاؤ کرتا ہے، تو ان سے کہو نہ کہ اس کا خیال رکھیں۔ میں تو ہاؤس جاب پر ہوں، آخر کب تک سہوں؟ خیر، آخری مہینہ ہے... پھر دیکھتی ہوں!"

صبیحہ نے تھوڑا جھک کر رازدارانہ انداز میں کہا،"سنا ہے بڑا اکھڑ مزاج انسان ہے، لیکن عجیب بات ہے کہ اب تک ہسپتال نے اسے نکالا کیوں نہیں؟"

سحر ش نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا،"ہاں، کہتے ہیں اس کے چچا کے ہسپتال میں کافی شیئر ز ہیں، اسی لیے بس..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دونوں کی گفتگو پر اُس وقت بریک لگی جب ہیڈ نرس نے سخت لہجے میں مداخلت کی،"بس کرو اب! جاؤ جا کر اپنے مریضوں کو دیکھو۔ اور صبیحہ، تم آج سے آئی سی یو وارڈ میں کام کرو گی۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، ہاتھ ملائے اور الگ الگ راستے پر چل دیئے۔

"دو منٹ سکون سے بیٹھنے بھی نہیں دیتا۔" صبیحہ منہ بناتی ہوئی اپنا راستہ چلی گئی۔

لیکن سحرش کے سامنے اب بھی ایک لمبا سفر باقی تھا...

ایک ایسا سفر، جس کی منزل... صرف ایک شخص تھا۔

جبرئیل اپنے بستر پر نیم دراز تھا، خاموشی سے کھڑکی کی طرف دیکھتا ہوا۔ روشنی کی ہلکی سی کرن اُس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ کمرے کے ایک کونے میں واجدان کرسی پر بیٹھا کسی فائل میں گم تھا، جبکہ ولیم سوال پر سوال کیے جا رہا تھا۔

"ویسے تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تم وہاں پہنچے کیسے؟"

جبرئیل نے یہ بات پہلے بھی کسی حد تک بتائی تھی، مگر سچ کی ایک تہہ وہ دل میں چھپا گیا تھا۔

"کہا تو تھا، کسی کام سے جا رہا تھا... راستے میں کچھ مشکوک لوگ دکھائی دیے، ان کا پیچھا کیا... اور یوں سارا معاملہ الجھ گیا۔"

واجدان نے ہنستے ہوئے، "جنگل میں اس کی منکوحہ بیٹھی تھی، اسی سے ملنے گیا تھا۔"

"بھوتنی یا چڑیل؟ ہماری بھابھی آخر ہے کون؟" ولیم بھی ہنسی روک نہ سکا۔

جبرئیل کے لبوں سے سرد لہجے میں ایک ہی لفظ نکلا، "بے شرموں"

دروازے کی آواز آئی۔ سب کی نظریں اس طرف مڑ گئیں جہاں دروازے میں سحرش کھڑی تھی۔ ایک لمحے کو سناٹا چھا گیا۔

وہ تینوں اچھی طرح جانتے تھے کہ جبرئیل نے پہلے ہی دن صاف کہا تھا کہ کوئی خاتون ڈاکٹر اس کا علاج نہ کرے۔ مگر اب، حالات کا تقاضا تھا... اور شاید تمام مرد ڈاکٹر اُس کے سخت مزاج سے خائف ہو چکے تھے۔

ان کے پاس اب یہی آخری چارہ رہ گیا تھا۔

واجدان اور ولیم خاموشی سے ایک طرف جا بیٹھے، اور سحرش نے مکمل سکون سے اپنا کام کیا۔ نہ کوئی بحث، نہ کوئی مزاحمت۔ جیسے وہ جانتی ہو کہ خاموشی ہی سب سے بہتر جواب ہے۔ کام مکمل ہوتے ہی وہ اُن تینوں کو وہیں چھوڑ کر خاموشی سے باہر نکل گئی۔

Clubb of Quality Content

"عجیب بات ہے..."واجدان نے جبرئیل کی طرف دیکھا،"تم نے آج بغیر کسی بک بک کے معائنہ ہونے دیا؟"

جبرئیل نے آنکھیں موندتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

"وہ پہلے ہی رونے والی ہو رہی تھی...اس لیے تعاون کر لیا۔اتنا بھی بُرا نہیں ہوں میں۔"

وجدآن اور ولیم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

یہ کہتے ہوئے وہ نیم دراز ہو گیا، جیسے نیند کو گلے لگانے کے لیے تیار ہو۔

دو دن مزید سرک گئے۔دن جیسے سُستی میں ڈوبے ہوتے،اور راتیں پلک جھپکتے گزر جاتیں۔

صبح کے نو بج رہے تھے۔جبرئیل اپنے بستر پر آنکھیں موندے سکون سے نیم دراز تھا کہ اچانک ایک ہلکی سی دستک نے اُسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔

اتنی صبح؟ واجدان تو اس وقت مصروف ہوتا ہے، اور ولیم بھی اس وقت نہیں آتا... تو پھر کون ہو سکتا ہے؟

دروازہ کھلا، اور ایک ادھیڑ عمر شخص کمرے میں داخل ہوا۔

سفید زلفیں، سنہری آنکھیں، اور شخصیت میں ایسا رُعب کہ سانس رُک جائے۔

جبرئیل ٹھٹھک گیا۔ ایک پل کی جھجک کے بعد فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے ادب سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آپ اندر آئیں... باہر کیوں کھڑے ہیں؟"

اس کے لہجے میں ایسا احترام تھا جو شاید ہی اس نے کبھی کسی کے لیے دکھایا ہو۔

اگر ولیم موجود ہوتا تو یقیناً ہنستے ہوئے کہتا:

"یہ یا تو جبرئیل کا قرض خواہ ہے... یا اس کی بہن کا رشتہ لینے آیا ہے۔"

وہ شخص جبرئیل کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتا ہوا اس کا حال احوال پوچھنے لگا۔

حادثے کے بارے میں بھی جاننا چاہا، مگر جبرئیل نے صرف اتنا ہی بتایا جتنا باقی سب کو—

یعنی جھوٹ میں لپٹا ہوا آدھا سچ۔

ان دونوں کے درمیان تھوڑی اور بات چیت ہوئی۔

جبرئیل ہنس رہا تھا۔ بے ساختہ، بے پرواہ، جیسے برسوں بعد کوئی بوجھ دل سے ہٹا ہو۔

وہ شخص اسے سمجھا رہا تھا، تسلی دے رہا تھا، اور جبرئیل... پہلی بار دل سے کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسلام آباد کی ایک خاموش سڑک کے کنارے، جہاں لمبی، وسیع کوٹھیاں قطار در قطار کھڑی تھیں—وہاں ایک عالی شان کوٹھی کے کشادہ کمرے میں ایک لڑکی بستر پر گہری نیند سو رہی تھی۔

کھڑکی کھلی ہوئی تھی،اور چاندنی کی خاموش کرنیں اُس کی بکھری زلفوں اور چہرے پر نرمی سے بکھر رہی تھیں۔

رات کا آخری پہر تھا۔

وہ لڑکی کروٹ بدل کر کچھ پل کو کسمسائی، پھر دوبارہ نیند کی وادیوں میں اُتر گئی۔

چند لمحوں بعد باہر سے اذان کی صدا گونجی لیکن اس نے لبیک نہ کہا۔

دوسری صدا پر اُس نے تکیہ کانوں پر رکھ لیا۔

حلال کو افسوس نہ تھا۔

انسان کا سب کچھ ہو کر بھی کچھ نہ ہو—

ایک سجدہ دینے کی توفیق تک نہ ہو—

کتنے خالی دامن ہوتے ہے بعض لوگ۔

بس...اُن پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے، جو وہ خود اپنے ساتھ کر رہے ہوتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی صبح، سحر ش ناشتے کی میز پر بیٹھی گہری سوچوں میں گم تھی۔ اُس کی نظریں تو سامنے رکھی پلیٹ پر تھیں، مگر ذہن کہیں اور بھٹک رہا تھا۔

علی صاحب، اُس کے والد، نے اُس کی خاموشی کو محسوس کیا اور نرمی سے پوچھا،

"کیا ہوا بیٹا؟ کوئی بات پریشان کر رہی ہے؟"

سحر ش نے چونک کر سر اُٹھایا، پھر فوراً نظریں چرا کر مصنوعی سا تبسم چہرے پر سجا لیا۔

"نہیں ابو، بس کام کا دباؤ کچھ زیادہ ہے آج کل۔"

یہ کہتے ہوئے اُس نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی، اور علی صاحب نے بھی مزید کچھ پوچھنے سے گریز کیا۔

"اچھا بس، اب کام کو ہسپتال تک محدود رکھو، گھر پر نہ لایا کرو۔"

سوبیہ بیگم نے ہنستے ہوئے مشورہ دیا، "چلو، اب اچھے سے ناشتہ کرو۔"

اُن کی بات پر سحر ش کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔ اُس نے سر ہلایا اور پھر ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

سحر ش اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔ علی صاحب، جو سحر ش کے والد تھے، اور ان کی والدہ صوبیہ، ایک مضبوط اور محبت کرنے والے جوڑے تھے۔ سحر ش کا تعلق ایک خوشحال خاندان سے تھا، جس میں دو چچا، عدنان اور ایان، اور ان کے بچے شامل تھے۔ عدنان صاحب کے دو بچے افضل اور عشاء تھے، جبکہ ایان صاحب کے تین بچے زارہ، سمیہ، اور امن تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سب الگ گھروں میں رہتے تھے، لیکن ان کے گھروں کی قربت نے ان کے دلوں میں قربت پیدا کر رکھی تھی۔ علی صاحب کے اپنے بھائیوں کے ساتھ تعلقات بے حد مضبوط تھے۔ والدین کی وفات کے وقت علی صاحب صرف 16 سال کے تھے، اور عدنان اور ایان بالترتیب 14 اور 12 سال کے۔ علی صاحب نے کم عمری میں ہی اپنے دونوں بھائیوں کی پرورش کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی۔

انہوں نے اپنی زمینیں فروخت کر کے کاروبار شروع کیا اور اپنے بھائیوں کے حق کا بھی

خیال رکھا۔ وہ چاہتے تو اپنے خوابوں کے پیچھے جا سکتے تھے، لیکن انہوں نے اپنی تعلیم

قربان

کر کے بھائیوں کے مستقبل کو سنوارا۔ یہ قربانی ان کے دل میں ہمیشہ رہی، اور شاید یہی وجہ

تھی کہ سحرش کی ڈاکٹری کی کامیابی نے انہیں بے حد فخر دیا۔

سحرش ہسپتال کی راہداری میں چلتے ہوئے جبرئیل کی رپورٹ کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ باقی

مریضوں کے مقابلے میں تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا، اس کا مدافعتی نظام خاصا مضبوط

تھا۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ اس کے کندھے کا زخم بار بار خراب ہو جاتا تھا۔

اپنی سوچوں میں گم، وہ بے خیالی میں جبرئیل کے کمرے میں داخل ہو گئی، اُسے اندازہ تک

نہ ہوا۔

"مَیں... میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟" وہ چونکی، گردن جھٹک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ سامنے جبرئیل بستر پر سر جھکائے بیٹھا تھا، اُسے دیکھ کر سحرش کو اور شرمندگی ہوئی۔ اُسے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے دستک دینی چاہیے تھی۔

شرمندگی چھپاتے ہوئے وہ آگے بڑھی اور آلات کا جائزہ لینے لگی۔ اس نے جبرئیل سے بات کرنے کی کوشش کی، "میں آپ سے بات کر رہی ہوں، آپ کی پٹّی کب بدلی گئی تھی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کوئی جواب نہ آیا۔

سحرش کو غصہ آنے لگا۔ کیا وہ اُسے نظر انداز کر رہا تھا؟

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اچانک جبرئیل نے بلند آواز میں کہا، "اللہ اکبر"، اور سجدے میں چلا گیا۔

سحرش ٹھٹھک گئی۔

ایک لمحے کو اُسے سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ جو بار بار اس کا کندھا ہلا رہا تھا، اب بات سمجھ آئی۔

اُسے شرمندگی محسوس ہوئی — کیا یہ اس کی جھنجھلاہٹ کا نتیجہ تھا؟ یا کچھ اور؟ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

وہیں کھڑی، نادم سی، بس اسے دیکھتی رہی۔ جب جبرئیل نے سلام پھیرا، تو براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ سحرش نے فوراً رخ پھیر لیا، خود کو مصروف ظاہر کیا۔

اس کے چہرے پر سرخی تھی، ہاتھوں میں لرزش۔ "و... وہ، آپ کی پٹّی بدل گئی ہے۔"

"جی،" جبرئیل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، کوئی مسئلہ ہو تو بتا دیجیے گا۔"

وہ کچھ عجیب سا محسوس کر رہی تھی، جیسے یہاں رکنا اب ممکن نہ ہو۔ جبرئیل کی نظریں مسلسل اس پر تھیں۔

وہ کمرے سے نکل کر سیدھی ایک خالی کمرے میں جا پہنچی۔ دل کی دھڑکن معمول سے تیز تھی۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر خود سے سوال کیا:

"یہ کیا تھا؟"

جبرئیل جاسوس تھا، اسے لوگوں کے رویّے اور نیتوں کا اندازہ ہو جاتا تھا۔ اُس نے بھی بغور سحرش کے رویّے کا مشاہدہ کیا، مگر خاموش رہا۔ وہ مشکوک تھی۔

سر جھٹکتا اُس نے اپنا بٹوا اُٹھایا۔ اُس کے اندر ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ اُس نے اُسے تصویر والی جگہ پر لگا دیا۔

Clubb of Quality Content!

ایک ہفتہ یوں ہی گزر گیا اور جبرئیل کی حالت اب بہتر تھی۔ سحرش روزمرہ کی طرح اس کے کمرے میں داخل ہوئی، اس کا معائنہ کیا اور اسے یہ اطلاع دی، "کل آپ کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ آپ کو بس اپنا خیال رکھنا ہے اور احتیاط کرنی ہے۔"

"جی"، جبرائیل نے دھیمے لہجے میں کہا۔ "آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟" سحرش کو اپنا سوال خود عجیب لگا۔ "میرا مطلب... اس کی وجہ سے آپ کے کندھے کا زخم بار بار بگڑ رہا ہے... اور آپ زخمی ہیں۔" اُس نے گھبراتے ہوئے وضاحت پیش کی۔ جبرائیل نے ایک جملے پر سحرش کی ساری اُلجھن دور کر دی۔ "میری بھی مجبوری ہے، میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے۔" سحرش خاموش رہی۔

وہ کمرے سے جانے لگی، مگر اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے جاتی، جبرئیل نے اسے آواز دے دی، "ڈاکٹر صاحبہ"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سحرش اپنی جگہ پر رک گئی اور پھر پوری طرح اس کی طرف گھومی اور پوچھا، "آپ کو کچھ چاہیے تھا؟"

جبرئیل نے پہلے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا اور کہا، "میں آپ کا شکر ادا کرنا چاہتا تھا۔"

سحرش نے نہ سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کس چیز کا؟"

جبرئیل نے جواب میں کچھ بولنے کے لیے لب کھولے اور پھر بند کر لیے، پھر کھولے

اور پھر بند کر لیے۔اس سے کچھ کہا نہ گیا۔اس کے کان، گردن،اور پھر چہرہ سرخ

ہونے لگا۔

سحرش اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ پھر جبرئیل نے اس کی طرف ایک چھوٹا سا ڈبہ بڑھا دیا۔

سحرش نے نہ سمجھی سے اس ڈبے کو لے لیا۔

"بس آپ یہ رکھ لیں۔"

جبرئیل یہ کہہ کر نیم دراز ہو گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں، جیسے اگر وہ سحرش کو دیکھ نہیں

پائے گا تو سحرش اسے نہیں دیکھ پائے گی۔

وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا ہوا تھا،وہ اس طرح کیوں ردعمل دے رہا تھا۔کوئی اور طریقہ نہیں

تھا،اتنی شرمندگی مجھے کبھی محسوس نہیں ہوئی۔

سحرش خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔اس نے وہ ڈبہ اپنے بیگ میں رکھ لیا اور

اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔اپنے کام میں اسے اس ڈبے کا یاد ہی نہ رہا۔

آخر کار وہ دن آ ہی گیا جب جبرئیل کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ سحرش کا سارا دن ایک عجیب سی بے چینی میں گزرا۔ "کیا اب میں اُسے کبھی نہیں دیکھ سکوں گی؟" یہ سوال اُس کے دل کو کسی انجانے طریقے سے جھنجھوڑ رہا تھا۔ اتنی جلدی کسی سے لگاؤ ہو جانا... خود اُسے بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔

اُس دن وہ جلدی گھر چلی گئی۔ ایک الگ سا بوجھل پن اُس کی طبیعت پر چھا گیا تھا۔ رات کے کھانے پر بھی وہ بددلی سے چند نوالے ہی لے سکی۔ سونے کے لیے جب وہ اپنے کمرے میں گئی تو کھڑکی کھول دی۔ باہر سے تیز ہوا اور چاندنی کی ٹھنڈی روشنی اُس کے چہرے پر پڑی۔ اُس نے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی، جیسے ہوا کی تازگی کو اپنے اندر اتارنے کی کوشش کر رہی ہو۔

واپس مڑ کر وہ بستر پر بیٹھ گئی۔ اُس کی نظر اپنے بیگ پر پڑی جہاں کچھ پڑا تھا۔ ہاتھ بڑھایا تو وہی ڈبیا نکلی جو جبرئیل نے اُسے دی تھی۔ غصے سے اُس نے ڈبیا ایک طرف رکھنے کے انداز

میں پھنکی۔

"اُسے مجھ سے ملنا بھی گوارا نہ ہوا... 'آپ کے لیے ہے'..."

اُس کے آخری الفاظ یاد آئے تو اُس نے سر گھٹنوں میں چھپا لیا۔

"آہ... ہر چیز کیوں مجھے اُسی کی یاد دلاتی ہے!"

چند لمحے خاموش بیٹھنے کے بعد اُس نے جھجکتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر وہ ڈبیا اٹھائی۔

"اس کا کیا قصور... میں ہی ناراض تھی، بے وجہ۔"

دل کو تسلی دیتے ہوئے اُس نے ڈبیا کھولی۔ اُس میں ایک خوبصورت سی کی چین تھی — ایک چھوٹی سی گڑیا، جس کی آنکھوں اور بالوں کا رنگ حیرت انگیز طور پر سحرش سے ملتا تھا۔ ساتھ ہی ایک پرچی تھی، جس پر لکھا تھا:

"یہ مجھے آپ کی یاد دلاتی ہے... چھوٹی سی بچی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سحرش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"بے ادب نہ ہو تو!..."

اُس کا قد چھوٹا اور چہرہ معصوم سا تھا، جو اُسے واقعی ایک بچی جیسا بناتا تھا۔

اسی رات، جیسے ہی اُس کے کانوں سے کوئی صدا ٹکرائی—وہ مؤذن کی آواز تھی—دل پر کچھ اثر سا ہوا۔ اُس کی نظر اس گڑیا پر گئی، اور ذہن میں پھر جبرئیل کا خیال آیا۔ وہ فوراً اٹھ بیٹھی۔ پہلے وہ صرف سن کر شرمندہ ہوتی تھی، مگر آج سجدہ کرنے کی ہمت آ گئی تھی۔

اُسے خود بھی اندازہ نہ ہوا کہ کب وہ وضو کرتی ہوئی غسل خانے میں تھی۔ اگلے لمحے، وہ جائے نماز پر کھڑی تھی۔ ہاتھ دیکھے، اور پھر گہری سانس لے کر نماز کا آغاز کیا۔ آہستہ آہستہ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اُسے یاد نہ تھا کہ آخری بار کب نماز پڑھی تھی۔ یہ صرف شرمندگی نہیں تھی، ایک سکون، ایک نرمی اُس پر اُتر رہی تھی۔

سلام پھیرنے کے بعد اُس نے لرزتے ہاتھوں سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرا، اور وہیں جائے نماز پر نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

مجھے حیرت ہوتی ہے، لوگ شرمندہ نہیں ہوتے اذان کو سن کر؟

مجھے حیرت ہوتی ہے، لوگ شرمندہ نہیں ہوتے سجدہ ادا کر کے؟

مجھے حیرت ہوتی ہے، لوگ اپنا ضمیر کیسے سُلا دیتے ہیں؟

مجھے حیرت ہوتی ہے، اس سب کے باوجود بھی وہ پُرسکون کیسے ہیں؟

جبرئیل دفتر میں بیٹھا فائلوں کو الٹ پلٹ رہا تھا کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ اندر آنے والے ادھیڑ عمر شخص تیمور صاحب تھے، جو اس پوری آرگنائزیشن کے مالک تھے۔

"جبرئیل، اتنی جلدی واپسی کی کیا ضرورت تھی؟ تھوڑا اور آرام کر لیتے،" تیمور صاحب نے نرمی سے کہا، مگر جبرئیل جانتا تھا کہ یہ الفاظ کسی اور کے تھے۔

"آٹھ دن کافی ہوتے ہیں۔ ویسے بھی کافی نقصان ہو چکا ہے، اب یہ کیس دیکھ لوں،" جبرئیل نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیس میں نے کسی اور کو دے دیا ہے،"تیمور صاحب نے نرمی مگر قطعیت سے جواب دیا۔

"کیا؟! کب؟"وہ کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"جب تمہارا حادثہ ہوا تھا تب۔ اور ویسے بھی ایک ہفتے تک تمہیں کوئی کیس نہیں ملے گا۔

تمہیں مکمل پندرہ دن کی چھٹی دی گئی ہے۔"

"گھر پر رہ کے کیا کروں گا؟ میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔"

"مجھے نہیں معلوم، لیکن یہ حکم ہے۔"

یہ کہہ کر تیمور صاحب کمرے سے باہر چلے گئے۔

جبرئیل سمجھ گیا تھا کہ یہ سب اس کے چچا احمد کا کیا دھرا ہے۔ خاندان میں اب صرف وہ

اور چچا احمد ہی بچے تھے۔ احمد ملک سے باہر رہتے تھے۔ جبرئیل کے والد، عباس، ایک

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کاروباری شخص تھا جبکہ والدہ گھریلو خاتون تھیں۔ وہ سب ایک ہی چھت تلے ہنسی خوشی رہتے تھے، جب تک کہ ایک رات نے سب کچھ چھین نہ لیا۔

اس وقت جبرئیل صرف دس برس کا تھا، جبکہ احمد بائیس کے

احمد اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے گیا ہوا تھا۔ عباس، جبرئیل کی بوریت کو بخوبی سمجھ چکا تھا، اسی لیے اُسے اپنے ساتھ دفتر لے آیا۔ جبرئیل کو وہاں سب کچھ نیا نیا سا لگ رہا تھا، اور اپنے والد کو کام کرتا دیکھ کر دل کو عجیب سا سکون مل رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جبرئیل بیٹا، میں ایک فائل گھر بھول آیا ہوں۔ جیک (assistant) بھی آج چھٹی پر ہے۔ میرا بیٹا، کیا تم گھر سے وہ فائل لے آؤ گے؟"

جبرئیل فوراً اپنی نشست سے اٹھا، "جی، بس ابھی آیا!"

وہ تیزی سے دفتر سے نکلا اور خیالوں میں گم دوڑتا ہوا گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

"ماماں،پاپا کہہ رہے تھے وہ کوئی فائل بھول گئے ہیں۔"

"ہاں،میں اُسی کا انتظار کر رہی تھی۔یہ لو،لے جاؤ۔کس کے ساتھ آئے ہو؟"

"خود ہی آیا ہوں۔پاپا نے کہا تھا میں اب بڑا ہو گیا ہوں،اتنا تو کر سکتا ہوں۔"

"ابھی تم اتنے بھی بڑے نہیں ہوئے،اُنہیں تمہیں اکیلا نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔خیر،جاؤ،پاپا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

جبرئیل دفتر واپسی کے راستے میں ایک جگہ رکا،اور وہاں سے آئس کریم لے کر آگے بڑھ گیا۔دفتر میں داخل ہونے کے لیے ایک مخصوص لفٹ موجود تھی،جو صرف عباس اور احمد استعمال کرتے تھے،لیکن آج وہاں سے دو مشکوک مرد نکل رہے تھے۔جبرئیل،فوری خطرے کو محسوس کرتے ہوئے پارکنگ لاٹ میں ایک گاڑی کے پیچھے چھپ گیا،پھر بھاگتا ہوا لفٹ میں داخل ہوا۔

دل بے چین ہونے لگا، دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

اور پھر — جب وہ کمرے کے دروازے تک پہنچا — سامنے جو منظر تھا، وہ اُس کی آنکھوں میں قید ہو گیا: اُس کے والد اور ساتھی خون میں لت پت فرش پر پڑے تھے۔ جبرئیل کی ٹانگیں جواب دے گئیں، اور وہ وہیں لفٹ میں بیٹھ گیا۔

وہ بچہ تھا، اُسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا کرے۔ جیسے ہی ہوش سنبھلا، وہ سینے سے لگائی گئی فائل وہیں چھوڑ کر گھر کی طرف دوڑا۔

مگر گھر بھی خاموش تھا۔ امی کہیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ خوف اور بے یقینی کی ملی جلی کیفیت میں اُس کے منہ سے آواز تک نہ نکلی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نیچے سے امی کی آواز آئی۔ وہ دبے قدموں زینہ عبور کرتا نیچے پہنچا تو دیکھا—ایک آدمی اُن کے بال پکڑ کر اُن کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا، پھر دھکا دے کر زمین پر گرا دیا، اور اُن کے ماتھے پر گولی مار دی۔

ایک دس سالہ بچے نے اپنی ماں کا قتل اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتے دیکھا۔

جبرئیل خوفزدہ ہو کر بھاگا اور کچن میں چھپ گیا۔ اُسے یاد نہیں وہ کتنی دیر وہاں بیٹھا رہا، مگر جب باہر سے پولیس کی گاڑیوں کے سائرن گونجے، تو وہ باہر نکلا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باہر شاید تیز بارش برس رہی تھی، بجلی کڑک رہی تھی۔

اُسی رات، وہ بچہ بڑا ہو گیا تھا۔

اس نے اکیلے ہی پولیس کے ہر سوال کا جواب دیا۔

اگلی صبح احمد پہلی فلائٹ سے واپس آیا۔ کاروبار کا سارا بوجھ اب اس کے کندھوں پر تھا۔

جبرئیل جب کچھ بڑا ہوا، تو اس نے کاروبار سنبھالنے سے انکار کر دیا۔

"مجھ میں اب وہ ہمت نہیں کہ میں ان سب کا سامنا کر سکوں۔ وہ جگہ میری زندگی کو خساروں سے بھر گئی، خواہ میں چاہوں بھی، وہاں لوٹ نہیں سکتا۔

وہ پاکستان واپس آ گیا، اور ایک خفیہ ایجنسی سے منسلک ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حصہ دوم: غیر متوقع شادی

اچھے لوگوں کے ساتھ ہی برا کیوں ہوتا ہے؟

لوگ پتھر دل نہیں بننا چاہتے، مگر بکھرنے سے کہیں زیادہ آسان ہوتا ہے پتھر ہو جانا۔

لیکن بکھر کر سمیٹا جا سکتا ہے، مگر جو پتھر بن جائے...

اس کا موم ہونا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔

جبرئیل نے اپنے چچا کو فون کیا۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام، یاد آ گئی؟" خوش باش آواز میں طنز چھپا ہوا تھا۔

"آپ ہی نے تیمور صاحب سے کہا تھا نا کہ میری چھٹیوں کی مدت بڑھا دی جائے؟"

"جناب کی طبیعت ٹھیک نہیں اور کام بھی ہے... آرام کرو، ٹھیک ہو جاؤ گے تو کام کر لینا۔

تمہیں میری ذرا پرواہ نہیں نا، ہوتی تو اپنی زندگی خطرے میں نہ ڈالتے!" آواز میں مایوسی واضح تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ غلط ہے، میری چال مجھ پر نہ پلٹو... 'گِلٹ ٹریپنگ' میں نہیں آتا میں۔"

"اچھا، اب یہ نئی بات ہے کہ مجھ سے ملنے بھی نہیں آتے تم؟"

"آپ اب زیادتی کر رہے ہیں... میرا دم گھٹتا ہے، میں نہیں آسکتا۔" انداز منت کرنے والا تھا۔

"تمہارا گھر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

"میں نہیں آسکتا، آپ جانتے ہیں کیوں۔"

وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ گھر میں سکون ہوتا ہے...

اور اُس کے لیے اس دنیا میں کہیں بھی سکون نہیں۔

اس کا کوئی گھر نہیں، مگر یہ سنگدلی اس کے بس میں نہیں تھی۔

"اچھا، مجھے ایک بات پتا چلی ہے۔"

"کیا؟" اُس نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔

"ولیم بتا رہا تھا کہ تم کسی کو پسند کرتے ہو اور۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی جبرئیل زور زور سے کھانسنے لگا۔

"کیا ہوا؟"

"ک-کچھ نہیں،پانی گلے میں پھنس گیا تھا۔اور ہاں،ایسا کچھ نہیں ہے...وہ گدھا ہے،اس کی باتوں پر دھیان نہ دیا کریں۔"

"وہ گدھا ہے اس لیے تو اُس کی باتوں پر دھیان دیتا ہوں"،اُن کی آواز دھیمی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں۔"بیزار لہجہ۔

"اچھا؟مجھے تو لگا۔۔۔خیر،میں چاہتا ہوں کہ تم شادی کر لو،گھر بسا لو۔"

"میں کسی کو پسند بھی کرتا تو اسے اپنی زندگی میں کبھی شامل نہ کرتا۔یہ گویا اُسے قید کرنے کے مترادف ہوتا۔"سنجیدگی برکرار تھی

"جب تک کوشش نہ کی جائے،انسان کو کیسے پتا چلے گا کیا ہو سکتا ہے؟"

جبرئیل نے بات کارخ بدل دیا،"آپ کیوں نہیں کر لیتے شادی؟"

"کیا؟ میں؟ لیکن میں تو۔۔۔"

"ارے، جب تک کیا نہ جائے، تب تک کیسے پتا چلے گا کیا ہو سکتا ہے؟"

دونوں کے درمیان چند منٹ مزید بات چیت ہوئی، پھر جبرئیل نے فون رکھ دیا۔

زندگی ایک لمبا سفر تھی، جسے اُسے اکیلے ہی طے کرنا تھا۔

دور ایک سڑک پر علی صاحب کسی سے فون پر گفتگو کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ نہایت سنجیدہ اور غصے میں لگ رہے تھے۔

اچانک اُنہیں اپنا پیچھا کرتے کسی کا لمس محسوس ہوا۔ ریڑھ کی ہڈی میں ایک لہر دوڑ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتے، اُس شخص نے ان کے چہرے پر رومال رکھا، اور پھر اُنہیں اپنی گردن میں کچھ چبھتا ہوا محسوس ہوا۔

آہستہ آہستہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا، بصیرت دھندلانے لگی۔

ان کا حواس اتنا تو بیدار تھا کہ انہیں محسوس ہوا کوئی انہیں ایک گاڑی میں گھسیٹ رہا ہے۔

اور پھر... مکمل خاموشی۔

سحرش رات کے گیارہ بجے نہایت پریشانی کے عالم میں لاؤنج کے چکر کاٹ رہی تھی۔

دوپہر سے اُس کے والد کا کچھ پتا نہ تھا، اُن کا نمبر بھی مسلسل بند جا رہا تھا۔

پہلے تو اس نے یہی سوچا کہ شاید وہ کسی کام سے کہیں گئے ہوں، اس لیے زیادہ دھیان نہ دیا،

لیکن جب وہ ہسپتال سے واپس آئی اور اپنے والد کو لاپتا پایا اور والدہ کی پریشانی بھانپ لی—

تو اُسے کسی بڑی بات کا اندیشہ ہوا۔

آخر کار اُس نے اپنے چچا عدنان اور ایان صاحب کو اس معاملے سے آگاہ کیا۔

عدنان صاحب اُنہیں اُن کے گھر لے آئے۔

اُن کی بیگم سحرش کی والدہ کو تسلی دے رہی تھیں اور امان اور افضل بھی عدنان اور ایان

صاحب کے ساتھ علی صاحب کی تلاش میں نکل گئے۔

صبح کے چھ بجے ان کی واپسی ہوئی،

لیکن علی صاحب کا کچھ پتا نہ چل سکا۔

صوبیہ بیگم کا تو رو رو کر برا حال ہو گیا۔

سحرش بھی ان سب باتوں سے پریشان، ذہنی دباؤ سے نڈھال، دو دن تک اپنے آپ کو

عدنان صاحب کے گھر کے ایک کمرے میں بند کیے بیٹھی رہی۔

تیسرے دن اُس کے ذہن میں اپنے والد کی ایک کہی ہوئی بات یاد آئی۔

اُس نے تھوڑی ہمت کی اور اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

"سحرش، اگر میں کبھی اچانک کہیں چلا جاؤں اور کسی کا مجھ سے رابطہ نہ ہو پائے،

تو تین دن انتظار کرنا۔ رونا، روگ منانا—اُس کے بعد کسی سے سہارا نہ لینا۔

گم، تین دن میں ہی منانا یا جانا چاہیے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کے اصرار پر اُس کی والدہ بھی اُس کے ساتھ گھر آ گئیں۔

عدنان صاحب اور ایان صاحب اُس کے اس فیصلے سے ناخوش تھے، لیکن سحرش اپنے قدموں پر جمی رہی، تو ان کے پاس اور کوئی راستہ نہ بچا۔

وہ گھر پہنچی اور والدہ کو سُلا کر اوپر والے ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کمرہ زیادہ بڑا نہ تھا — ایک بستر اور الماری کے سوا وہاں کچھ نہ تھا۔

اُس نے الماری کھولی اور اُس میں سے ایک ڈبہ نکالا، اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

اُسے یاد آیا کہ جب اُس کے والد نے اُسے وہ الفاظ کہے تھے، تو وہ بار بار اسی ڈبے پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ اُس نے بھی اُسی انداز میں ڈبے پر ہاتھ پھیرا اور آخر کار اُسے کھول دیا۔

اندر ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ اسے اُس نے احتیاط سے نکالا، اور پڑھنا شروع کیا:

نالز کلب
Clubb of Quality Content

"سحر ش، میں چاہتا ہوں کہ ایسے حالات کبھی نہ آئیں کہ تمہیں یہ خط پڑھنا پڑے —

لیکن اگر ایسا وقت آ بھی جائے، تو پریشان مت ہونا۔ ہمت نہ ہارنا، اور اپنے پیروں پر کھڑی رہنا۔ اگر دنیا تم پر تنگ پڑے، اور کسی کا سہارا نہ ملے تو میرا ایک دوست ہے، اُسے سب کچھ بتا دینا۔ اگر وہ تم سے کچھ کہے، تو اُس پر عمل کرنا۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔

تمہارے والد،

علی۔"

سحر ش کی آنکھوں سے دو آنسو خاموشی سے ٹوٹ کر اس کے رخساروں پر بہہ گئے۔ لمحہ بھر کو وہ ساکت ہو گئی، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ اس نے آنکھیں بند کیں، گہری سانس لی اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ اُس نے اُس خط کے پچھلے حصے پر لکھا ہوا نمبر اپنے فون میں ڈائل کیا اور کال ملا دی۔ دل کی دھڑکن ہر پل بھر رہی تھی۔

تیسری گھنٹی پر دوسری طرف سے ایک بھاری، پر اسرار سی آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟ اپنا نام بتاؤ ورنہ میں فون بند کر رہا ہوں۔" پر سکون مگر سخت آواز تھی۔

سحر ش گھبرا گئی۔ اُس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

"آ-آسلام علیکم، و-وہ میں... سحر ش علی بات کر رہی ہوں۔ علی جہانگیر کی بیٹی۔"

"جہانگیر صاحب کی بیٹی؟ جی فرمائیے۔ آپ کا رابطہ کرنے کا مقصد جان سکتا ہوں۔"

سحر ش کو اس کے لہجے میں نرمی گھلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ شاید یہ علی صاحب کی عزت کی وجہ سے تھی۔ اُسے حوصلہ ملا اور اُس نے مکمل معاملہ — علی صاحب کے غائب ہونے سے لے کر خط تک — اس اجنبی کو بتا دیا۔

پورے دورانئے میں اُس شخص نے نہ ایک بار روکا، نہ ٹوکا۔ جب بات مکمل ہوئی تو اُس نے پوچھا:

"وہ خط آپ کے پاس موجود ہے، ہے نا؟"

"جی۔" اسے لگا جیسے اسے اس پر یقین نہیں۔

"اچھا، اُسے اپنے کمرے کی کھڑکی پر رکھ دیجیے۔ اور اپنی والدہ کو اس سارے معاملے سے آگاہ کیجیے۔ ساتھ ہی کسی اور فرد کو اس بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ میں آپ سے جلد رابطہ کروں گا۔"

یہ کہتے ہی اُس شخص نے فون بند کر دیا۔

سحر ش نے اُس کی دی گئی ہدایت پر عمل کیا اور سب کچھ اپنی والدہ، صبیحہ بیگم کو بتا دیا۔

رات کو اُسے اس اجنبی شخص کی کال موصول ہوئی۔

"اپنے کمرے کی کھڑکی پر آئیں۔"

کھڑکی کے باہر اُسے اپنے والد کا فون دکھائی دیا، جو کہ بہت خستہ حالت میں تھا۔ البتہ، وہ خط وہاں موجود نہیں تھا۔

"آپ میری بات غور سے سنیں، اور براہِ کرم چونکیے گا مت۔ ہو سکے تو پانی کا ایک گلاس لے لیں اور بیٹھ جائیں۔"

Clubb of Quality Content

"ج-جی، فرمائیے۔"

"میں آپ کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہوں۔"

سحرش نے گہری سانس لی۔ پل بھر کو اُسے لگا جیسے سانس رُک جائے گا۔ اتنے اندھیرے میں، اتنی بے یقینی میں، وہ کیسے کسی اجنبی کی اتنی بڑی بات پر بھروسہ کرے؟ مگر جانے کیوں، اُس آواز پر اُسے اعتماد سا محسوس ہوا۔ وہ ہچکچائی، مگر آخر کار اُس نے ہامی بھر لی۔

"جمعے کی نماز کے بعد ہمارا نکاح ہو گا، تیار رہیے گا۔ میں آپ کی والدہ کو بھی ساتھ رکھنے کو تیار ہوں، مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔"

سحرش نے سب کچھ لفظ بہ لفظ اپنی والدہ کو بتا دیا۔ وہ ابتدا میں جھجکیں اور انکار کیا، مگر کچھ دیر سوچنے کے بعد، دل پر جبر کرتے ہوئے ہامی بھر لی۔

ایان اور عدنان صاحب کو جب اس نکاح والی بات کا پتہ چلا تو وہ کافی برہم ہوئے۔ البتہ فرق یہ تھا کہ انہیں بات میں ہلکی سی تبدیلی کر کے بتائی گئی تھی۔

کہانی کچھ یوں بنائی گئی کہ بچپن میں ہی دونوں بچوں کا رشتہ طے کر دیا تھا، لیکن سب کچھ خفیہ رکھا گیا تھا۔ اب جب حالات ایسے ہو گئے تو صبیحہ بیگم چاہتی تھیں کہ نکاح سادگی سے ہو جائے۔

عدنان صاحب کا سب سے پہلا اعتراض یہ تھا کہ اُن کا بھی بیٹا ہے، اگر نکاح ہی کرنا ہے تو اُس سے کرلیں، انہیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر جب سب کچھ پہلے سے طے ہو چکا تھا، تو اب اس میں تبدیلی کون کروا سکتا تھا۔

اگلی صبح علی صاحب کے گھر کے اُس وسیع کمرے میں سحرش نماز کے انداز میں دوپٹہ لیے زمین پر بیٹھی تھی۔ آنکھیں خلا میں کہیں دُور جمی ہوئی تھیں۔

"سب تہہ پا گیا تھا۔ کیا یہی اختتام تھا اُس کی پہلی محبت کے باب کا؟ جدائی، رسوائی اور آخر میں شادی۔"

آہستہ آہستہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اُسے اس بات کا ہوش نہ تھا کہ وہ کتنی دیر انہیں آنسوؤں کو بہاتی رہی، لیکن اب اس کے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی اور جسم درد سے چور ہو رہا تھا، آنکھیں سُرخ انگارہ تھیں۔

اُس نے ہمت کر کے دیوار کا سہارا لیا اور واش روم میں واش بیسن پر آہستہ سے جھکی۔ ٹھنڈا پانی آنکھوں پر پڑتا تو اُسے سکون بخشتا تھا۔

اُس نے باہر نکل کر اپنا حلیہ درست کیا اور جلدی سے تیار ہو گئی۔ جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ اپنی رضا کو اللہ کی رضا میں ڈھالتے ہوئے وہ آگے ڈائننگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

بلند آواز میں سلام کرتی وہ کرسی گھسیٹتی بیٹھ گئی۔ اس کو بنا سنورا دیکھتے صوبیہ بیگم ٹھٹھکی۔

"بیٹا کہیں جا رہی ہو؟"

"جی امی، وہ میں ہسپتال واپس شروع کر رہی ہوں۔ ڈگری ملنے والی ہے، لاپرواہی دکھانے سے نقصان میرا ہی ہو گا۔" مصروف انداز میں جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ یہ بھی کہنا چاہتی تھی کہ میں خود کو مصروف کرنا چاہتی ہوں، یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔ کیا محبت کا انجام اتنا تکلیف دہ ہوتا ہے؟ والد کی گمشدگی کا سوگ مناتے وہ پہلی محبت کی آخری سانسیں گن رہی تھی۔ اُسے وقت چاہیے تھا، لیکن وقت کسی کے لیے نہیں رُکتا، اس کو مہلت کیسے دیتا۔

اللہ اللہ کرتے جمعہ کا دن آپہنچا۔ سادگی سے نکاح تھا، پھر بھی گھر میں گہما گہمی کا ماحول تھا۔ عدنان اور ایان صاحب کا پورا گھرانہ وہیں موجود تھا۔ اتنے لوگوں میں اُسے اپنے والد کی بہت کمی محسوس ہو رہی تھی۔ اس دن تو اُن کو اس کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔ اور پھر وہی اگر وہ یہاں ہوتے تو یہ ہونا ہی نہ تھا۔

اُس نے شادی کے لیے نئے کپڑے لے نے سے انکار کر دیا تھا لیکن پھر بھی دھکے سے اُسے ایک سفید شلوار قمیض، جس کا دوپٹہ گلابی تھا، میں تیار کیا گیا۔ میک اپ نہ ہونے کے برابر تھا۔ وہ خاموشی سے دُلہن بنی اپنے کمرے میں ایک طرف بیٹھی تھی۔ اچانک اُس کا چچا ایان صاحب کمرے میں داخل ہوا۔ مولوی صاحب کی طرف سے اُس سے رضامندی مانگی

گئی۔ تھوک نگلتی، دل کی دھڑکنوں کو سنبھالتی اُس نے ہامی بھر دی۔ تھوڑی دیر میں نکاح نامہ اس کے سامنے تھا، کانپتے ہاتھوں سے اُس نے اُن پر دستخط کیے۔ اُس کے ہاتھوں سے جان نکل گئی تھی اور دل کی کیفیت ناقابلِ بیان تھی۔ سب نے دعا مانگنے کے لیے ہاتھ اوپر اٹھائے لیکن اُسے کچھ مانگا نہ گیا۔ وہ اپنے مہندی سے آری ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

رخصتی کا وقت قریب تھا، سب اس کے سامان گاڑی میں رکھوا رہے تھے۔ عدنان صاحب اور ایان صاحب دونوں کمرے میں داخل ہوئے اور باری باری اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"کوئی مسئلہ ہو ہم یہیں موجود ہیں، اچھا، ہمارا گھر بھی تمہارا اپنا گھر ہے۔"

"میں بھی تمہارے ابو کی طرح ہی تو ہوں، کبھی کچھ بھی ہو سب سے پہلے مجھے بتانا۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی اور تائید میں سر ہلا دیا۔

"چلو چلو دیر ہو رہی ہے، میری جان آجاؤ۔" صُوبیہ بیگم نے اُسے گلے لگایا۔

"امی آپ نہیں جا رہیں، انہوں نے کہا تھا آپ کو ساتھ رکھنے میں مسئلہ نہیں۔"

صوبیہ بیگم نے اطمینان سے جواب دیا، "میں اس گھر کو اکیلا چھوڑ کر کیسے جاؤں اور ایسے بیٹیوں کے گھر نہیں جاتا نا۔"

سحر ش نے جو آنسوؤں کا ریلہ روک رکھا تھا وہ دریا بہنے لگا۔ انہوں نے اُسے گلے لگایا، تھپکا اور شانت کرتے ہوئے بہت نرمی سے رخصت کر دیا۔

وہ گھر سے باہر کھڑی تھی، اُس نے پیچھے مُڑ کر سب کو مسکرا کر دیکھا۔ ایک پچیس، چھببیس سال کے مرد نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور اُسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ اُس آدمی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کچھ ہی دیر میں گاڑی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

سحر ش سارا راستہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کے دماغ میں کئی سوال تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی ایک بلند عمارت کے سامنے آرکی۔ اُس آدمی نے سحر ش کے لیے دروازہ کھولا اور اس کا سامان اُٹھاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا خیال ہے یہ وہ اشارہ ہے جس کا مطلب ہے اس کا پیچھا کروں۔" وہ خاموشی سے بڑبڑاتی اس کا پیچھا کرتی زینے چڑھنے لگی۔ وہ ایک دروازے کے سامنے ٹھہر گیا۔ سامان نیچے رکھ کر دروازے کا لاک کھولا اور اُسے اندر جانے کا اشارہ کرتے خود بھی اندر چلا گیا۔

"ایک منٹ، کہیں میرا شوہر گونگا تو نہیں... نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، فون پر تو بات کر رہا تھا۔" سر جھٹکتے اس نے خد کو ایسی سوچوں سے باز رکھا۔

اُس نے سامان ایک کمرے میں رکھ دیا۔

"بھابھی، میں آپ کے شوہر کا دوست ہوں، اُسے تھوڑا کام تھا جس وجہ سے وہ آ نہیں سکا۔ اُس کی طرف سے رضامندی بھی میں نے لی تھی۔ اُس نے ایک پیغام دیا تھا کہ آپ جیسا چاہیں ویسے اپنا سامان رکھ سکتی ہیں، اِسے اپنا ہی گھر سمجھیں۔" مخاطب وہ سحرش سے تھا لیکن دیکھ زمین پر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہمم، اچھا ٹھیک ہے۔" یہ سنتے ہی وہ آدمی وہاں سے چلا گیا اور واپس آ کر کھڑا ہو کر چابی اوپن کچن کے کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے بولا، "بھابھی یہ گھر کی چابی ہے اور دروازہ لاک کر لیجیے گا۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

"اچھا، ان کے پاس نکاح میں آنے تک کا وقت نہ تھا، مجھے کیا، میں تو ویسے بھی مسلط ہوئی ہوں ان پر۔" خود ہی چیزوں کا مطلب اخذ کرتی سحرش کام میں مصروف ہو گئی۔ اسے برا لگا تھا اور ایسا لگنا اس کے سمجھ میں نہ آیا تھا۔

الماری کا ایک حصہ خالی تھا جو کہ اس کے کپڑوں کے لیے بہت تھا، ڈریسنگ ٹیبل کا ایک حصہ بھی خالی تھا اور سائیڈ ٹیبل بھی ایک خالی تھا۔ اس نے جلدی جلدی اپنا سامان رکھا اور پھر کچن میں جو کچھ موجود تھا اس سے کھانا بنانے کا سوچا۔

"Tsk"، کچن میں تو کچھ نہیں ہے۔" خود سے بڑبڑاتی وہ کھانا کھا کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ ابھی مغرب ہی ہوئی تھی لیکن وہ تھک گئی تھی تو اُسے پتا نہ چلا وہ کب سو گئی۔

وہ اپارٹمنٹ دو کمروں، ایک اوپن کچن اور ایک لاؤنج پر مشتمل تھا۔ ایک کمرہ بیڈ روم اور دوسرا اسٹڈی یا لائبریری کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ کمرہ اچھا خاصا کھلا تھا۔ گھر کافی آرام دہ تھا۔

رات کے کسی پہر سحر ش کی آنکھ کھٹ پٹ کی آواز سے کھلی۔ ایک وجود الماری میں کچھ سامان اِدھر اُدھر کر رہا تھا۔ اُس نے اندازہ لگایا یہ عباس ہو گا، اُس کا شوہر—اُسے یاد تھا نکاح کے وقت یہی نام قاضی نے لیا تھا۔ سحر ش نے دھیمے لہجے میں اُسے سلام کیا۔

اُس آدمی نے اندھیرے میں ہلکی سی گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اندھیرے کے باعث اُس کے نقش واضح نہ تھے۔ سلام کا جواب دیتے ہوئے اُس نے کہنا شروع کیا،

"معذرت، میں آپ کی نیند میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔"

"آپ نے کھانا کھایا؟" اُس کے ہاتھ کی حرکت رک گئی، اس بار اُس نے مُڑ کر سحر ش کو نہیں دیکھا۔

"میں کھانا لگا دوں؟" یہ کہتی وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کھانا گرم کرتے وہ اپنے خیالات میں مگن تھی۔ اُس نے کھانا کاؤنٹر پر لگایا اور اب وہ شام کے برتن دھونے میں مصروف تھی کہ اُسے پیچھے کرسی گھسیٹنے کی آواز آئی۔ اُس نے پیچھے مڑ کر اُسے دیکھنا چاہا،

"اُف، کیا کر رہی ہو سحرش، کتنا عجیب لگوں گی ایسے جھانکتی ہوئی۔"

وہ اپنے خیالات میں گم تھی کہ واپس کرسی گھسیٹنے کی آواز آئی۔ اس بار اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ جا چکا تھا۔ کھانے کے گندے برتن سمیٹتے ہوئے اُس کی نظر ایک بٹوے پر پڑی۔ اُس نے اُسے وہیں رہنے دیا اور گندے برتن دھونے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کام سے فارغ ہو کر آخر میں لمبی سانس خارج کرتی اُس نے وہ بٹوہ ہاتھ میں پکڑا،

"عباس، بات سنیے۔"

لیکن اگلے ہی لمحے وہ پتھر کی ہو گئی —— اس بٹوے میں اُس کی تصویر تھی، وہ بھی آج سے دو سال قبل کی تصویر۔

"جی، سنائیے۔" عباس ہاتھ کو تولیے سے صاف کرتا ہوا بولا۔ سحرش کی نظر اس پر پڑی — وہ انتہائی پُرکشش، بلند قد کا مرد تھا۔ عباس آگے بڑھا اور نرمی سے سحرش کے ہاتھ سے بٹوہ لے لیا۔

اگر بٹوے میں اپنی تصویر دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی تو اُسے اپنا شوہر پا کر اس کے اندر کی سانس اندر اور باہر کی باہر رہ گئی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" عباس نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا اور سوال کیا۔ وہ اپنے خیالات سے باہر آئی۔ سحرش آگے بڑھی اور اپنے ہاتھ سے عباس کے بالوں کو چھوا۔

عباس اپنی جگہ ٹھہر گیا،

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟"

"آپ میرے شوہر ہیں۔" سحرش نے اُسی انداز میں اپنے الفاظ ادا کیے۔ عباس کو سمجھ نہ آیا کہ وہ پوچھ رہی تھی یا بتا رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

"جی؟"

"آپ کی آواز کو کیا ہوا ہے؟" ایک اور سوال آیا۔

اس نے جلدی سے اپنی گردن سے ایک پٹی اُتاری جس پر ایک چِپ لگی تھی۔ یہ پٹی گردن کے اُس حصے پر لگائی جاتی ہے جہاں آواز پیدا کرنے والے تار (vocal cords) ہوتے ہیں، اور اس سے انسان کی آواز میں خاصا بدلاؤ آتا ہے۔

"میں اُسے اُتارنا بھول گیا تھا۔ خیر، آپ اندر آجائیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سحرش اس کا پیچھا کرتی گئی،

"آپ کے کتنے نام ہیں؟"

"میرا ایک ہی نام ہے — جبرئیل۔ آپ نے کچھ عرصہ پہلے میرا علاج کیا تھا، شاید آپ کو یاد نہیں... افسوس!" وہ واقعے برا محسوس کر رہا تھا۔

"مگر نکاح خواں نے تو عباس نام لیا تھا؟"

سحر ش کے جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ بولا،"بی بی، آپ کسی نکاح پر نہیں گئیں کیا؟ جبرئیل بن عباس—والد کا نام بھی لیا جاتا ہے۔"

سحر ش نے سوچنے کے انداز میں سر ہلایا،"ویسے سچ سچ بتائیں، میں آپ کو ذرا بھی یاد نہیں تھی؟"

وہ کم بخت بھولتا کب تھا! سحر ش نے غصے بھرے لہجے میں کہا۔"اتنے مریض آتے ہیں، سب تھوڑی یاد رہتے ہیں۔"

"مجھے یاد رکھنا چاہیے تھا۔"بیڈ پر بیٹھ تے ہوے کہا۔

"ہاں، جتنا ہسپتال کو آپ نے سر پر اُٹھا رکھا تھا، اتنا تو بنتا تھا۔"

جبرئیل کا قہقہہ بلند ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں، مجھے یاد آیا، وہ اتنے بٹن کا کیا کرنا ہے آپ نے؟" سحرش کو یاد آیا کہ صفائی کے وقت اُس نے اسٹڈی میں ایک ڈبہ دیکھا تھا جس میں چھوٹے چھوٹے کئی بٹن تھے۔

" کیسے بٹن؟"

"وہ اسٹڈی میں ایک ڈبے میں ہے، وہ والا؟"

" نہیں، وہاں تو کوئی بٹن نہیں ہے۔" جبرئیل نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میں دکھاتی ہوں۔" یہ کہہ کر دونوں اسٹڈی کی طرف بڑھ گئے لیکن نہ وہاں کوئی ڈبہ تھا نہ کوئی بٹن۔

"ہاں، یہی تھا، میں نے خود دیکھا تھا۔" سحرش کو اچھی طرح یاد تھا کہ اُس نے وہ بٹن یہیں دیکھے تھے۔

"شاید وہ حمزہ کا ہو گا، وہ اپنا سامان اکثر یہیں رکھ دیتا ہے۔ آپ آرام کریں۔"

Clubb of Quality Content!

رات گہری تھی، آندھی چل رہی تھی۔ سیاہ ہوڈی اور سفید شرٹ میں ملبوس ایک دراز قد آدمی جس کے ہاتھ میں ایک کروبار (crowbar) تھا،اس عمارت میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ عمارت ابھی نامکمل تھی اور رات کے اس پہر وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ سیاہ رات میں چاند بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا،وہ بھی خوف سے بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا تھا، جیسے اسے معلوم ہو کہ کیا ہونے والا ہے۔

وہ آدمی آہستہ قدموں سے،بڑے اطمینان کے ساتھ زینے چڑھتا گیا اور جب اس عمارت کی دوسری منزل پر پہنچا تو رک گیا۔ وہاں اس اندھیرے میں کسی اور وجود کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ اس وجود نے ٹارچ جلائی اور روشنی ہو گئی۔ لیکن اس کا چہرہ اب بھی چھپا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس سیاہ ہوڈی کی ہڈ سے ناقابلِ دید تھا۔

وہ اس وجود کے قریب آہستہ قدموں سے بڑھ رہا تھا۔ اس انسان کی آنکھوں میں صرف غصہ تھا۔

"کون ہو تم؟اور تم نے مجھے اس کرسی سے کیوں باندھ رکھا ہے؟تم مجھے ابھی جانتے نہیں ہو... میں تمہیں تباہ کر سکتا ہوں۔" دبے دبے انداز میں وہ چلایا۔

آخری بات پر وہ آدمی زور سے ہنسا،اور خوب ہنسا۔اس کی آواز پورے علاقے میں گونج رہی تھی۔اس آدمی سے خوف محسوس ہو رہا تھا،پاگل پن کا گمان۔

"پہلے ہی کتنے لوگوں کو برباد کر چکے ہو اور اب اور کتنوں کو کرو گے؟لیکن اب تمہاری باری ہے۔ تمہارا وہ حال ہو گا کہ تم رحم مانگو گے،مگر وہ تمہیں نہیں ملے گا۔اور جب تم موت مانگو گے،وہ میں تمہیں دوں گا... موت۔"

ہوائیں تیز چلنا شروع ہو گئی تھیں۔اس نے وہ کروبار اٹھایا اور اس آدمی کے سر پر مارا،وہ کرسی سمیت اوندھے منہ گر گیا۔ پھر اس نے اسے مارنا شروع کر دیا۔پہلے اس کے تلووں پر، پھر اس کے سر پر اور آخر کار اس کی ٹانگوں پر۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ آدمی لہو لہان ہو گیا۔ وہ زندگی کی بھیک مانگنے لگا،مگر اس شخص کو ذرہ برابر ترس نہ آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھک ہار کر اس نے موت کی درخواست کی، اور وہ سیاہ ہوڈی والا رک گیا۔ اس نے وہ کروبار اٹھایا اور دور کہیں پھینک دیا اور وہاں سے چلا گیا۔ پانچ منٹ، دس منٹ، اور پھر پندرہ منٹ گزر گئے لیکن وہ واپس نہ آیا۔

زمین پر پڑا وجود جو لمبی سانسیں لے رہا تھا، اب اس کی سانسیں ترتیب میں آگئی تھیں، لیکن پورے بدن میں ناقابلِ برداشت درد تھا۔ اس نے ایک لمبی سانس لینے کی کوشش کی، مگر باہر نکالنا بھول گیا۔

وہ منظر خوفناک تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک لال رنگ کا گیلن تھا جس کے نیچے کی طرف سوراخ تھا، جس سے مائع باہر نکل رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ پورے کمرے کے گرد گھومنے لگا۔ اب وہ مائع پورے کمرے میں پھیل چکا تھا۔

پھر وہ آنکھیں کھولے ہوئے وجود کے پاس آیا اور پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی ہوڈی اپنے چہرے سے ہٹائی اور اسے دیکھا:

"اپنی موت کو اتنا قریب سے دیکھو اور مرنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھنا۔"

وہ آدمی اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ اتنا کہ الفاظ اس کی زبان سے نکلنے سے قاصر تھے۔

ایک کی آنکھوں میں جیسے خوف اور حیرانی تھی،اور دوسرے کی آنکھوں میں جنونیت اور صرف جنونیت۔

اس نے پھر اس آدمی کو صحیح طریقے سے کرسی پر بٹھایا اور اس کے اوپر وہ مائع انڈیل دیا۔ اسے اچھی طرح بھگونے کے بعد،وہ اس کے گرد ایک چکر کاٹ کر اس کے بالکل سامنے پانچ فٹ کی دوری پر کھڑا ہو گیا۔

"یہاں میرا انصاف ہو گا،سیاہِ منصف کا انصاف۔ میں وہی کروں گا جو مجھے ٹھیک لگے گا۔ میں کسی کو صفائی دینے کا پابند نہیں ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور سیٹی کی ایک دھند بھری آواز بجاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ نیچے جا کر اس نے ایک سگریٹ جلائی، اس کا ایک چھوٹا کش لیا، جیسے زندگی میں پہلی بار سگریٹ پی ہو، اور چند قدم کے فاصلے پر وہ جلتے گیلن پر سگریٹ پھینک کر آگے بڑھ گیا۔

وہ تاریک رات تھی جسے اس نے روشن صبح میں بدل دیا۔ اب آگ کی لپٹیں اسُ عمارت کو چھو رہی تھیں۔ پوری عمارت آگ کی لپیٹ میں آ گئی، جیسے اس انسان کی آنکھیں تھیں۔ غصے اور جنون سے دہکتی ہوئی، اس کی آنکھوں میں آگ دکھائی دیتی تھی۔

"یہ ہے انصاف، میرا انصاف۔"

آسمان پر کہیں بجلی کڑکی مگر بارش نہ ہوئی۔

اگلی صبح جبرئیل لاؤنج کے صوفے پر وائٹ شرٹ اور ٹراوزر میں بیٹھا چینل سرفنگ کر رہا تھا۔ یہ ہفتہ انتہائی عجیب تھا—نہ اُسے کوئی کام تھا پھر بھی اچھا خاصا تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ سحرش کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ جبرئیل کو شرارت سوجھی، "بھلا نئی نویلی دلہن ہے کیا ہی کہے گی۔" وہ اُٹھ کر کچن میں چلا گیا۔

سحرش نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا، "آپ کو کچھ چاہیے؟"

"نہیں۔" وہ مسکراتا رہا۔

"پھر؟" سحرش ابھی بھی کام میں مصروف رہی۔

"کیوں، میرا کچن ہے، میں کھڑا نہیں ہو سکتا کیا؟"

سحرش نے جواب نہ دیا۔ اس نے فرائنگ پین چولہے پر چڑھایا اور اس میں تیل ڈالا۔
جبرئیل نے ہاتھ بڑھا کر چولہا بجھادیا۔ سحرش نے ایک نظر اس پر ڈالی اور واپس چولہا
جلایا۔ جبرئیل نے اس بار پین ہی اُٹھا کر سلیب پر رکھ دیا اور چائے والا چولہا بھی بند کر دیا۔

"آپ کو کچھ چاہیے!" اس بار آواز میں تھوڑا غصہ تھا۔

جبرئیل نے توتے کی طرح وہی جواب دہرادیا لیکن سحرش نے اُسے سنجیدہ نہ لیتے ہوئے
دھکا دینے کے انداز میں کچن سے باہر نکال دیا۔

"ارے ارے، آپ..." جبرئیل کے الفاظ زبان پر ہی تھے کہ اچانک آگے سے ولیم آندھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

طوفان بن کر آیا۔

"جبرئیل، قیامت آگئی ہے!"

وہ اس سے پہلے آگے کچھ کہتا، اس کے الفاظ زبان پر ہی رُک گئے، "ڈاکٹر صاحبہ آپ!"

جبرئیل نے گہری سانس لی اور اُسے اپنے ساتھ لاؤنج میں لے آیا۔ اس نے سوچا کہ جب اس قیامت نے ولیم کا کچھ نہیں بگاڑا تو اس کا کیا ہی بگاڑے گی۔ اس نے سوچا اتنی بھی کوئی ضروری بات نہیں ہو گی۔

ساری بات سمجھانے کے بعد ولیم نے ہنستے ہوئے سوال کیا، "اچھا ویسے چچا کو بتایا ہے تم نے؟"

جبرئیل نے پہلو بدلا، "قیامت آرہی تھی نا، تم بتا رہے تھے؟"

"ہاں، کل رات ایک حادثہ ہوا ہے۔" اس نے اسے چونک کے دیکھا۔

وہ دونوں کچھ ہی پلوں میں تیار ہو کر گھر سے باہر نکل رہے تھے کہ سحرش نے اُسے روک لیا،

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

"کچھ ضروری کام ہے جس میں میری ابھی توجہ چاہیے، آتے ہوں، شاید دیر ہو جائے۔"

مختصر بات سمیٹتا وہ باہر نکلنے لگا لیکن سحرش نے اُسے خالی پیٹ جانے نہ دیا،

"ناشتہ تیار ہے، ناشتہ کر کے جائیے گا۔"

"شکریا، پر وہ..." اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ ولیم جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جبرئیل جس نے مرنا تھا مر گیا، ہم تو کھانا کھا لیں نا۔"

اب سحرش ان دونوں کو کھانا دے رہی تھی اور ولیم چاپلوس، میسنا انسان اُس کے کھانے کی تعریف کے پُل باندھنے میں مصروف تھا۔ جبرئیل کو سمجھ نہ آیا کہ ولیم کو روکنے کی کیا ضرورت تھی بھلا___ لیکن سحرش سے سوال کرنے کی اُس میں ہمت نہ ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی ایک دن کی دلہن، اس کا گھر، اور اب اس کے دوست پر بھی قبضہ جما بیٹھی تھی۔ پتہ نہیں وہ اُسے کیوں معصوم سمجھتا تھا۔

جبرئیل اور ولیم اس کرائم سین پر موجود تھے جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ وہ ایک خالی میدان تھا جہاں کسی عمارت کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ آگ نے سب کچھ نگل لیا تھا۔ یہ تعمیر پذیر عمارت ایک بزنس مین کی تھی، جس سے بھی پوچھ گچھ کی جا رہی تھی۔

جبرئیل، تیمور صاحب سے اس کیس میں شامل ہونے کی منت کر رہا تھا۔ یہ ایک بڑا کیس تھا جس کے لیے قابل انویسٹیگیٹر کی ضرورت تھی، اور ایسے انویسٹیگیٹرز بہت کم تھے۔

جبرئیل، جو پہلے ہی گھر بیٹھے بیٹھے تنگ آ چکا تھا، اس کیس کو ہینڈل کرنا چاہتا تھا۔

تیمور صاحب لیکن رضامند نہ تھے۔

"سر، فی الحال آپ کے پاس مجھ سے قابل کوئی انویسٹیگیٹر ہے؟"

"نہیں، پر جبرئیل بات سمجھو تم۔"

"بات آپ سمجھائیں نا سر، میرے بارے میں نہ سوچیں، یہ ایک ہائی پروفائل کیس ہے، اوپر سے دباؤ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جائے گا، تب کیا کریں گے آپ؟"

"میں دیکھ لوں گا۔" وہ باز در ہیں۔

"سر، پھر بھی اس کیس کو جتنی جلدی ہو سکا اتنی جلدی نمٹانا ہو گا۔" بات ان کے منہ میں ہی تھی کہ اچانک وجدان کی نظر ایک چمکتے ہوا کارڈ پر پڑی، اس نے اسے ہاتھ میں پکڑا اور اس کے اپر ایک تحریر لکھی ہوئی تھی اس انداز میں کہ اس کا وہ والا حصہ اندر کی طرف دھنسہ ہوا تھا۔ وہ لوہے کا کارڈ تھا جس پر لکھا تھا کہ:

"سیاحِ منصف کا انصاف۔" ولیم نے جواباً کہا، "یہ تو کوئی سیریل کلر لگتا ہے، سائیکو پتھ ٹائپ۔" جبرئیل نے اس کارڈ کو ایک پیکٹ میں ڈال دیا۔

"ٹھیک ہے جبرئیل، لیکن یہ آخری بار ہے۔"

جبرئیل رات کے کسی پہر اسٹڈی میں بیٹھا فون پر وجدان سے بات کر رہا تھا۔

"اس کی پچھلے مہینے کی ساری سرگرمیوں کے بارے میں جو معلومات حاصل کر سکتے ہو کرو... کوئی لیڈ ملے تو مجھے بتانا... ٹھیک ہے... ہمم۔"

اس کا دھیان دروازے کی آہٹ نے اپنی طرف کھینچا۔

"جبرئیل، آپ اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے ہیں؟" سحرش آنکھیں مسلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کام۔" مصروفانہ انداز میں جواب آیا۔

"میں آپ کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی، خیر میں کھانا گرم کر دیتی ہوں۔"

"نہیں رہنے دو، میں مصروف ہوں، انتظار مت کیا کرو میرا۔ اور میں رات کو کم ہی کھانا کھاتا ہوں ویسے بھی...."

اس کی بات اس کے منہ میں ہی تھی کہ سحرش نے ٹھک سے دروازہ بند کر دیا۔

"جبرئیل... ہیلو... آواز آرہی ہے؟" فون میں سے آواز آئی۔

"ہاں ہاں آرہی ہے۔"

"کیا ہوا؟ کون تھا؟"

"وہ سحرش تھی... پتہ نہیں اچانک سے کیا ہوا۔" وہ تجسس اور بے چینی کے ملے جلے تاثرات سے دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

وجدان کے قہقہے کی آواز نے اس کا تسلسل توڑا۔

"ظاہر ہے بیگم ناراض ہو گئی ہے، اس کو مناؤ۔ باقی کام کل کر لینا۔"

"لیکن میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا تھا؟" اپنی سوچ میں مگن وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

کچن سے کھٹک پٹک کی آوازیں آرہی تھیں۔

"اہم اہم۔" جبرئیل کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہو کر اپنا گلا کھنکھارنے لگا تھا۔

سحرش برتنوں کو ادھر سے اُدھر پٹخنے میں ابھی بھی مصروف تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اہم اہم۔"(شاید پہلی بار اُس نے سنا نہ ہو گا)

اُسے یہ بات تسلیم نہ ہوئی کہ وہ نظر انداز کیا جا رہا تھا۔

سحرش نے برتن پٹخنا بند کر دیے۔(مجھے معلوم تھا)

سامنے وِکس کی گولی رکھتے ہوئے سحرش نے ایک پل کے لیے اُس کی آنکھوں میں اپنی خفا آنکھیں ڈالیں۔

جبرئیل کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔(وہ ناراض تھی... آہہ ناراض بیوی کو کیسے مناتے ہیں؟)

"مجھے بھوک لگی ہے۔"(منہ سے نکلا بھی تو کیا!)

جبرئیل نے آنکھیں موند لیں۔

تھوڑی دیر بعد اُس کے سامنے قورمہ اور ساتھ گرم گرم روٹیاں رکھ دی گئیں۔

سحرش پھر ایک سلاد کی پلیٹ لائی اور اُس کے سامنے رکھ دی۔

Clubb of Quality Content

وہ وہاں سے جانے لگی کہ جبرئیل نے اُس کی کلائی پکڑ کر اُسے روک لیا۔

"آپ بھی ساتھ بیٹھ جائیں۔"

سحرش خاموشی سے بیٹھ گئی، نخرے دکھانے کا ارادہ ابھی بھی تھا۔

پہلا نوالہ اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے جبرئیل نے بولنا شروع کیا:

"میں بس یہ کہنا چاہتا تھا کہ میری فکر مت کریں اتنی۔ میں ایسا بے وقت سونے کھانے کا عادی ہوں، پر غلطی میری تھی، میں نے الفاظ کا چناؤ غلط کیا۔"

سحرش نے اُس کے ہاتھ سے وہ نوالہ کھایا اور ایک نوالہ اُس کی طرف بڑھایا۔

جبرئیل چونکا اور اُس کے ہاتھ سے نوالہ کھالیا۔

کیا بیویوں کو منانا اتنا آسان ہوتا ہے؟

جبرئیل نے مسکراتے ہوئے سوچا: "آپ میری عادت بگاڑ رہی ہیں، ڈاکٹر صاحبہ۔"

"آپ مجھے بگاڑ چکے ہیں، ڈیٹیکٹیو صاحب۔"

اس لقب پر جبرئیل کا دل زوروں سے دھڑکا۔

بیویاں سچ میں سادہ ہوتی ہیں، کون کہتا تھا کہ شادی بربادی ہوتی ہے۔

صبح فجر کی نماز کے بعد جبرئیل گھر پر ہی موجود تھا۔ سحر ش کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔ سفید کوٹ وہی صوفے پے پڑا تھا۔ جبرئیل کو اچانک اپنے چچا کی کال موصول ہوئی۔ اُسے یاد آیا کہ اس نے ابھی تک اُنہیں شادی کی اطلاع نہیں دی۔ آیت الکرسی پڑھتا ہوا اس نے فون اُٹھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہیلو۔"

"بس بس ٹھیک ہے، تم تو اپنے چچا کو بھول ہی گئے ہو۔" پہلا جملہ ہی شکوہ تھا۔

"چچا وہ دراصل میں تھوڑا مصروف تھا۔"

"کیسی مصروفیت تھی بھلا؟"

"وہ مجھے یاد آیا میں نے آپ کو ایک خوش خبری دینی تھی... میں نے شادی کر لی ہے۔"

بڑے عجیب انداز میں جیسے بم گرایا گیا۔

"اچھا، مبارک... کیا؟ تم۔۔۔ سچ کہ رہے ہو؟"

"جی" کان کی لو سرک ہوئی۔

"تم نے مجھے شریک تو دور کی بات، اطلاع بھی نہیں دی!"

"وہ بات اتنی سادہ نہیں ہے پچو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھر کیا بات ہے؟" غصے سے کہا گیا۔

جبرئیل نے گہری سانس لیتے ہوئے سارا معاملہ انہیں سنا دیا۔

"تو پھر بھی بہت وقت تھا، میں پاکستان آسکتا تھا، تم مجھے بتا سکتے تھے۔"

"آپ پریشان ہو جاتے۔"

جبرئیل نے کچن میں سحرش کو فون پکڑایا:

"پھپھو ہیں،بات کرو۔"(شاید بہو سے بات کرنے سے غصہ کم ہو جائے)

سحرش نے کانپتے لہجے سے سلام کیا۔ آگے سے بہت خوش گوار انداز میں جواب آیا جس نے اُسے اطمینان دیا۔ تھوڑی بہت بات کے بعد جبرئیل واپس کمرے میں آ گیا۔ انہیں باقی حالات سے آگاہ کرنے کے بعد جب وہ لاؤنج میں آیا تو سامنے کے منظر نے اُس کا غصہ دلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ولیم کچن میں بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔

"عجیب روز اُٹھ آتے ہو، میری بیوی تمہاری خانصامہ ہے؟"جبرئیل نے سخت لہجے میں کہا۔

"بھابھی اتنی سویٹ ہیں، میں تو تم سے ملنے آیا تھا،انہوں نے ناشتے کا کہہ دیا۔"

جبرئیل نے اسے نظر انداز کیا اور سحرش سے بات کرنے لگا:

"میں تھوڑے کام سے باہر جا رہا ہوں، شام کا کھانا باہر کریں گے تو کچھ بنانا مت، ٹھیک ہے؟"

وجدان کھانے میں مصروف تبصرہ کرنے لگا:

"بس بس مجھے شگر ہو جائیں گی، اور آج اتوار ہے، کون سا کام ہے؟ نئی نئی شادی ہوئی ہے، تمہیں چاہیے کہ—"

اس کی بات اُس کے منہ میں ہی رہ گئی، اگلے ہی لمحے اُس کے منہ پر دروازہ بند ہوا۔ ایک ہاتھ میں انڈہ بریڈ کی پلیٹ اور دوسرے میں دودھ کا گلاس تھا۔

"ایسے مہمانوں کی ایسی ہی خاطر تواضع کی جاتی ہے!"

سحرش لگاتار ہنس رہی تھی۔ اس نے گھورنے کا ناٹک کیا لیکن ناکام رہا۔

"جبرئیییییل!"

جبرئیل کسی جگہ کھڑا کسی سے کوئی بات کر رہا تھا۔ وہ شاید کوئی دفتر تھا۔ سامنے بیٹھا بندے نے اس کی بات سن کر اپنا ہاتھ کی بورڈ پر چلانا شروع کر دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ مصروف تھے۔ ایک طرف اسے سحرش کے والد کو ڈھونڈنا تھا دوسری طرف اسے قاتل کا پتہ لگانا تھا۔

شام ڈھل رہی تھی جہاں ایک طرف جبرئیل اپنے کام میں مصروف تھا، دوسری طرف ایک سیاہ حُوالہ ایک سنسان سڑک پر کھڑا تھا۔ اس کے سامنے اونچا درخت تھا جس کو وہ بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس نے درخت کی چڑھائی شروع کر دی۔ اس کی ایک مضبوط ٹہنی کو پکڑنے کے بعد اس نے اوپر ہاتھ مارا اور کوئی چیز اس کے ہاتھ میں آگئی۔ پھرتی سے درخت سے اترتا وہ جیبوں میں ہاتھ اُڑستا آگے نکل گیا۔

ایک دکان میں داخل ہوتے اس نے اپنی بند مٹھی سامنے میز پر رکھی۔ اپنے کام میں مصروف آدمی نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ایک بٹن نما چیز تھی۔

"مجھے اس کے اندر کا سارا ڈیٹا ایک یو ایس بی میں ٹرانسفر کر کے دو۔"

اس آدمی نے سیاہ لباس میں ملبوس شخص کو اوپر سے نیچے تک مشکوک نظروں سے دیکھا اور ہامی بھر دی۔ تھوڑی دیر میں اس نے ایک یو ایس بی میز پر رکھی۔ اس سیاہ لباس والے نے خاموشی سے وہ یو ایس بی اُٹھالی، کچھ نوٹ سامنے رکھتا وہ نکلنے کو پلٹا ہی تھا کہ ایک طرف پڑی ایک چیز نے اس کا دھیان اپنی طرف کیا۔ وہ اس کے قریب گیا۔

"سنو، یہ کیا ہے؟" ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چِپ کی طرح دکھنے والی اشیاء کا وہ بہت باریکی سے جائزہ لے رہا تھا۔

"جناب، یہ نیا آیا ہے۔ اس کو ابھی ہم نے دیکھنا ہے کہ یہ کام کیسا کرتا ہے۔"

"یہ کس لیے استعمال ہوتا ہے؟" سیدھا ہوتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"وہ جیسے یہ..." ایک چھوٹا بٹن کی طرح دکھنے والی چیز ہاتھوں میں لاتے ہوا ے، "ہم کیمرے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، لیکن اس سے آواز نہیں سن سکتے۔ اس سے ہم آواز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سن سکتے ہیں، لیکن کام جاری ہے۔ اس پر ہم کام کر رہے ہیں کہ دونوں کو اس طریقے سے بنائیں کہ آواز بھی آئے اور تصویر بھی۔"

"مجھے یہ بھی چاہیے۔"

"ابھی اس کو فروخت نہیں کر رہے"(اس کا تیور دیکھتا وہ ڈر گیا تھا)"لیکن... آپ اپنی معلومات دے دیں، میں آپ کے گھر سب سے پہلے اس کا تیار شدہ نسخہ پہنچا دوں گا۔"

Azrael"...اس نمبر پر مجھ سے رابطہ کرنا۔" کہتے وہ باہر کو چلا گیا۔

"بہت ہی عجیب سی توانائی تھی۔"اس کا پیشہ ایسا تھا کہ اس کے پاس ہر طرح کے لوگ آتے تھے، چاہے وہ اچھے ہو یا بُرے، لیکن اس شخص سے اسے عجیب سی وحشت محسوس ہوئی تھی۔

دو دن مزید ایسے گزر گئے۔ جبرئیل معلومات اکٹھا کرنے میں انتہائی مصروف تھا۔ آج وہ وجدان کے ساتھ اُسی جگہ موجود تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اس جگہ کو پوری طرح بند کر دیا گیا تھا۔ کوئی بھی عام انسان یہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"وجدان، تم نے سنا ہو گا کہ قاتل، قتل کے بعد قتل گاہ میں ایک دفعہ ضرور آتا ہے۔"

"ہاں، پتا ہے، ثبوت مٹانے کے لیے۔ لیکن پچھلی بار اچھی طرح دیکھا تھا، کوئی ثبوت نہیں ہے یہاں پر جو ہمیں اُس تک رسائی دے، یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

"یہ بات ہمیں پتا ہے کہ کوئی ثبوت اُس تک کی رسائی نہیں دے گا، اُسے نہیں۔"

"کمال ہے! یعنی ہم بے وقوفوں کی طرح یہاں اُس کا انتظار کریں۔"

"دماغ ٹھیک ہے؟" اسے پارتے ہوے۔

"تمہارا اپنا خراب ہے!" سا سہلایے ہوے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں کہنا چاہ رہا ہوں ہو سکتا ہے اُس نے ثبوت مٹاتے مٹاتے کوئی ثبوت چھوڑ دیا ہو۔"

"اچھا، اس لیے تم دو دن تک اس جگہ سے دور رہے ہو۔"

دونوں کام میں لگ گئے۔ باریکی سے ہر ایک چیز کا جائزہ لیتے ہوئے اچانک سے وجدان نے اُسے آواز دی:

"جبرئیل! اِدھر آؤ۔"

جبرئیل سیدھا ہوا اور اُس کے قریب گیا۔

"کیا ہوا؟"

اُس کے دستانے پہنے ہاتھوں میں ایک چھوٹا بال کا ٹکڑا تھا۔ "یہ بال کسی افسر کا بھی ہو سکتا ہے اور قاتل کا بھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جبرئیل سوچتا ہوا آگے بولنے لگا:

"ایسا کرو، جو جو افسر یہاں پر آیا تھا اور گیا ہے اُس کی فہرست بناؤ، پھر اُن سب کا ڈی این اے اس بال سے میچ کرو۔"

وجدان کو کام ضرورت سے زیادہ لمبا لگا۔

"اُن افسران کی فہرست میں سے جن کے بال اُس سے مشابہت رکھتے ہو، اُن کا ٹیسٹ کروا لیتے ہیں۔"

"تسلی کے لیے اور ایسے ڈی این اے لانا کہ اُن کو علم نہ ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ میں کیسے کروں گا؟"

"تمہارا مسئلہ ہے، میرا نہیں۔" جبرئیل نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا۔

واپسی کے راستے میں دونوں کو مٹی میں لت پت کوئی چیز ملی۔ وجدآن نے اُسے اُٹھالیا۔ "یہ کیا ہے؟"

جبرئیل نے اُس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے اُس کا جائزہ لیا۔ "مجھے کیسے پتہ ہو گا۔"

وہ دونوں اپنی جیپ میں جا بیٹھے۔ ابھی یہ اُلجھی گُتھی سُلجھ رہی تھی۔ وجدان گاڑی چلا رہا تھا۔

"جبرئیل یہ وہی ہسپتال کا کارڈ ہے جس میں تم ٹھہرے تھے۔"

جبرئیل نے چونک کر اُس کے ہاتھ سے کارڈ جھپٹا۔

"یار کیا کر رہا ہو!" وجدان نے اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہیں کارڈ ہے۔"

جبرئیل کے فون پر بیپ ہوئی۔ اُس نے فون نکالا تو اُس میں فاروق کی ساری معلومات تھیں۔

"وہ ایک جینیٹر تھا، اسی ہسپتال میں۔" وجدان نے جبرئیل کو دیکھا۔

"اور ہمیں وہاں کا ہی ایک کارڈ ملا ہے۔"

"ہاں، دیکھو یہ انویسٹی گیشن ہمیں کہاں تک لے کر جاتی ہے۔"

جبرئیل آگے مزید پڑھ رہا تھا اور آخر میں بولنا شروع کیا:

"یہ کسی نہ کسی غیر قانونی کام میں ملوث ہے۔"

"تمہیں کیسے پتا؟"

"یہ ایک جینیٹر کے طور پر اس ہسپتال میں کام کرتا تھا، محض ایک صفائی کرنے والا، لیکن اِس کے پاس کافی دولت ہے۔ دو کوٹھیاں، ایک گاڑی۔ یہ عام بات نہیں۔ نہ اِسے یہ وراثت میں ملی اور نہ کسی اور کام کاذ کر ہے۔ اِس کا کوئی وارث بھی نہیں ہے۔ ایسے لوگ زیادہ تر کسی ایسے ہی کام میں ملوث پائے جاتے ہیں۔"

وجدان نے جبرئیل کی طرف دیکھا۔

"پھر تو تم بھی۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبرئیل نے بیزاری سے اُس کو دیکھا۔

"میرا وارثان ہیں اور میرے بزنس میں شیئرز بھی ہیں۔"

"بھابھی۔۔۔"اُس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔"بھابھی بھی اُسی ہسپتال میں کام کرتی ہیں نا؟"

جبرئیل سدھا ہو گیا۔

"اُس کو اِس سے دُور رکھو۔" وہ غرایا۔

"میں نہیں چاہتا وہ ان سب میں پڑے۔"

وجدان خاموش ہو گیا۔

"جبرئیل، میں یہ نہیں کہہ رہا تھا۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ اُن کو شاید اِس کے بارے میں کچھ پتا ہو۔"

اپنی منزل پر پہنچتے ہوئے اُس نے یہ کہا اور ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ دی۔ جبرئیل اُٹھا، ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا اور آگے بڑھ گیا، لیکن ذہن ابھی بھی وہیں تھا۔

جبرئیل اچانک اپنے خیالات کی دُنیا سے حقیقت میں داخل ہوا۔ وہ اُسی ہسپتال کے باہر کھڑا تھا۔

"میں یہاں کیسے آ گیا؟" اُس نے سر جھٹکا اور فون پر دو سطروں کا ایک میسج کیا:

"سحر ش، میں باہر کھڑا ہوں۔ جب آپ کی شفٹ پوری ہو جائے تو آجائیے گا۔"

اُس نے سیٹ سے ٹیک لگا لی، آنکھیں مُند لیں۔ چند منٹوں بعد اُس نے کھڑکی کا شیشہ کھٹکتا ہوا محسوس کیا۔ وہ سحر ش تھی۔ اُس نے شیشہ نیچے کیا۔

"آپ۔۔۔یہاں۔۔۔پر کیوں؟"

"میں آپ کو لینے آیا تھا، گزر رہا تھا، سوچا ساتھ لے چلوں۔"

سحر ش خاموشی سے دوسری طرف آئی اور بیٹھ گئی۔ گاڑی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

"یہ کہاں جا رہا ہے ہم؟ گھر کا راستہ تو پچھلی والی سڑک پر گزر گیا۔" سحر ش نے غیر آرام دہ پہلو بدلا۔

"سحر ش، میں سوچ رہا تھا آپ کی امی سے مل آتا ہوں۔ کافی دن ہو گئے ہیں آپ کو اُن کو دیکھے ہوئے۔"

سحر ش کی آنکھوں میں ایک روشنی سی چمکی۔ "جی!" اُس نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

رات گہری تھی،وہ دونوں تھوڑی دیر پہلے ہی سحر ش کی امی سے مل کر گھر لوٹے تھے۔

جبرئیل بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا، سحر ش کا سر اس کے کندھے پر تھا جسے وہ ہاتھ سے سہلا رہا تھا۔

"جبرئیل۔" سحر ش نے اسے پکارا۔

"آپ کے والٹ میں میری تصویر کہاں سے آئی؟"

اس نے آخر کار وہ سوال پوچھ ہی لیا جو اسے کافی دنوں سے کھٹک رہا تھا۔

جبرئیل نے بے پرواہ انداز میں جواب دیا:

"آپ کے والد نے دی تھی۔ انہوں نے کہا تھا یہ میری بیٹی ہے،جان سے بھی عزیز۔ میرا احسان چکانا چاہتے ہو تو اس کا خیال رکھنا۔"

سحر ش نے فوراً دوسرا سوال کیا:

"پھر اسے والٹ میں کیوں رکھا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ میری مرضی۔" یہ جواب سحرش کو بالکل پسند نہ آیا۔

"کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے؟" محبوب سے اظہارِ محبت کی طلب تھی اس کی، لیکن محبوب شاید تیار نہ تھا۔ "نہیں۔"

اس جواب پر وہ چونک اٹھی۔ دل میں تو تھا کہ شاید وہ دل رکھنے کو ہی "ہاں" کہہ دے۔

"میں آپ کی عزت کرتا تھا۔"

"تھا؟" سحرش کو سمجھ نہ آئی۔

"اب عقیدت کرتا ہوں، اور عقیدت عزت کے بغیر بے معنی ہے۔"

سحرش نے پہلا قدم خود بڑھانے کو سوچا:

"پر مجھے تو ہے... اور بہت پہلے سے ہے۔"

جبرئیل کی آنکھیں کھل گئیں، ہاتھ رُک گئے۔

"محبت۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سحرش نے دوبارہ یہ لفظ دہرائے۔

جبرئیل، جو ہمیشہ محبت کے معاملے میں ناکام رہا تھا، آج اس لفظ نے اسے واقعی وحشت میں ڈال دیا۔

کیا واقعی کوئی جبرئیل سے محبت کر سکتا ہے؟

اگلی صبح جبرئیل اپنی جیپ پر وجدان کے ساتھ سوار تھا، ساتھ ہی فون پر ولیم کے ساتھ بات میں مصروف تھا۔

"اچھا... ٹھیک ہے فون رکھو، میں تھوڑی دیر رُک کے اگلا کام بتاتا ہوں۔"

فون کو سامنے ڈیش بورڈ پر رکھتے ہوئے اُس نے وجدان کو مخاطب کیا۔

"اچھا سُنو، وہ آئی ڈی تمہارے پاس ہے نا؟ وہاں جا کے اُس کو اندر رکھنا، ابھی اُس کو چھپا رہنے دو۔"

وجدان نے کار پارک میں گاڑی ایک جھٹکے میں کھلاتے وقت جبرئیل کی طرف مُڑ کے کہا:

"کیوں؟ ہمارے پاس ثبوت ہے، ہم اُس کو گرفتار کر کے پوچھ گچھ کے ذریعے جواب اُگلوا سکتے ہیں۔"

مونگ پھلی کا دانہ مُنہ میں ڈالتے ہوئے جبرئیل نے ہاتھ ہلایا:

"جب تک جُرم ثابت نہ ہو جائے کوئی مُجرم..." اُس کی بات مُنہ میں رہ گئی۔

"اچھا... اور تم 'بائے دا بک' (اصولوں پر) کب سے چلنے لگے ہو۔" بات میں طنز واضح تھا۔

"تاش کھیلتے وقت اپنے پتّوں کو جتنا کم ظاہر کرو گے اُتنا زیادہ جیتنے کا امکان ہو گا۔" کہتے ہوئے وہ اپنی طرف سے اُتر گیا۔

وجدان نے کورٹ کی جانب سے وہ زِپ لاک بیگ نکالا اور اُس کو دیکھا، گہری سانس لیتا اُس نے اُس کو ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور گاڑی سے اُتر گیا۔ گاڑی لاک کرتا وہ بھی جبرئیل کا پیچھا ہو لیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

جبرئیل اور وجدان ریسپشن تک گئے اور وہاں کھڑے ایک جوان لڑکے کو مخاطب کیا:

" کرائم اِنویسٹی گیٹر جبرئیل اور اسسٹنٹ وجدان (اپنا بیج دکھاتے ہوئے)،ڈاکٹر بشیر ہسپتال میں موجود ہیں؟"

اُس لڑکے نے ان دونوں کو غور سے دیکھا اور ہاں میں سر ہلادیا۔

" آپ کی آمد کی وجہ کیا ہے؟ آپ اپوائنٹمنٹ کے بغیر نہیں مل سکتے۔"

"یہاں ایک جینٹر تھا،فاروق۔" وجدان نے تمہید باندھی۔

"جی،لیکن وہ کام پر نہیں آرہا۔"

"ہاں،وہ قتل ہو گیا ہے،اس معاملے میں اُس سے بات کرنی ہے۔"وہ چونکا۔

"یہ ہسپتال اُن کے نیچے کام کرتا ہے نا؟"جبرئیل نے بات سنبھالی۔

"جی،آپ اِدھر سے بائیں ہو جائیں،سامنے ہی اُن کا کمرہ ہے۔"اُس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔"وجدان نے کہا اور دونوں آگے بڑھ گئے۔

Clubb of Quality Content

دروازہ کھٹکھٹاتے دونوں بشیر صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے۔

"خوش آمدید، جبرئیل اب تو آپ کافی صحت یاب لگ رہے ہیں۔ کیا لیں گے آپ دونوں؟"

بشیر صاحب وہی سرجن تھے جنہوں نے ان کا علاج کیا تھا اور وہی آئی ڈی کارڈ بھی ان کا تھا۔

"نہیں شکریہ، بس کام سے آئے ہیں۔" جبرئیل نے پُر تکلف مسکراہٹ سے جواب دیا۔

وجدان نے سوال کرنا شروع کیا۔ "اگر میں پوری گفتگو کو ریکارڈ کروں تو آپ کو مسئلہ تو نہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بشیر نے نفی میں سر ہلایا۔ فون کو میز پر رکھتے ہوئے وجدان نے سوال پوچھنا شروع کیا۔

"تو مقتول سے آپ کا کیا اور کیسا تعلق تھا؟"

"میں اُسے ہسپتال میں لایا تھا، میرا اُس سے بہت اچھا تعلق تھا۔ اُس کی موت کی خبر سُن کر مجھے افسوس ہوا تھا۔"

"وہ کب سے یہاں کام کر رہا تھا؟"

"اب تو دس سال سے اوپر ہو گئے ہیں۔"

"کیا آپ کی کبھی اُس سے کوئی لڑائی ہوئی تھی؟"وہ سیدھا ہوا۔

"نہیں،وہ ایک ذمہ دار انسان تھا۔اپنا کام وقت پر کرتا تھا،کسی کو بھی اُس سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔"

"کیا اُس کا کسی سے کوئی مسئلہ تھا؟"

"نہیں،مجھے نہیں لگتا۔"

"چلیں شکریہ،اب ہم یہاں عملے سے بھی تھوڑا بہت بات کر لیں۔"

"جی ضرور،آرام سے کام کریں۔"مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

جبرئیل نے فون اٹھالیا۔

"یہ آئی ڈی کافی نیا ہے،دس سال سے زائد کا لحاظ سے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں میرا آئی ڈی گم ہو گیا تھا، یہ نیا بنوایا ہے۔"

"اچھا چلیں ہم بھی اپنا کام ختم کرتے ہیں۔"

"جی بالکل، ویسے بھی یہ سب بس فارمیلیٹی ہے۔ میں سمجھ سکتا ہوں، کیس بند بھی تو کرنا ہے۔"

آخر میں ہنستے ہوئے انہوں نے اُن دونوں کو رخصت کیا۔

دونوں گاڑی میں آبیٹھے۔ وجدان گاڑی اسٹارٹ کرتا ہوا جبرئیل کی طرف مُڑا۔ "کیا ہوا؟"

جبرئیل نے سیٹ کی پُشت سے سر ٹکایا، آنکھیں مُندی ہوئی تھیں، ایک ہاتھ بالوں میں تھا۔

"یہ سب صحیح نہیں لگ رہا۔"

"کیا غلط ہے اِس میں؟ اُس کو گرفتار کرو، بات ختم۔ اتنا لمبا کیوں کھینچ رہے ہو اِس کیس کو تم؟"

"نہیں، ایسا نہیں ہے۔ مجھے کچھ غلط لگ رہا ہے۔ اتنی جلدی نئی آئی ڈی کیسے بن گئی؟"

"ارے اتنا مت سوچو، اُسے گرفتار کرواؤ۔ ہمارے پاس ثبوت ہے۔"

"نہیں، ابھی نہیں۔" اسے کچھ عجیب لگ رہا تھا۔

اُس نے فون پر ولیا کو کال کی۔ "ایک انسان کا بیک گراؤنڈ چیک کروانا ہے۔"

وجدان ٹیک ماسٹر تھا، کسی کا بیک گراؤنڈ چیک ہو یا کسی کو اسٹاک کرنا ہو، وہ سب کر لیتا تھا۔
ویسے تو وہ ڈارک ویب پر کام کرتا تھا لیکن جبرئیل بھی اُسے پیسے دے کر اپنا کام کروالیتا تھا۔
شارٹ کٹس کسے ناپسند ہوتے ہیں؟

جبرئیل فارنزک لیب میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بال اور پاس ہی آئی ڈی کارڈ
رکھا تھا۔ دونوں کا ڈی این اے میچ کر گیا تھا۔

"تمہیں شک تھا کہ کسی نے وہ آئی ڈی پلانٹ کی ہے لیکن دیکھو، کوئی بال تو پلانٹ کرنے
سے رہا۔ ہمارے پاس ایک اور ثبوت ہے۔"

جبرئیل اور وجدان اپنے ڈیپارٹمنٹ میں تھے۔ سامنے ایک سی سی ٹی وی فوٹیج چل رہی تھی۔ ایک سفید وین سڑک پر تیز رفتاری سے بھاگ رہی تھی۔ روکنے کے باوجود نمبر پلیٹ نظر نہیں آرہی تھی، جیسے اس کے اوپر کچھ لگا ہوا ہو۔ قاتل اتنا اناڑی بھی نہ تھا۔

ان کے پاس ایک اور فائل تھی۔ ایک طرف وہ ڈی این اے رپورٹ اور دوسری جانب ولیم کی فراہم کردہ تمام معلومات موجود تھیں۔ وہ ڈاکٹر تھا، ایک عزت دار پیشہ، شہرت مند پیشہ — لیکن اس سے اتنی دولت نہیں کمائی جا سکتی۔ اور پھر بھی وہ غیر معمولی دولت کا مالک تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ایک جینٹر۔۔۔

ایک ڈاکٹر۔۔۔

دونوں ایک ہی ہسپتال میں کام کرتے تھے۔۔۔

دونوں کے پاس غیر معمولی دولت تھی۔۔۔

وہ اپنے آفس میں راکنگ چیئر پر بیٹھا، سوچوں میں محو تھا۔

وہ ہسپتال کسی غیر قانونی کام میں ملوث ہو سکتا ہے، اسی وجہ سے ان دونوں کے پاس اتنی دولت تھی۔۔۔ لیکن ابھی بھی کوئی ایسی وجہ تو نہیں تھی جس کی بنا پر انہیں قتل کیا جائے۔

باہر بجلی کڑک رہی تھی۔ جبرئیل کی ریوالونگ چیئر ہلنا بند ہو گئی تھی، آنکھیں کہیں خلا میں دیکھ رہی تھیں۔ وہ شاید کسی گہری سوچ میں محو تھا۔

وجدآن کمرے میں داخل ہوا اور جبرئیل کے سامنے بیٹھ گیا۔ دوسری طرف باہر بارش اور بجلی زور و شور سے شور و غل مچا رہی تھی۔

جبرئیل اچانک کسی آواز پر چونکا، سر جھٹکا۔

"وجدآن؟ تم کب آئے؟"

"میں تو یہیں تھا۔ تم یہاں نہیں تھے۔ کیا سوچ رہے تھے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جبرئیل نے سر مسلتا اور سارا معاملہ اسے بتا دیا۔ "ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس کوئی راز ہو، یا وہ اب تعاون کرنے سے انکار کر رہا ہو۔ اور اگر ایسا ہے تو اور بھی لوگ ملوث ہوں گے۔ ہمیں ریڈ مارنی چاہیے۔"

جبرئیل نے سب پولیس کے حوالے کر دیا اور ریڈ کی تیاری شروع ہو گئی۔ وہ اپنے کیبن میں بیٹھا سوچوں میں گم تھا۔

ابھی ہسپتال میں ریڈ ہو رہی ہو گی... شاید وہ سیل بھی ہو جائے اور اس کا عملہ بھی گرفتار ہو جائے۔

ایک بیپ۔۔۔

اچانک سیدھا ہو بیٹھا۔ جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔

جبرئیل کا ذہن فوراً سحر کی طرف گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سحر ش ایک مریض کے کمرے سے باہر نکل رہی تھی۔ اس نے آج ہلکے سبز رنگ کا سادہ شلوار قمیض اور سر پر دوپٹہ لیا ہوا تھا، اوپر اُس کا ڈاکٹر والا کوٹ تھا۔

اچانک باہر سے پولیس کے سائرن کی آواز آنے لگی۔ سحر ش ٹھٹک گئی۔ وہ کھڑکی کے پاس آکھڑی ہوئی۔ ساتھ ہی دو اور عملے کے لوگ بھی تھے۔

وہ اُلجھن زدہ وہیں کھڑی رہی۔ افسران اندر داخل ہوئے اور آہستہ آہستہ ایک ایک عملے کو اپنے ساتھ لے جانے لگے۔

وہ بھی خاموشی سے اُن کے ساتھ باہر چلی گئی۔ لوگ تصویریں اور ویڈیوز بنا رہے تھے۔ باہر کچھ رپورٹرز بھی موجود تھے۔

جبرئیل نے اپنی وین ہسپتال کے دروازے کے آگے روک دی۔ وہاں جا کے اسے پتا چلا کہ اوپر والا سارا عملہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اُس نے فوراً فون نکالا۔ سرخ بتی اندر کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

وہ اندر داخل ہوا۔

سامنے سحرش کھڑی تھی، جو کسی افسر سے بات کر رہی تھی۔ جبرئیل تیزی سے اُس تک آیا۔ جبرئیل کو دیکھتے ہی سحرش کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری۔

پولیس کا نمائندہ واپس جانے کے لیے مُڑ رہا تھا۔ جبرئیل کو دیکھ کر مُسکرایا اور سر خم کیا۔

جبرئیل اُسے اُلجھن کی حالت میں دیکھتا رہا اور سحرش کے قریب آ گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

"جی، مجھے کیا ہونا تھا۔"

جبرئیل خاموش رہا۔ اُسے شرمندگی تھی۔ اُسے پہلے ہی سحرش کو بتا دینا چاہیے تھا۔

سحرش نے اُس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ جیسے اُس کی اُلجھن بھانپ لی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جبرئیل... آپ اپنا کام کر رہے تھے اور میں اپنا۔ آپ میرے شوہر، میرے محافظ ہیں، مگر میری ساری مشکلات آپ اپنے اوپر نہیں لا سکتے۔ کچھ مشکلات ایسی ہوں گی جن کا مجھے خود سامنا کرنا پڑے گا۔" وہ آہستہ سے آگے بڑھ گئی۔

جبرئیل نے گہری سانس لی۔ وہ صحیح تو کہہ رہی تھی... اُسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا کہ وہ اُس پر مکمل طور پر انحصار کرے۔

یہ کیس یہیں پر تمام ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رات کو سحرش نے جبرئیل سے پوچھا:

"آپ کو کیسے پتا تھا مجھے املے کے ساتھ تھانے نہیں لے جایا گیا؟"

جبرئیل نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اشارہ کیا: "وہ جو کی چین ہے نا تمہارے بیگ پر۔"

سحرش خوشی سے بولی: "جی، وہ جو آپ نے دی تھی۔"

"جی، جی اس میں ٹریکر ہے۔" جھوٹ وہ بول نہیں سکتا تھا اور سچ بتانے لایک نہ تھا۔

"جی۔" حیرت سے جواب آیا۔

"جی۔" اس نے سوچا ہی نہیں تھا، وہ تو یہی سوچتی رہی کہ یہ اُس کے لیے خیال اور محبت کا ایک خاص تحفہ ہے۔ مگر جب حقیقت کھلی تو دل کو ذرا سی مایوسی ہوئی۔ لیکن فوراً ہی اس نے یہ خیال جھٹک دیا—یہ تحفہ نہیں، اس کی حفاظت کا وسیلہ تھا، اور یہ جان کر وہ مطمئن ہوئی کہ جبرئیل اُس پر نظر رکھ رہا تھا۔

اگلے دن جبرئیل اپنے گھر کے دفتر میں بیٹھا ایک سفید ڈائری میں کچھ لکھ رہا تھا۔ وجدانی کی کال موصول ہونے پر اُس نے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو... ہاں، مجھے کیا ہونا تھا... نہیں، ابھی ایک دو دن تک کوئی کیس نہیں لوں گا۔ ہاں ٹھیک ہے۔"

ساتھ ہی اُس نے فون رکھا اور واپس کام میں مصروف ہو گیا۔ سفید ڈائری کو ایک طرف کرتے ہوئے اُس نے اب لیپ ٹاپ نکالا اور ولیم کو کال کی۔

"مجھے تمہاری ای میل موصول ہو گئی ہے۔"

جبرئیل ای میل میں کچھ دیکھتا، ایک خالی کاغذ پر ساتھ ساتھ کچھ لکھتا جا رہا تھا۔

"تمہیں پکا پتہ ہے تم اپنا وقت ضائع نہیں کر رہے؟"

"تمہیں تو یہ بھی وقت کی بربادی لگ رہی تھی لیکن خود دیکھو۔" اس یے جتانے والے انداز پیں کہا۔

"سب کے اپنے راز ہوتے ہیں، جبرئیل۔"

"میں جانتا ہوں اور اُن کے رازوں کے ساتھ اُن کی عزت کرتا ہوں لیکن تب تک جب تک وہ میرے راستہ میں نہ آئیں۔"

"سنبھل کے رہنا۔" ولیم نے کہا ہی تھا کہ فون کاٹ دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جبرئیل اب پوری طرح کاغذ کے ٹکڑے پر جھکا ہوا تھا۔ پھر سیدھا ہوا اور اُس کا اچھی طرح جائزہ لیا۔

سحرش اپنی والدہ کی طرف تھی۔ اب وہ ہسپتال میں بہت مصروف تھی اور والدہ کا گھر وہاں سے قریب تھا تو اُس نے وہاں رُکنے پر اتفاق کیا جب تک نیا عملہ نہیں آجاتا۔ جبرئیل نے اس موقع کا بھرپور فائدہ اُٹھانے کا سوچا۔

جبرئیل گھر سے اپنے سیاہ لباس میں نکلا۔ پہلے وہ اپنی بائیک پر سوار ہو کر ایک میڈیکل اسٹور میں داخل ہوا۔ وہ پچھلے دروازے سے اندر گیا اور سب کی نظر سے بچتا بچاتا وہاں کا بھرپور جائزہ لیا۔ پھر وہیں سے نکل گیا۔

ایک گودام، ایک گروسری اسٹور، ایک مکان، سب جگہ کا بعد آخر میں وہ ایک اور گودام میں داخل ہوا۔ وہ جگہ باقی جگہوں کے مطابق ویران اور فضا عجیب تھی۔

'شاید رات ہو گئی ہے اس لیے کوئی نہیں ہے۔'

وہ اندر داخل ہوا، احتیاطاً آہستہ قدموں سے چیزوں کے پیچھے چھپتے چھپاتے تین کمروں کا جائزہ لیا۔ اچانک سے اُس نے فون کی تھرتھراہٹ محسوس کی۔ وہ سحرش تھی۔ باریکی سے جائزہ لیتے ہوئے اُس نے کال اُٹھائی:

"وعلیکم السلام... میں ٹھیک، آپ سنائیں... جی کھانا کھالیا... اچھا... آنٹی کیسی ہیں... ہاں کام پر تھا... نہیں زیادہ مصروف نہیں... آپ کا کام کیسا گیا..."

(اگلا منظر نے اُس کو جامد کر دیا)

"اچھا ٹھیک ہے بعد میں بات کریں، خداحافظ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سامنے آہستہ قدموں سے آیا۔ ایک ہاتھ پستول پر تھا۔ سامنے رسیوں میں جکڑا علی صاحب تھے۔ اُس کو لگتا تھا شاید کوئی سراغ مل جائے لیکن اُس کو وہ خود مل گئے۔

وہ اُنہیں جلدی سے ہسپتال لے آیا۔ کوئی تشدد کے آثار نہ تھے، بس خون میں کچھ نشہ آور دوائی تھی جس سے سچ اگلوانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ وہ اُنہیں اپنا گھر لے آیا۔

اگلے دن صبح کو وہ اُنہیں اُن کے گھر چھوڑ آیا۔ صبیحہ بیگم کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ سحرش کام پر تھی۔ شام کو واپسی پر جب گھر آئی تو اپنے والد کو صحت مند خوش باش دیکھ کر آنکھیں بھر آئیں۔ اُس نے وہ رات اپنے والد کے پاس گزاری جبکہ جبرئیل صبح ہوتے ہی کام پر چلا گیا تھا۔

کافی چیزوں کا اُس نے ابھی دھیان رکھنا تھا۔

اگلی صبح، سحرش کی غیر موجودگی میں معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے جبرئیل علی صاحب سے ملنے گیا۔ گاڑی باہر کھڑی کی اور وہ اندر کی طرف بڑھا۔ دروازہ صوبیہ بیگم نے کھولا۔ جبرئیل کو دیکھ کر ذرا حیران ہوئیں۔

"جبرئیل بچے! بتایا ہوتا تو کچھ کھانے کو تیار رکھتی۔ اندر آجاؤ۔"

سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہوں نے جگہ دی۔

Clubb of Quality Content

"آنٹی، مجھے انکل سے کچھ ضروری کام تھا، آپ تکلّف نہ کریں۔"

"اچھا، اوپر اسٹڈی میں چلے جاؤ، میں چائے لے آتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

جبرئیل اوپر اسٹڈی میں داخل ہوا اور علی صاحب کو ان کی غیر موجودگی میں پیش آنے والے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ سب کچھ سننے کے بعد علی صاحب نے پوچھا:

"اچھا، تمہیں پتا ہے مجھے اغوا کس نے کیا تھا؟ تمہارے کہنے پر ہی میں نے کیس پولیس تک نہیں لے کر گیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبرئیل نے نفی میں سر ہلایا۔ "ابھی میں ٹھیک طرح تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ بتائیے، آپ کے ساتھ وہاں کیا ہوا تھا؟"

علی صاحب نے ایک لمبی سانس لی۔

"مجھے زیادہ یاد نہیں... میں فون پر بات کر رہا تھا کہ ایک وین آ کر رکی اور بس... اس کے

بعد کچھ خاص یاد نہیں۔ہاں اتنا دھندلا سا پتا ہے کہ وہاں ایک شخص کی آنکھیں سبز تھیں... اندھیرے میں چمکتی ہوئی سبز آنکھیں۔"

یہ کہتے ہوئے علی صاحب نے چائے کا گھونٹ لیا۔

جبرئیل کا دماغ انہی الفاظ میں اٹک گیا۔اچانک سر میں تیز درد کی لہر اٹھی۔ آنکھوں کے سامنے منظر چمکا:اندھیرے میں چمکتی سبز آنکھیں... گونجتی ہوئی ہنسی... بارش اور آندھی کا شور۔

"جبرئیل... جبرئیل! کہاں کھو گئے؟"علی صاحب نے اس کا کندھا جھنجھوڑا۔ ٹرے میں رکھی چائے ہلکی سی چھلکی۔

"جی... جی، کچھ نہیں۔"

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟"

"جی،میں چلتا ہوں۔ آج بشیر کا کیس اپنے اختتام کو پہنچ جائے گا۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا، علی صاحب سے رخصت لی اور باہر نکل گیا۔

دوسری طرف سحرش اپنے اسپتال کے کمرے میں کام میں مصروف تھی۔ وہ اٹھی اور ریسپشن کی طرف آئی۔ وہاں ٹی وی پر چلتی ایک خبر نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

رپورٹر زور و شور سے کہہ رہا تھا:

"ڈاکٹر بشیر محمد خان کا کیس آج اپنے اختتام پر پہنچ گیا۔ وہ 'سٹی' ہسپتال کے ہیڈ اور ایک معزز شخصیت سمجھے جاتے تھے، لیکن حقیقت میں وہ ایک درندہ صفت شخص تھا۔ ہسپتال کے اندر اعضاء کی اسمگلنگ جیسے کام انجام دیے جا رہے تھے، یہاں تک کہ عملے کا بیشتر حصہ بھی اس کام میں شامل تھا۔ اس کے علاوہ فاروق قتل کیس میں بھی انہیں مجرم قرار دیا گیا ہے۔ عدالت نے بجلی کے ذریعے موت کی سزا سنائی ہے..."

رپورٹر ابھی مزید کہہ رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے سحرش کو آواز دی۔

"جی... آ رہی ہوں!"

وہ فائل ریسپشن پر رکھ کر اس طرف بڑھ گئی۔

جِبریل کا ساماں کورٹ نے اُس سے سزا دلوائی تھی۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے بار بار وہ منظر گھوم رہا تھا۔ آج وہ بہت بوجھل محسوس کر رہا تھا۔

جِبریل کی آنکھوں کے سامنے سحرش کا خفا چہرہ اُبھرا۔

"جِبریل، آپ مجھ پر قابو نہیں پا سکتے۔" سحرش نے غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔"

"حفاظت؟ یہ کیسی حفاظت ہے جس میں میں خود کو ایک پنجرے میں بند پا رہی ہوں؟"

"میں نے آپ کو پوری چھوٹ دی ہے، لیکن کچھ معاملوں میں آپ کے لیے..."

"آپ میرے لیے نہیں، سب اپنے لیے کر رہے ہیں۔ خدا کے لیے، میں بچی نہیں ہوں!"

سحرش نے بھاری ہوئی آواز میں کال کاٹ دی۔ اس کے بعد سے سحرش نے اُس کی کال نہیں اُٹھائی۔

جبریل کو رشتہ نبھانا نہیں آتا تھا۔ وہ رشتوں سے دُور بھاگتا تھا۔ لیکن آخر میں جب وہ کسی رشتے میں داخل بھی ہوا تو اگلے انسان کے لیے مشکل کے سوا کچھ نہیں پیدا کیا اُس نے۔ یہ اُس کا خیال تھا۔

جبرئیل ہی تھا جس نے ولیم سے کافی لوگوں کے بارے میں معلومات اِکٹھا کرنے کو کہا تھا۔ اُن میں کافی قریبی تھا، رقیب تھا یہاں تک کہ اجنبی بھی تھا۔ اُن کی خفیہ جائیداد میں سے وہ گودام بھی ایک تھا۔

جبریل کو پتا تھا وہ گودام کس کا تھا، لیکن اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہا تھا۔ وہ آج رات واپس علی صاحب کی طرف گیا۔

سامنے ہی ایک بھوری آنکھوں والا شخص تھا جس نے جِبریل کو گلے لگالیا۔ وہ آیان صاحب تھے۔۔۔ سحرش کے چچا اور اُس گودام کے مالک۔

یہ ایک تفتیش تھی جس میں اپنی ہی زندگی کی تفتیش کرنی پڑ رہی تھی۔

وہ سب کھانے کی میز پر بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ سحرش کا پورا خاندان وہیں موجود تھا۔ چہ مگوئیوں اور قہقہوں کی آوازوں کے ساتھ کانٹے چمچ کی کھڑ کھڑ کی آوازیں مل رہی تھیں۔

جبرئیل اپنے خیالوں میں گم ابھی بھی سارے معاملے میں اُلجھا ہوا تھا۔ اُس کی ازدواجی زندگی بھی مسئلہ کر رہی تھی، اُس کا ذہنی سکون بھی عجیب طرح سے بوجھل اور بکھرا ہوا تھا، اور اُس کی کاروباری زندگی بھی بہت متاثر ہو رہی تھی۔ کچھ بھی صحیح نہیں جا رہا تھا۔

جبرئیل نے کھانے سے سر اُٹھا کر سحرش کو دیکھا۔ سحرش نے ایک بار بھی اُس کی طرف نظر نہیں ڈالی تھی۔ وہ ابھی بھی اپنے چچا زاد کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جبرئیل نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔

جبرئیل کو اچانک دورانِ کھانے ایک کال موصول ہوئی۔اُس نے معذرت کرتے ہوے فون اٹھایا،

"اچھا ٹھیک ہے۔"

بس اتنا کہا اور اجازت طلب کرتا ہوا سحرش کو ساتھ لے کر گھر چلا گیا۔پورا راستہ سحرش خاموش رہی۔

گھر پہنچ کر دونوں سونے کے لیے کمرے میں چلے گئے۔جبرئیل میں اتنی توانائی نہیں تھی کہ اُسے مناتا،اور نہ ہی سحرش میں اتنی ہمت تھی کہ وہ اُس سے جھگڑتی۔

صبح کو سحرش کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔جبرئیل پیچھے سے آیا اور اُسے گلے لگا لیا۔

سحرش ویسے ہی کام میں مصروف رہی۔

"ابھی تک ناراض ہیں؟"

سامنے سے کوئی جواب نہ آیا۔

"اچھا سنو۔"اب بھی جواب ندارد۔

اُس کے ہاتھ سے چمچا لیتے ہوئے جبرئیل نے چولہا بند کیا اور اُسے اپنی طرف موڑ لیا۔

"I am sorry. مجھے دھیان رکھنا چاہیے تھا، یوں خود کو مسلط نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

سحرش نے اُس کی طرف دیکھا اور ہلکے طنز میں بولی:

"چلیں شکر ہے آپ کو احساس تو ہوا کہ غلطی آپ ہی کی تھی۔"

"کہا نا sorry... لیکن keychain اپنے پاس ہی رکھنا۔"

سحرش نے ہلکی خفگی بھری آنکھوں سے اُسے دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔

اچانک پھر سے اُسے ایک کال موصول ہوئی۔ سحرش نے ناشتہ میز پر لگایا۔ جبرئیل تیزی سے اندر کی طرف بڑھا، اُس کے چہرے پر پریشانی صاف نظر آ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں... کام ہے، جان۔"

جبرئیل اُسے گلے لگاتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"ناشتہ..."

"بعد میں!"—وہ چیختا ہوا باہر نکل گیا۔

"رکیں!" سحرش نے جلدی سے کھانا پیک کیا اور اُس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

جبرئیل اپنے کام پر پہنچ گیا۔

وہ ایک قتل گاہ پر تھا۔ مقتول کو بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا اور ساتھ ہی اُس کی ٹانگ بھی بری طرح ضائع کر دی گئی تھی۔ وہاں وہی کارڈ بھی موجود تھا جو پہلی قتل گاہ پر ملا تھا۔

قاتل اناڑی نہیں تھا—وہ انتہائی ذہین اور سفّاک انسان تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حصہ سوم:

شک کا بیج

اندھیرے کمرے میں خاموشی طاری تھی۔ سامنے دیوار پر تین بڑی بڑی اسکرینیں لگی ہوئی تھیں، ہر اسکرین پر مختلف منظر دکھائی دے رہا تھا۔ کمرے کے بیچ میں ایک گھومنے والی کرسی پر ایک دراز قد شخص بیٹھا تھا، جس نے سیاہ ہُوڈی سے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

اس نے ہُوڈی کو ذرا سا اوپر اٹھایا اور جھک کر ایک بٹن دبایا۔ ساتھ ہی کمرے میں ایک ریکارڈ شدہ آواز ابھری۔ یہ وجدان کی آواز تھی:

"جبرئیل، ہم نے غلط آدمی کو قاتل کہا۔"

اسی دوران ولیم کی آواز بھی گونجی:

"یہ بات عوام تک پہنچنے سے تو روک دی گئی ہے، لیکن زیادہ وقت نہیں لگے گا۔اس سیریل کلر کے بارے میں افواہیں پھیلنی شروع ہو جائیں گی۔"

ہُوڈی پوش شخص کے ہونٹوں پر ایک کڑوی مسکراہٹ ابھری۔اس نے دوسرا بٹن دبایا تو آوازیں خاموش ہو گئیں۔اگلے لمحے ایک اسکرین پر جبرئیل کے گھر کا منظر ابھرا،جہاں سحرش کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھی۔دوسری اسکرین پر جبرئیل اپنی اسٹڈی میں کسی کام میں مگن دکھائی دے رہا تھا۔تیسری اسکرین پر لانج کا منظر جھلک رہا تھا۔

اس نے ایک اور بٹن دبایا اور تینوں اسکرینیں بجھ گئیں۔کمرے میں پھر اندھیرا چھا گیا۔ وہ شخص ہلکی،سرد آواز میں بولا:

"جبرئیل... اب تم کیا کرو گے؟میں تمہارے بارے میں سب جانتا ہوں،اور تم میرے نام تک سے واقف نہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ازرائیل کی زندگی کا ایک ہی مقصد ہے... موت۔"

اگلی صبح جبرئیل کو اس بات کا علم ہوا کہ یہ کیس کسی اوپر والی ایجنسی کو دے دیا گیا ہے اور جبرئیل اُن کا ساتھ دے گا۔ لیکن ایک مہینے کے اندر 13 قتل ہو چکے تھے اور اُن میں سے 5 کے مجرم پکڑے گئے تھے جو کہ سب پھنسائے گئے تھے، اور باقی 8 کا تو کوئی آتا پتہ نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبرئیل ڈرائیو وے میں کھڑا ولیم سے بات کر رہا تھا:

"ہاں، مجھے اُن 12 مقتول کے ساتھ ساتھ 4 مجرموں کا بھی بیک گراؤنڈ چیک کروانا ہے۔"

"وہ سب مر گئے ہیں، تم قبروں سے مُردے کیوں اُکھاڑ رہے ہو؟"

"جتنا کہا ہے اُتنا کرو۔"

جبرئیل دن بہ دن چڑچڑا ہوتا جارہا تھا۔ وہ کہیں سوتا تھا، کہیں اُٹھتا تھا، چیزیں اُس کے ذہن سے نکل رہی تھیں اور آج تو اُسے اس کیس سے بے دخل کر دیا گیا کیونکہ یہ ایک سائیکو کیس بن گیا تھا اور اس کے لیے باہر سے کچھ ایجنسیوں کے لوگوں کو بلایا جارہا تھا۔

تیز ہوا چلنے لگی، جبرئیل کے بال ہوا کے ساتھ جھولنے لگے۔ "آج کل کا موسم بھی۔۔۔"

گہری سانس لیتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کو گھر کی طرف دوڑایا۔ تیز ہوا چل رہی تھی، درخت جھول رہے تھے، بارش کی آواز آرہی تھی اور ایک تیز گولی چلنے کی آواز فضا میں پھیل گئی۔ اُس نے جلدی سے بریک پر پاؤں رکھا۔ سر اسٹیئرنگ پر جا لگا۔ کچھ پل اُسے سمجھ نہ آیا کہ ہوا کیا ہے۔ پیچھے ہارن کی آواز نے اُسے ہوش میں واپس لایا۔ اُس نے جلدی سے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی اور احتیاط سے چلانے لگا۔ اُس کی سانس پھولی ہوئی تھی اور دھڑکن تیز تھی۔

باہر بارش نہیں ہورہی تھی لیکن اُسے ٹِپ ٹِپ پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ اُس نے تیز آواز میں گانا لگایا اور اے سی بھی تیز کر دیا۔ پانی پیتے ہوئے وہ گھر کی عمارت کے سامنے

رُکا۔ آہستہ قدموں سے اوپر چلتا ہوا وہ اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا اور بیڈ پر اُوندھے منہ لیٹ گیا۔ اُس نے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔

سحرش کی کال آئی جسے اُس نے فوراً اُٹھالیا۔

"جبرئیل آج کتنا اچھا موسم ہے، ہم باہر واک کریں؟ میں جلدی چھٹی لے لوں گی کام سے۔ ٹھنڈی تیز ہوائیں مجھے بہت پسند ہیں۔"

"ہمم"

(ٹھنڈی ہوا سے مجھے پسینہ آتا ہے، مجھے اپنی ہڈیاں جمی ہوئی محسوس ہوتی ہیں)

"شاید بارش بھی ہو، چھتری لے آنا، کتنا حسین موسم ہے۔"

"ہمم"

(بارش سے مجھے خوف محسوس ہوتا ہے)

"اوہ، ایسا موسم مجھ میں توانائی بھر دیتا ہے۔"

"ہمم"

(یہ موسم میری توانائی کھینچ لیتا ہے)

"جبرئیل، آپ آرہے ہیں نا؟"

"سحرش، میں تھکن محسوس کر رہا ہوں۔"

"اوہ ہاں، صحیح ہے۔"

سحرش کی آواز میں مایوسی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم رات کو ڈنر پر جاسکتے ہیں اور واک پر بھی۔"

"نہیں، مجھے دھیان رکھنا چاہیے تھا آپ کے مائیگرین پر پہلے ہی۔"

"نہیں، ہم رات کو جائیں گے۔ ابھی اپنا کام کرو تم۔"

"ٹھیک ہے۔ شب بخیر۔" خوشی اُس کی آواز سے ظاہر ہو رہی تھی۔

(ہم دونوں کتنے مختلف ہیں۔۔۔)

یہ آخری بات تھی جو اُس کے ذہن میں آئی اُس کے مکمل نیند میں جانے سے پہلے۔

اگلی صبح ایجنسی میں ایک خودکشی کا کیس تیمور صاحب نے جبرئیل کے سپرد کیا۔

اسے کچھ اطمینان تھا کہ اس معاملے میں "سیاہِ منصف" شامل نہیں تھا، ورنہ وہ یہ کیس کبھی اس کے حوالے نہ کرتے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ وِجی لنٹی ہیرو جس طریقے سے لوگوں کو مارتا تھا، اُس سے تو شک ہوتا تھا کہ شاید وہ کوئی "سوشَل ایکسپیریمنٹ" کر رہا ہے یا پھر کوئی کتاب لکھ رہا ہے: "101 طریقے کسی انسان کو مارنے کے۔"

جبرئیل اُس جگہ پہنچا جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ یہ ایک لگژری اپارٹمنٹ تھا مگر یہاں کا رہائشی کوئی عام سا نوکری پیشہ شخص تھا۔

پیچھے سے اُس نے ایک لڑکی کی سسکیوں بھری رونے کی آواز سنی۔

"اوہ... یہ ہے اس کا بینک" معاملہ فوراً اُس کی سمجھ میں آ گیا۔

"آپ ان کی...؟"

"جی۔" اُس نے جبرئیل کی بات کاٹی۔ "میں ان کی گرل فرینڈ ہوں۔"

"تھی۔" واجدان نے سنجیدگی سے بات درمیان میں کاٹ دی، جس پر وہ اور زور زور سے رونے لگی۔

جبرئیل نے وجدان کو گھورا اور اُس سے چند سوالات کیے، کچھ پڑوسیوں سے بھی پوچھ گچھ کی۔ پھر بیزاری سے کہنے لگا:

"یہ خودکشی کا کیس ہے۔ لاش کو اُس کے گھر والوں کے حوالے کرو اور بس، یہ ہمارے وقت کا ضیاع ہے۔"

یہ کہہ کر وہ سنجیدگی سے آگے بڑھ گیا۔

وہ لڑکی جو سیاہ لباس میں منہ چھپائے بیٹھی تھی، اُس کے قریب واجدان آیا، پانی کا گلاس تھمایا اور نرم لہجے میں بولا:

"آپ سانس لیجیے... جسے جانا تھا وہ جا چکا۔ اللہ اُسے سکون دے۔"

یہ کہہ کر وہ بھی آگے بڑھ گیا۔

جبرئیل شام کو علی صاحب کی طرف تھا۔ سحرش وہاں کچھ دنوں کے لیے رہنے والی تھی تاکہ جبرئیل اچھی طرح علی صاحب کے اغوا والے معاملے پر غور کر سکے۔ جبرئیل علی صاحب کے ساتھ چائے پی رہا تھا جب انہوں نے وہ موضوع چھیڑا:

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے بتایا نہیں مجھے اغوا کس نے کیا تھا؟"

جبرئیل نے کپ کی طرف رکھا اور کہا: "جی وہ، جس نے آپ کو اغوا کیا تھا، وہ ایک انسان تھا۔"

وہ جانتے تھے کہ جبرئیل کو ان کے اغوا کار کا پتا ہے لیکن وہ بتا نہیں رہا۔

"تم مجھے اس کا نام دو۔"

جبرئیل نے مناسب الفاظ ڈھونڈے اور کہا:

"میرے پاس نام ہے لیکن مجھے تصدیق کرنی ہے کہ انہیں کوئی پھنسا نہ رہا ہو۔"

علی صاحب نے اُسی سنجیدگی سے اپنا سوال دہرایا: "نام؟"

"ایان"— گہری سانس لیتے ہوئے اُس نے چائے کی ایک گھونٹ بھری۔

"میرا بھائی؟" یہ سوال تھا یا صدمہ، وہ جان نہ سکے۔ جبرئیل نے ہاں میں سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جبرئیل شرمندہ لگ رہا تھا۔ سر جھکائے اور آنکھیں کپ پر ٹکی ہوئی تھیں۔ اس خاموشی کو علی صاحب نے توڑا: "کہاں جا رہے ہو اور کب واپس آؤ گے، جناب؟"

جبرئیل نے بتایا:

"کچھ خاص نہیں، کچھ کاروباری دعوت میں شرکت کرنی ہے اور ایسا کچھ سرسری کام چچا نے دیا ہے۔" آہستہ آہستہ پرانی بوجھل فضا زائل ہوتی گئی۔

رات گہری ہو رہی تھی اور ایک اندھیرے کمرے میں وہ وجود کھڑا تھا۔ وہ اِزرائیل تھا۔ اس کے ہاتھوں میں کچھ کاغذات تھے۔ اس نے وہ نکالے اور انہیں میز پر رکھا۔

"تمہیں میں نے موقع دیا تھا جبرئیل، مجھ سے امن کر لو۔ لیکن تم نے زبانی قلامی امن کیا۔ اب بھگتو۔ میں نے تمہارے لیے اپنا سب کچھ گنوا دیا اور تم نے... خیر۔"

سحرش اگلے دن اپنے والد اور والدہ کے ساتھ مصروف رہی۔ رات کو وہ باہر جانا چاہتی تھی لیکن بارش نے اس کو باہر جانے کی اجازت نہ دی۔ اُس کی جبرئیل سے سرسری بات ہوئی لیکن وہ بہت عجیب سنجیدہ انداز میں رُکھے پن سے جواب دے رہا تھا۔

"شاید وہ کام میں مصروف ہو۔" اُس نے خود کو تسلی دی اور سو گئی۔

اگلے دن وہ اپنی دوست صوبیہ کے ساتھ رہی۔ شاپنگ سے پارلر اور پارلر سے کھانا کھانے تک پھر مووی دیکھنے تک۔ اُس نے سب کا لطف اُٹھایا اور پورا دن اسی میں گزر گیا۔ بیچارہ جبرئیل کو آج پتہ چلا کہ بیویاں کتنا خرچ کروا سکتی ہیں۔ آج اُس کی جبرئیل سے کوئی بات نہ ہوئی تھی۔

اگلے دن دوپہر کے وقت وہ اکیلی لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی۔ اُس کا چاچا ایان صاحب لاؤنج میں داخل ہوا۔ اُس نے ٹی وی بند کر دیا اور اُٹھ کھڑی ہوئی:

"پھپھو آئیے بیٹھیں نا۔"

چہرے پر بھرپور مسکراہٹ سے اُنہوں نے اُس کا استقبال کیا۔ جواباً ایان صاحب بھی مسکرا دیے۔ سحرش انہیں بہت عزیز تھی۔

"بیٹا! کیسی ہو میری جان؟"

سحرش نے ملازمہ سے چائے کا کہا اور اُن کی طرف متوجہ ہوئی:

"بالکل ٹھیک، آپ بتائیں چچی کی طبیعت کیسی ہے؟"

"وہ بھی ٹھیک ہیں۔ میں نے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔"

"جی پھپھو بولیں، سب خیر ہے نا؟" اُس کے ذہن میں کچھ کھٹکا۔

"جبرئیل کیسا ہے تمہارے ساتھ؟"

اُسے ذرا سکون آیا، "اچھا تو پھپھو بس میری ازدواجی زندگی کو لے کر فکر مند ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی، بہت اچھا ہے، بہت خیال رکھتا ہے میرا۔"

"وہ اور اچھا... انتہائی عیاش انسان ہے وہ۔ مجھے تو وہ پہلے دن سے ہی نہیں بھایا۔" اُن کی آواز میں حقارت تھی۔

"پھچو! کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" سحرش واقعی فکر مند ہوئی۔

"وہ رات کو دیر تک باہر نہیں رہتا کیا؟"

"جی، لیکن وہ کام پر ہوتا ہے اور مجھے اپنا پورا وقت دیتا ہے۔"

اُسے اُن کا یہ انداز پسند نہ آیا۔ اُس نے جبرئیل کا دفاع کیا۔ ایان صاحب بھی خاموش ہو گئے لیکن انہوں نے اس رشتے کے حوالے سے اپنی ناپسندیدگی اچھی طرح ظاہر کر دی تھی۔

"پھچو کو اچانک کیا ہو گیا؟ وہ ایسے تو پریشان نہیں ہوتے۔" ذہن میں شک کا بیج بو دیا گیا تھا۔ نادانستہ ہی سہی۔ بے شک کانوں میں انڈیلے جانے والا زہر سب سے کترناک ہوتا ہے۔

Clubb of Quality Content

جبرئیل سے اُس رات بھی اُس کی سرسری سی بات ہوئی تھی۔ "وہ تھوڑا مصروف تھا" ایسا اُس نے کہا تھا۔ ایسی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہی اُس بیج کو پودا بنانے میں کام کر رہی تھیں۔ ایسا شک و شبہات اور ایسی لاپرواہیاں اُس بیج کی نشو و نما کا سبب بن رہی تھیں۔

اگلی رات اُس کا کولیگز کے ساتھ ایک ڈنر کا پلان تھا اور وہ دیر سے پہنچی تھی۔

"ہاں یہی ہوٹل ہے۔" اُس نے فون پر لوکیشن دیکھتے ہوئے خود سے کہا۔

ایک طرف کھڑی اُس نے اپنے بال درست کیے اور ابھی آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ وہ جلدی سے دروازے کے پیچھے چھپ گئی۔

سامنے ایک ہال کے داخلہ دروازے پر جبرئیل کھڑا تھا۔ لاپرواہی سے اور ابھی بس رات کے آٹھ بجے تھے۔ اس وقت تو وہ کام پر ہوتا تھا۔ ابھی وہ کچھ اور سوچ پاتی کہ ایک لڑکی اُس کے قریب آئی اور بے تکلفی سے اُس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ جبرئیل مسکرا دیا۔ اُس کا ڈِمپل

Clubb of Quality Content

نمایاں ہوا۔ جسے وہ ڈِمپل بہت پسند تھا آج وہ اُسے بہت بُرا لگا۔ وہ ڈِمپل بس اُس کا تھا۔

اُس کی نمائش بس اُس کا حق ہونا چاہیے تھا۔

سحر ش نے کانپتے ہاتھوں سے کال کی:

"ہیلو"

آگے سے سپاٹ آواز آئی:

"ہیلو جبرئیل! کیسے ہیں آپ؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سحر ش نے آواز کی کپکپاہٹ پر قابو پا لیا تھا۔

"ہاں ٹھیک، تم بتاؤ۔" آواز روبوٹک تھی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔" اُس نے سانس لیتے ہوئے کہا۔ "آپ کدھر ہیں؟"

ایک وقفے کے بعد جواب آیا:

"تھوڑا مصروف ہوں۔"

سحرش نے کال کاٹ دی۔ جبرئیل اُس کے ساتھ اندر بڑھ گیا۔ بیج پودے کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ سحرش وہیں سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

گاڑی میں بیٹھی اُس نے سیٹ سے ٹیک لگالی۔ آنکھوں سے آنسو لہروں کی طرح بہنے لگے۔ کچھ دیر بعد اُس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور اپنے گھر کے گیراج تک وہ کیسے پہنچی، اُس کو علم نہ تھا۔ وہ سیدھی پچھلے واش روم تک گئی، چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اور سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اندر ایک طوفان برپا تھا جو کبھی بھی باہر نکلنے کو تیار تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

رات کو جِبریل نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن سحرش "ہاں" یا "نہیں" کے علاوہ کچھ خاص نہیں بول رہی تھی۔ جِبریل کے دل نے کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دیا۔

"سحرش، سب ٹھیک ہے وہاں پہ؟"

بوجھل لہجے میں جواب موصول ہوا:

"ہاں، کیا کچھ ہونا تھا۔"

سحرش کچھ بھی برداشت کرلیتی لیکن بےوفائی نہیں۔

"کچھ تو صحیح نہیں ہے۔"

"ہاں صحیح کہا، آپ کی حرکات صحیح نہیں۔"

جِبریل جھنجھلا گیا:

"جی؟"

سحرش کو پہلے دُکھ ہوا، پھر رنج، پھر اپنے فیصلے پر پچھتاوا اور پھر ترس... لیکن اب غصہ آرہا تھا۔ بُرا ہونا، بیچاری ہونے سے بہتر تھا۔

"چچو صحیح کہہ رہے تھے، آپ کو میری فکر نہیں... میں نے خود آپ کو دیکھا۔ اُس کے ساتھ دیکھا... وہ چڑیل۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جبریل گڑبڑا گیا، سحرش نے اُسے دیکھ لیا تھا۔

"آپ اِس لیے مجھ سے محبت نہیں کرتے نا؟ کیونکہ آپ اُس ڈائن سے کرتے تھے محبت، ہے نا؟"

اُس نے گھبراہٹ کے عالم میں جو زبان پر آیا وہی بول دیا:

"سحرش، کسی کو ایسا نہیں کہتا۔"

"کیا کہا؟ دوبارہ کہیے گا ذرا!" آواز میں دبی دبی دھمکی تھی۔

'کسی اور کی ذرا میرے سامنے طرف داری کر کے تو دکھاؤ

جبریل نے پھر سے تھمی ہوئی بات باندھی:

"میرا مطلب ہے، سمجھو تم کہ..."

"نہیں، میں نے بہت سمجھ لیا۔ اب آپ کی باری ہے مجھے سمجھانے کی۔ ہاں، بلکہ رہنے دیں۔ بس یہ بتا دیں کہ مجھ سے محبت کرتے ہیں یا نہیں؟"

جِبریل نے بولنے کی کوشش کی:

"سحرش،وہ..."

"ہاں یانا! آپ کو میری قسم ہے،سچ بولیں گے!"

"نہیں،پر..."

اُس سے پہلے وہ آگے کچھ بولتا،اُس کی کال آگئی۔ جِبریل نے لمبی سانس لی،واپس نمبر ملایا لیکن کال کاٹ دی گئی۔

پیچھے سے ایک لڑکی جامنی میکسی میں اُس کے قریب آئی اور بازو پر ہاتھ رکھا:

"کیا ہوا،پریشان لگ رہے ہو؟"

"نہیں،کچھ نہیں۔ تم فکر مت کرو۔"

اُس نے مسکراتے ہوئے فون پینٹ کی جیب میں رکھا اور دروازہ کھولا:

"چلیں۔"

لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

"چلیں۔"

اگلی صبح اُس کی طبیعت رونے کے باعث بوجھل تھی، لیکن اُس نے کسی کو اِس کا علم نہ ہونے دیا۔ وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اگر جبریل کسی اور کو پسند کرتا ہے تو اُسے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا،وہ کرتا رہے کسی کو بھی پسند۔ ویسے بھی یہ رشتہ ایک سمجھوتہ ہی تو تھا اُس کے لیے۔

شام کو وہ ہسپتال سے واپس آئی تو اُس کے والد نے اُسے اپنی اسٹڈی پر بلایا۔ وہ خاموشی سے اُن کے قریب والی کرسی پر بیٹھ گئی اور اب اُن کے بولنے کی منتظر تھی۔

"سحرش بیٹا،کوئی مسئلہ ہے؟"

سحرش کے لب کُھلتے رہے، سر جھکا ہوا تھا۔

"آپ مجھے بتا سکتی ہیں اگر کچھ آپ کو پریشان کر رہا ہو تو۔"

وہ ابھی بھی اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ علی صاحب نے اپنا ہاتھ اُس کی بند مُٹھیوں پر رکھا۔ آنسو کا ایک قطرہ اُس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر اُس کے والد کے ہاتھ پر گرا۔ وہ رونے لگی اور ساتھ ہی سارا معاملہ اُن کو سنا دیا۔

اُنہوں نے سب سنا اور سوال کیا:

"آپ اب کیا چاہتی ہیں؟"

"میں واپس نہیں جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے، لیکن ابھی اِس معاملے کو اپنی والدہ کو مت آگاہ کیجیے گا۔"

"جی، ٹھیک ہے۔"

وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ اُس کی آدھی چائے کا کپ ایک طرف رکھا ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ علی صاحب کھڑکی کے پاس جا کر کھڑے ہوئے۔ لبوں پر کسی سوچ نے مسکراہٹ پیدا کی اور زیرِ لب اُنہوں نے کہا:

"احمق۔"

اگلے دن گاڑی میں بیٹھا جبریل بار بار سحرش کو کال کر رہا تھا۔ پہلے تو اُس نے کوئی کال ریسیو نہ کی، بعد میں تنگ آ کر اُس نے کال کاٹنا شروع کر دیا اور آخر کار وہ اپنی فون کی اسکرین کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ نمبر بلاک ہو چکا تھا۔

آخر میں اُس نے علی صاحب کو کال کی۔ انہوں نے کال تو اُٹھا لی مگر سحرش سے بات نہ کروائی۔

"سحرش میری کال کیوں نہیں اُٹھا رہی؟" جِبریل سیدھا مدّعا پر آ گیا۔

"اُسے تم پر یقین نہیں، تم نے اُس کا بھروسہ توڑا ہے۔" انہوں نے بھی کوئی تمہید باندھے بغیر بات اُس کے سامنے رکھ دی۔

"مجھے میری بیوی واپس دو۔"

"اُس کا بھروسہ جیتو اور لے جاؤ۔" جتنی اُکتاہٹ سے بات رکھی گئی تھی،اُتنے ہی اطمینان سے جواب موصول ہوا۔ پھر کال کاٹ دی گئی۔

جِبریل نے گہری سانس لی اور پھر گاڑی سے اُترا،بنگلے کی سیڑھیاں چڑھ کر دروازے پر بیل دی۔ وہی چھوٹے بالوں والی لڑکی نکلی۔

"جِبریل ڈارلنگ، تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی، کہاں رہ گئے تھے؟" محبت سے لبریز لہجے میں شکوہ کیا گیا۔

جِبریل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

"معذرت چاہتا ہوں،ذرا کچھ کام آگیا تھا۔"

"کیا وہ مجھ سے زیادہ ضروری تھا؟"لڑکی نے خفا لہجے میں سوال کیا۔

"آپ سے زیادہ کچھ ضروری ہو سکتا ہے بھلا؟"جِبریل نے نرمی سے کہا۔ یہ سنتے ہی وہ لڑکی ہنس دی۔

کچھ دن ریت کی طرح سِرکتے گئے، لیکن جِبریل اور سحر ش کے درمیان کی دیوار ویسے ہی جمی رہی۔ سحر ش نے ایک دن بھی اُس سے بات نہ کی تھی۔ اگر کوئی بھرم باقی بھی تھا تو قائم نہ رہا۔

سحر ش نے اُس کا ذکر بالکل نہ کیا اور خود پر دھیان دینے کا سوچا۔

جو ہو گیا سو ہو گیا، اُس پر میرا بس نہیں۔ لیکن جو آگے ہو گا اُس پر میرا اختیار ہے۔

وہ اپنے شوہر کی غلطیوں کی سزا خود کیوں بھگتتی؟

اُس نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کا وقت تھا۔ وہ ہسپتال میں موجود تھی۔ ریسپشنسٹ کے پاس کھڑی وہ اُس سے کوئی بات کر رہی تھی۔ سر درد کی شدت سے پھٹا جا رہا تھا۔ اُس نے سوچا کہ ذرا کافی بریک لے لی جائے۔ اسپتال کے سامنے ایک نیا کیفے کھلا تھا۔ وہ وہاں داخل ہوئی، اپنا آرڈر دینے کے بعد ایک خالی نشست پر بیٹھ گئی۔

سامنے دیوار پر ایک ٹی وی نصب تھا جس پر خبریں چل رہی تھیں۔ شاید ملک کے سیاسی نظام کے بارے میں کوئی پروگرام تھا۔ چونکہ اُسے سیاست میں کوئی دلچسپی نہ تھی، اس لیے اُس نے توجہ نہ دی۔ چند لمحوں بعد بھاپ چھوڑتا ہوا کافی کا کپ اُس کے سامنے رکھ دیا گیا۔

اس نے انجانے میں ہی ٹی وی کی طرف دیکھا اور پلٹنا بھول گئی۔ اسکرین پر وہی لڑکی دکھائی دی۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ چیختی چلاتی کچھ کہہ رہی تھی۔ نیوز اینکر کی آواز گونجی:

"ملک کے معروف بزنس مین علی اور نگزیب کی اکلوتی بیٹی، زارا اور نگزیب کو اپنے بوائے فرینڈ کے قتل کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا ہے... جبکہ علی اور نگزیب صاحب کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔"

سحر ش کے حواس جیسے منجمد ہو گئے۔ آگے کے الفاظ سننے کی سکت ہی باقی نہ رہی۔ اُس کے ذہن میں ایک خیال لپکا:

کیا جِبریل کو... نہیں، ایسا کیسے ہو سکتا ہے...؟

اچانک اسکرین پر جِبریل کا چہرہ ابھرا۔ رپورٹرز اُس سے سوال پر سوال کر رہے تھے اور وہ راستہ بناتے ہوئے وہاں سے نکل رہا تھا۔ چہرہ بالکل سپاٹ تھا، جیسے کچھ محسوس ہی نہ کر رہا ہو۔

سحرش کے ذہن میں ہزاروں سوالوں کا طوفان برپا تھا، لیکن ان سب کا جواب صرف وہی دے سکتا تھا... اور وہ اُس کے پاس میسّر کہاں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حصہ: چہارم

طوفان اور خاموشی

خاموشی کبھی کبھی طوفان سے زیادہ شور مچادیتی ہے۔ کچھ کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جو چلتے طوفان کی طرح سب کچھ تہس نہس کر دیتی ہیں، مگر ان کا اصل راز ان لمحوں میں چھپا ہوتا ہے جب ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے۔

جس خاموشی میں سوال چھپے ہوں، وہ اکثر طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ وہ خاموشی جو چیخنا چاہتی ہو مگر الفاظ نہ پائے، وہ کہانی کا وہ حصہ ہے جہاں کرداروں کی روحیں بولتی ہیں اور حقیقتیں آشکار ہوتی ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ کہانی بھی خاموشی اور طوفان کے درمیان جھول رہی ہے۔ ایک طرف طوفانی سازشیں ہیں، سازشیں جنہوں نے ہر ایک کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ اور دوسری طرف خاموش لمحے، جن میں سوال ہیں، خوف ہے، اور وہ راز جو کبھی نہ کبھی بے نقاب ہوں گے۔

کیا اس کہانی کا طوفان خاموشی سے جنم لے گا؟ یا خاموشی خود ایک نیا طوفان پیدا کرے گی؟

جب خاموشی پھیل جاتی ہے تو طوفان آتا ہے، اور جب طوفان آتا ہے تو اس کے بعد بھی خاموشی ہوتی ہے۔ طوفان گزر گیا تھا، اب بس خاموشی تھی۔ لیکن یہ خاموشی بھی کسی طوفان سے کم نہ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس معاملے کو سمجھنے کے لیے ہمیں کچھ دن پیچھے جانا ہو گا، اُس دن جب جبرئیل نے اپنا آخری کیس بند کیا تھا اور چھٹیوں پر چلا گیا تھا... دنیا کے سامنے۔

جبرئیل نے اسے خودکشی قرار دے کر افسران کے سامنے کیس بند کر دیا تھا۔ لیکن جب جبرئیل نے کیس کو دوبارہ تفصیل سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ویسے تو ایک خودکشی ظاہر کرنے کی کوشش تھی، لیکن در حقیقت یہ ایک قتل تھا،"ایک مرڈر"۔

ایسے کئی کیسز ہوتے ہیں جنہیں دنیا کے سامنے بند کر دیا جاتا ہے، لیکن اندرونی طور پر وہ جاری رہتے ہیں۔ یہ بھی ان ہی میں سے ایک تھا۔ ایسے کیسز کو خفیہ اس لیے رکھا جاتا ہے تاکہ مجرم کو لگے کہ وہ محفوظ ہے، اور وہ پر سکون ہو جائے، پھر اسی سکون کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

Clubb of Quality Content!

جب جبرئیل نے اس کیس کا مطالعہ کیا تو یہ سامنے آیا کہ جو زہر استعمال ہوا تھا، وہ انسان کو مارنے میں صرف ایک یا دو منٹ لیتا ہے۔ اور بھلا کوئی خودکشی کرے تو اتنے دردناک طریقے سے کیوں کرے گا؟

اس کیس کی جانچ پرکھ کے لیے ہمیں کچھ عرصہ پیچھے جانا ہوگا۔ یہ جِبریل کا آخری کیس تھا— خودکشی کا کیس۔ بظاہر تو یہ خودکشی دکھائی جا رہی تھی، لیکن محکمے کے زیادہ تر لوگ جانتے تھے کہ یہ جھوٹ ہے۔ خودکشی کی ہمیشہ کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے، اور اس معاملے میں وہ وجہ کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

جِبریل نے تین افراد کو مشکوک ٹھہرایا:

1. زارا
2. زارا کا باڈی گارڈ
3. زارا کا معشوق

ابتدا میں جِبریل نے کیس بند کرنے کا ناٹک کیا تاکہ اصل مجرم مطمئن ہو جائے اور پھر وہ اپنی کارروائی خفیہ طور پر جاری رکھ سکے۔

اب آتے ہیں ان شبہات کی وجوہات کی طرف:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

- سب سے پہلے محمد عالم، زارا کا باڈی گارڈ۔ اُس کی کچھ عرصہ قبل احمد سے شدید لڑائی ہوئی تھی جو خاصی سنگین صورت اختیار کر گئی تھی۔
- دوسرا ہے سہیل، جو احمد کا رقیب تھا۔ اور عاشق و رقیب کی دشمنی تو صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔
- لیکن سب سے زیادہ مشکوک زارا تھی۔ دن کے وقت وہ رو رو کر دنیا کو دکھا رہی تھی، اور اسی رات ایک کلب میں موجود دیکھی گئی۔

اگلے ہی دن زارا ایک بار پھر سوشل میڈیا پر مگرمچھ کے آنسو بہا رہی تھی، لوگوں سے دُعاؤں کی درخواست کر رہی تھی۔ کبھی اولڈ ہومز اور کبھی یتیم خانوں میں جا کر چیزیں بانٹ رہی تھی اور شہرت سمیٹ رہی تھی۔ سوشل میڈیا پر دو آنسو بہانے سے شہرت اور ہمدردی تو مل جاتی ہے، مگر عزت نہیں۔

لوگ شہرت کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں، لیکن زارا نے اس قتل کو پروسیس کرنے کے لیے ذرا سا بھی وقت نہیں لیا۔ جیسے سب کچھ پہلے سے طے شدہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جبریل اور وِلیئم نے تفتیش کی ابتدا اُسی سے کرنے پر اتفاق کیا۔

وِلیئم نے اُسے خبر دی کہ اگلی رات زارا کے والد ایک بزنس پارٹی میں شریک ہوں گے۔

خوش قسمتی سے جِبریل کے چچا کے پاس بھی اُس تقریب کا دعوت نامہ موجود تھا۔ جِبریل نے فیصلہ کیا کہ وہ خود وہاں جا کر شریک ہو گا۔

جِبریل وہاں پس منظر میں رہنا چاہتا تھا تاکہ کسی کی اُس پر نظر نہ پڑے، لیکن اُس کی قسمت اور شخصیت ایسی نہ تھی کہ لوگ اُس کی موجودگی کو نظر انداز کر سکیں۔ زارا خود اُس کے قریب آگئی۔ جِبریل نے اُس کی نظروں میں اپنی طرف جھلکتی پسندیدگی فوراً بھانپ لی۔

اُسی لمحے اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اپنا پورا منصوبہ بدلنا ہو گا۔

(بوائے فرینڈ کی موت کے اگلے ہی دن کسی کو اپروچ کرنا... بہت مشکوک ہے مس زارا!)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جِبریل نے وِلیئم کو کہ دیا کہ وہ زارا کے اگلے دنوں کا مکمل شیڈول اُس کے سامنے رکھے تاکہ وہ اُس سے ''اتفاقیہ ملاقات'' کا انتظام کر سکے۔

ولیم اور وہ دونوں ایک لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ ولیم نیچے زمین پر اور وہ اوپر صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ ایک ہاتھ اس کا پیز پر تھا جبکہ دوسرا صوفے کی پشت پر پھیلا ہوا تھا۔ اُس نے سفید شرٹ اور سرمئی پینٹ پہن رکھی تھی، جس پر کالی بیلٹ کندھوں سے نکل کر کمر کے پیچ میں آکر جڑتی تھی۔ اس کے دونوں پیر قینچی کی صورت سامنے پڑی ٹیبل پر رکھے تھے۔

"کیا ہو گیا ولیم؟ تم اتنے بیکار کب سے ہو گئے۔ ایک لڑکی کی لوکیشن تک نہیں نکال سکتے؟"

ولیم نے اس پر نظر ڈالنے کی زحمت بھی نہ کی اور بڑے سکون سے بولا:

Clubb of Quality Content

"میں بیکار ہوں نا؟ ذرا رک جا، بھابھی کو تمہارے بارے میں بتا دیا تو دیکھنا۔ انہیں تو پتہ ہے کہ تم 'کام کے نام پر' لڑکیوں کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے پھر رہے ہو۔"

یہ سنتے ہی جبرئیل فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"میری بات کان کھول کر سن لو۔ اگر تم نے یہ بات سحرش سے کہی، یا اسے ذرا سا بھی شک ہوا... تو یاد رکھنا، میں بھول جاؤں گا کہ تم میرے دوست ہو۔"

وہ مزید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی ولیم بول پڑا:

"مل گئی لوکیشن... وہ ایک کلب میں ہے۔" یہ کہہ کر ولیم فوراً اٹھا اور کلب کی طرف نکل گیا۔ جاتے جاتے اُس نے سر جھٹک کر کہا:

"یا اللہ! کیسی کیسی جگہوں پر جانا پڑ رہا ہے۔ اچھا ہے میں جبرئیل کی طرح آدھا وقت قانون کا غلام اور پورا وقت بیوی کا غلام نہیں ہوں۔"

کلب کے اندر جبرئیل کی ملاقات زارا سے ہوئی۔ وہ چاہتا تھا یہ ملاقات ایک ''اتفاق'' لگے۔ اس لیے کچھ فاصلے پر جا کر دوسری طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد یوں آگے بڑھا جیسے ابھی دیکھا ہو۔

"یا اللہ... کیسی مصیبتیں جھیلنی پڑ رہی ہیں۔ اگر سحرش کو پتہ چل گیا تو میری جان ہی نکال دے گی۔"

زارا نے اسے دیکھا تو چونک اٹھی، پھر خوشی اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

"آپ؟... مجھے تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ آپ یہاں ملیں گے۔"

"یہ تو میں خود بھی نہیں جانتا تھا۔" جبرئیل نے بے ساختہ سانس چھوڑتے ہوئے کہا، پھر فوراً بات سنبھالی۔ "جی... میرا مطلب ہے، میں بھی نہیں جانتا تھا۔"

کچھ ہلکی پھلکی باتوں کے بعد جبرئیل نے بہانے بہانے سے اُس کا نمبر لے لیا۔ فون نکالتے ہوئے وہ خود سے بولا:

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب اسے کس نام سے محفوظ کروں؟" لمحے بھر بعد اُس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آ گئی۔

"پھانسی کا پھندا!"

واقعی، یہ اُس کے لیے ایک پھندا ہی تھا... کیونکہ اگر بیوی کو خبر ہو گئی، تو پھندا ہی اس کا مقدر بن جائے گا۔

اگلے دن زارا اور جبرئیل، دونوں نے ایک ریسٹورنٹ میں ملنا تھا۔ جبرئیل کی قسمت ایسی تھی کہ وہیں پر سحرش بھی اپنی دوست سے ملنے آئی ہوئی تھی۔ جبرئیل نے جان بوجھ کر ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں سے وہ زارا کو پچھلی طرف سے بھی دیکھ سکے۔ اس کے پیچھے ایک لمبی شیشے کی دیوار تھی، جس سے سب صاف نظر آ رہا تھا۔

کھانے کے بیچ میں جب زارا نے فون ان لاک کیا تو جبرئیل نے اس کا پاس ورڈ دیکھ لیا۔

اب اگلا مرحلہ اس کا فون حاصل کرنا تھا۔ وہ عین موقع پر اس کا موبائل اٹھا لیتا مگر عین اسے لمحے ولیم کی کال آ گئی۔ کال آتے ہی زارا اس پر مزید احسان جتانے لگی۔

اس ملاقات کا علم صرف ولیم اور زارا کو تھا۔ جبرئیل اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔ اسے شدید غصہ آیا، ایسا غصہ جسے وہ بمشکل دبا پایا۔ اس نے خود کو ظاہری طور پر پرسکون رکھا، مگر دماغ ابھی بھی وہیں اٹکا تھا— کہیں زارا کو اس کی چال کا اندازہ نہ ہو گیا ہو۔

گھر پہنچا تو سامنے ولیم تھا، اور جبرئیل اس کے پیچھے ہاتھ میں ایک لیمپ لیے دوڑ رہا تھا۔ آج وہ واقعی یہ لیمپ اس کے سر پر مار دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"بھائی، میری بات تو سن لے! مجھے صفائی دینے کا موقع تو دے۔ قسم سے بھابھی سے کچھ نہیں کہا... یہ ایک... آہہہ!"

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

جبرئیل نے اسے پل بھر کو نظر انداز کیا اور ایک اسٹیل پلیٹ اس پر دے ماری۔ ولیم بال بال بچ گیا، مگر جبرئیل اب بھی پیچھا کیے ہوئے تھا اور ساتھ ساتھ اسے نئے القابات سے نواز رہا تھا:

"کمینے! جس تھالی میں کھایا، اسی میں چھید کیا... میرا ہنستا بستا گھر تجھ سے برداشت نہ ہوا نا؟"

آخر کار جب دونوں تھک گئے اور ماحول کچھ ٹھنڈا ہوا تو جبرئیل نے اگلے مرحلے کا منصوبہ بنایا۔ چند دن بعد وہ ایک پارٹی میں گیا، ولیم بھی ساتھ تھا، لیکن وہاں موقع نہ مل سکا۔ پھر ایک اور پارٹی کا موقع آیا، اور اس بار قسمت نے ساتھ دیا۔

زارا نے اپنا فون میز پر رکھ دیا تھا۔ جبرئیل نے چپکے سے اپنا فون بھی اس کے پاس رکھ دیا اور پھر بہانے سے فون اٹھا کر کال سننے کے لیے باہر نکل گیا۔ باہر وین میں ولیم پہلے ہی انتظار کر رہا تھا۔ جبرئیل نے فون اسے پکڑایا، اور ولیم نے فوراً پورا ڈیٹا کاپی کر لیا۔

کچھ دیر بعد جبرئیل واپس گیا اور فون اس کے سامنے رکھ دیا:

"اوہ! معاف کیجیے، غلطی سے آپ کا فون اٹھا لایا۔" اس نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شرمندگی ظاہر کی۔

زارا ہلکی سی ہنسی:

"آپ بھی نا! میری میچنگ میں وہی کور اور بیک گراؤنڈ پکچر لگائیں گے تو ایسا ہی ہو گا۔"

Clubb of Quality Content

جبرئیل زبردستی مسکرا دیا۔ اندر سے وہ تنگ آچکا تھا، اس ڈرامے سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔

گھر آکر اس نے فوراً ڈیٹا کھنگال ڈالا۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب سچائی سامنے آئی۔ احمد... وہ احمد جسے سب سیدھا سادہ سمجھتے تھے، اصل میں مافیا ٹیم کا رکن تھا۔ وہ بڑے بڑے کالے دھندوں میں ملوث تھا اور اپنی گرل فرینڈ زارا کو بھی بلیک میل کر رہا تھا۔

زارا کئی دنوں سے اس کے ہاتھوں بلیک میل ہو ہو کر تنگ آچکی تھی۔ آخر کار اس نے اسے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک دن وہ اس کے گھر گئی، اس کی چائے کے کپ میں زہر ملایا اور واپس آگئی۔ احمد رات کو چائے پینے کا عادی تھا۔ جب اس نے وہی کپ اٹھا کر پیا تو تھوڑی ہی دیر میں زہر اثر کرنے لگا۔ وہ تڑپ تڑپ کر گرنے لگا، اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگا اور پھر وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جبرئیل کے لیے سوال یہ باقی تھا کہ یہ زہر آیا کہاں سے؟ زہر نہایت مہلک تھا۔ مگر جہاں ایلیٹ کلاس کے بچوں کو ڈرگز آسانی سے مل جاتے ہیں، وہاں ڈارک ویب سے یہ چیز منگوانا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اور بالآخر... زارا اپنے ہی جال میں پھنس گئی۔

"کیس بند!"

عشا کی اذان پورے ویرانے میں گونج رہی تھی۔ جبرئیل آہستہ سے گاڑی سے اترا اور اندر داخل ہوا۔ صحن کی خاموشی اسے اور زیادہ بوجھل کر رہی تھی۔ لاؤنج میں صوفے پر صبیحہ بیگم اور علی صاحب موجود تھے۔ جبرئیل کو دیکھ کر صبیحہ بیگم فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔

شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا:

"بیٹا، بتایا تو ہوتا... میں تمہارے لیے کھانا لگواتی۔"

ان کے چہرے پر مسکراہٹ قائم تھی، مگر علی صاحب کا چہرہ ایک دم سپاٹ اور سنجیدہ تھا۔ وہ بھی صوفہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے، جبرئیل کے قریب آ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا، مگر لبوں سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔

صبیحہ بیگم اندر کچن کی طرف چلی گئیں۔ جبرئیل آہستگی سے علی صاحب کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ماحول کا تناؤ اسے غیر آرام دہ کر رہا تھا۔ چند لمحے گزرے تو آخر کار علی صاحب نے بات چھیڑی:

" کیسے آنا ہوا، برخوردار؟ "ان کی آواز کسی بھی جذبات سے خالی تھی۔

جبرئیل نے حلق خشک ہوتے محسوس کیا۔ تھوک نگلتے ہوئے بولا:

"وہ... میں سحرش کو لینے آیا ہوں۔"

علی صاحب نے اسے اس نظر سے دیکھا جیسے اس کی رگ رگ کا حال پڑھ لیا ہو۔ جبرئیل بے چین ہوا اور پہلو بدلا۔

"کیا وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہے؟"

"ہاں ظاہر ہے، میری بیوی ہے... وہ میرے ساتھ ہی جائے گی۔"

علی صاحب کی آواز میں اب طنز نمایاں تھا:

"تمہاری بیوی کو کیا تم نے بتایا ہے اپنے اس کام کے بارے میں؟"

"دیکھیں..." جبرئیل کی بات منہ ہی میں رہ گئی۔

"نہیں، تم سنو!" علی صاحب کا لہجہ سخت ہو گیا۔ "شادی سے پہلے جو کچھ کرتے رہے، وہ میرا مسئلہ نہیں تھا۔ مگر اب یہ میرا مسئلہ ہے۔ تم نے میری بیٹی کا دل توڑا ہے۔ اور یاد رکھو، ٹوٹا ہوا دل چاہے جڑ بھی جائے... وہ پہلے جیسا کبھی نہیں رہتا۔ وہ ہمیشہ اپنا ایک حصہ کھو دیتا ہے۔"

Clubb of Quality Content!

وہ مزید بھی بہت کچھ کہہ رہے تھے، اور جبرئیل سر جھکائے سب سنتا رہا۔ لمحہ لمحہ اسے اپنی غلطی اور زیادہ گہری محسوس ہو رہی تھی۔ پہلے وہ سمجھتا تھا کہ جو کچھ اس نے کیا، وہ ٹھیک کیا... لیکن اب سچائی سامنے تھی۔ وہ واقعی مجرم تھا—اس لیے نہیں کہ اسے قصوروار ٹھہرایا جا رہا تھا، بلکہ اس لیے کہ وہ تھا۔

اسی دوران صبیحہ بیگم کمرے میں واپس آئیں:

"آجاؤ بیٹا، کھانا لگ گیا ہے۔"

ان کے آنے پر علی صاحب خاموش ہو گئے۔ جبرئیل سحرش کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا، مگر ہمت نہ جٹا سکا۔

کھانے کی میز پر ماحول کچھ ہلکا ہوا۔ تناؤ نسبتاً کم ہوا اور کھانا معمول کے انداز میں کھایا گیا، مگر جبرئیل پھر بھی زیادہ نہ کھا سکا۔

کھانے کے دوران اس نے نظریں جھکائے سادہ سا سوال کیا:

"آنٹی... سحرش نے کھانا کھا لیا ہے؟"

"ہاں بیٹا، میں گئی تھی اسے بلانے، لیکن وہ سو رہی تھی۔"

جبرئیل کے ہونٹوں پر ایک لمحے کو اضطراب آیا، پھر اس نے کہا:

"سہی... میں رات یہیں رک جاتا ہوں پھر۔"

صبیحہ بیگم کے چہرے پر خوشی کی جھلک ابھری۔

"ہاں کیوں نہیں، اتنی رات گئے ویسے بھی کہاں جاؤ گے۔"

جبرئیل نے ایک زبردستی کی مسکراہٹ دی۔

جبرئیل نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی، اور آہستگی سے اندر داخل ہوا۔ کمرے میں مدھم سی روشنی تھی، اور سحرش بستر پر کروٹ لیے سو رہی تھی۔ وہ دبے قدموں سے اس کے قریب گیا اور بیڈ کے کنارے بیٹھ گیا۔ ایک ٹھنڈی آہ اس کے ہونٹوں سے نکلی۔ اس نے جھک کر سحرش کے رخسار کے قریب بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا۔

وہ ذرا سی کسمسائی۔

"سحرش..." آواز اتنی مدھم تھی کہ جیسے سانس کے ساتھ بہہ گئی ہو۔

اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ پلکیں دو تین بار جھپکیں—جیسے کسی اور دنیا سے واپس آ رہی ہو۔

"جبرئیل... آپ..."

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتی، جبرئیل نے لرزتے ہاتھ سے اس کے لبوں پر اپنی انگلی رکھ دی۔

"معذرت..."

کمرے میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ خاموشی جو اتنی بھاری تھی کہ سانس لینا بھی مشکل لگ رہا تھا۔

"اپنی... اپنی اس حرکت کے لیے معافی چاہتے ہوں؟!"

سحرش کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ خاموش رہی، مگر اس کی پلکوں سے بہتے قطرے سب کہہ رہے تھے۔

"میں... میں نے غلط کیا۔ اور یہ احساس مجھے ڈیر کے ساتھ ہوا... معذرت۔" جبرئیل کی آواز بھاری ہو گئی، اس کے گلے میں کانٹے آ گئے۔

چند ہی لمحوں میں کمرہ ہچکیوں اور رونے کی آوازوں سے بھر گیا۔ جبرئیل نے تھرتھراتے ہاتھوں سے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

دور آسمان پر چاند کھڑکی سے جھانک رہا تھا... گویا خاموش گواہ بن کر اس سارے منظر کا مشاہدہ کر رہا تھا۔

اتوار کا دن تھا۔ جبرئیل اور سحرش دونوں گھر پر موجود تھے۔ چھٹی کے دن ہمیشہ کی طرح جبرئیل سحرش کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ سحرش کچن میں کھڑی بریانی تیار کر رہی تھی، جبکہ جبرئیل بڑے سکون سے سلاد کاٹنے میں مصروف تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بریانی دم پر لگانے کے بعد سحرش ہاتھ دھونے کے لیے واش بیسن کے پاس گئی ہی تھی کہ اچانک دروازے کی گھنٹی بجی۔

"میں دیکھتی ہوں۔" سحرش نے ڈوپٹہ سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا اور باہر کی طرف بڑھی۔

دروازہ کھولا تو سامنے ولیم اور وجدان کھڑے تھے۔ ولیم کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح پُر اعتماد مسکراہٹ تھی جبکہ وجدان کچھ جھجکا ہوا سا لگ رہا تھا۔

"آئیے، اندر آئیے۔" سحرش نے دونوں کو راستہ دیا۔

ولیم پورے اعتماد سے اندر آ گیا مگر وجدان نے آتے ہوئے قدم ذرا سست کر دیے۔

"اوہ، میرا دوست باورچی بن گیا ہے!" ولیم نے شوخی سے کہا۔

جبرئیل نے ہاتھ میں پکڑے ٹماٹر سے نظریں ہٹا کر اسے ایک لمحہ دیکھا، پھر دوبارہ کاٹنے میں مصروف ہو گیا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس کی آواز میں واضح بے زاری تھی۔

وجدان نے جھجکتے ہوئے کہا: "وہ... ولیم مجھے ساتھ لایا تھا۔"

ولیم نے بات کاٹتے ہوئے کہا: "بھابھی کے یہاں تمہاری عدالت لگنی تھی، تو سوچا حال معلوم کر آئیں۔"

Clubb of Quality Content

جبرئیل نے سخت لہجے میں کہا: "ہاں، جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب تم بھی دفع ہو جاؤ۔"

سحرش نے ماحول کو سنبھالتے ہوئے کہا: "آپ لوگ بیٹھیں، میں چائے لے کر آتی ہوں۔ کھانا کھا کر جانا۔"

تھوڑی دیر بعد سب لانج میں بیٹھے تھے۔ جبرئیل بھی ہاتھ دھو کر ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔

وجدان نے آہستہ آواز میں اطلاع دی: "عدالت میں زارا کے معاملے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔"

"لیکن جبرئیل..." ولیم نے سنجیدہ لہجے میں کہا، "تمہیں نہیں لگتا سب کچھ غیر معمولی حد تک آسان ہو گیا؟"

Clubb of Quality Content

وجدان نے فوراً موبائل نکالا: "اورنگزیب صاحب کام سے باہر گئے تھے، لیکن ابھی تک ان کی کوئی خبر نہیں۔"

"عجیب بات ہے۔ اپنی اکلوتی بیٹی کو یوں ہی چھوڑ دیا؟" ولیم کے لہجے میں شک نمایاں تھا۔

"یہ کیس ویسے بھی مشکوک تھا... کچھ بھی صاف نہیں تھا۔"

وہ گہری سانس لیتا ہوا خاموش ہو گیا۔

اسی دوران سحرش چائے کا سامان لے آئی۔

"شکریہ بھابھی!" وجدان نے مسکراتے ہوئے کہا، اور فوراً کپ اٹھا لیا۔

ولیم خوش ذوقی سے بولا: "تم نے ان کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھایا، بہت کچھ کھونے والے ہو!"

گفتگو کسی اور رخ پر چل نکلی۔ کھانے کا وقت آیا تو سب نے خوشگوار ماحول میں بریانی کھائی۔

کھانے کے دوران ولیم نے اچانک سحرش سے پوچھ لیا: "بھابھی، آپ کی کوئی بہن ہے؟"

سحرش ذرا حیران ہو کر بولی: "نہیں۔ کیوں؟ تمہیں کیا کرنا تھا؟"

اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا، ولیم نے پانی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا: "اصل میں... میں سوچ رہا ہوں شادی کر لوں۔"

Clubb of Quality Content!

لانج قہقہوں سے گونج اٹھا۔

جبریل نے برجستہ کہا: "تم سے شادی کر کے کون اپنی زندگی برباد کرے گا!"

ولیم نے فوراً جواب دیا: "جب تم سے کوئی کر سکتا ہے، تو مجھ سے بھی کر لے گا!"

قہقہوں کی گونج دیر تک فضا میں پھیلی رہی۔

جبرئیل کی آنکھ اچانک فون کی تیز گھنٹی سے کھل گئی۔ وہ بے چینی سے کروٹ بدلا، مگر سر میں ہر دھڑکن کے ساتھ چبھنے والا درد اس کی حالت بگاڑ رہا تھا۔ حیرت سے اس نے ارد گرد دیکھا—وہ اپنی اسٹڈی میں موجود تھا۔ یہاں کیسے آیا، یہ اسے یاد ہی نہ تھا۔

اس نے فون اٹھایا۔ دوسری طرف سے آتی مدھم آواز رفتہ رفتہ اس کی سماعت کو پوری طرح جگا رہی تھی۔ اچانک وہ چونک کر اٹھا، الماری کھولی اور کپڑے نکالنے لگا۔ دروازے کی کھڑکھڑاہٹ سے سحرش جاگ گئی۔

"جبرئیل... آپ کہیں جا رہے ہیں؟" اس کی آواز میں نیند اور تشویش گھلی ہوئی تھی۔

جبرئیل نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا: "جی، بس ذرا کام ہے۔"

"فی امان اللہ۔" سحرش نے کروٹ بدلی اور پھر آنکھیں موند لیں۔

جبرئیل تیزی سے گھر سے نکلا۔ گاڑی کی رفتار بڑھاتے بڑھاتے وہ سیدھا اس تھانے پہنچا جہاں زارا کو رکھا گیا تھا۔ لیکن جیسے ہی اندر گیا، خبر نے اس کے قدم اکھاڑ دیے۔ رات کے کھانے کے بعد زارا مردہ پائی گئی تھی۔ زہر ملا کر مار دیا گیا تھا۔

اس نے پورے سیل کی چھان بین کی۔ یہ A کلاس قید خانہ تھا، جہاں قیدیوں کے لیے ہر سہولت موجود تھی۔ بستر کی چادر الٹتے ہی ایک چمکدار چیز اس کے پاؤں کے قریب گری۔

جبرئیل نے جھک کر اٹھایا—وہی کارڈ۔ **"سیاہ مُنصف"**۔

جبرئیل کے دماغ میں طوفان برپا ہو گیا۔

کیا سیاہ منصف واپس آ چکا ہے؟ یا وہ کبھی گیا ہی نہیں تھا؟

وہ تیزی سے باہر نکلا اور زارا کے بوائے فرینڈ کی رہائش گاہ پر گیا۔ ہر کونا کھدرا چھان مارا، حتیٰ کہ واش روم کا آئینہ بھی اتار دیا، مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اچانک اس کی نظر کموڈ پر پڑی۔ اس نے پچھلا ڈھکن اٹھایا تو اندر پانی کے اندر ایک چمکدار چیز چھپی ہوئی تھی۔ وہی کارڈ!

جبرئیل نے ضبط کیا۔ "یہ اتنے عرصے سے یہاں تھا... اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔"

واپس آفس پہنچ کر وہ جھنجھلاہٹ میں اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ میز پر سارا سامان پھیلا کر بیٹھا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب کون ہے؟" اس نے جھنجھلا کر کہا۔

ایک لڑکا اندر آیا: "سر، آپ کے لیے پارسل آیا ہے۔"

"میرے لیے؟ اچھا... یہاں رکھ دو۔"

جبرئیل نے قینچی اٹھا کر پیکٹ کھولا۔ اندر پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور ایک خط موجود تھا۔

"تیمور صاحب کو بلا کر لاؤ۔" اس کی آواز میں ایسی سختی تھی کہ لڑکے نے فوری حکم مانا۔ کچھ دیر بعد تیمور صاحب اور ان کے ساتھ دوسرا ساتھی جاسوس اندر آئے۔

جبرئیل نے سب سامان ان کے سامنے رکھا۔ تیمور صاحب نے ایک ایک چیز الٹ پلٹ کر دیکھی اور ٹھٹھک گئے۔

"یہ تو... یہ سب اورنگزیب صاحب کا ہے!"

"انہیں ٹریپ کیا گیا ہے۔" جبرئیل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اور اس جال کے پیچھے... سیاہ مُنصف ہے۔"

خط میں صاف لکھا تھا کہ اورزارا انگزیب کئی برے کاموں میں ملوث تھے۔ وہ بار بار مجرموں کو عدالت سے بچاتی رہی، اور اب ان کا راز فاش کر دیا گیا تھا۔ ان کا فون، پرانے کاغذات سب غائب... اور نئے پاسپورٹ و شناختی کارڈ بنوانے میں وقت لگنا لازمی تھا۔

Clubb of Quality Content

جبرئیل نے تھکن سے آنکھیں بند کیں۔ سر چکرا رہا تھا۔ اگلی صبح گیارہ بجے وہ گھر پہنچا تو سحرش اس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔

"جبرئیل، سب ٹھیک ہے نا؟" وہ پانی کا گلاس لے کر قریب آئی۔

جبرئیل نے مصنوعی مسکراہٹ سے کہا: "ہاں، فکر مت کرو۔"

جبرئیل خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا۔

"سحرش، آج تم کام پر نہیں گئیں؟" اس نے اچانک پوچھا۔

سحرش نے نوالہ ہاتھ میں روکا، نظریں جھک گئیں۔ "نہیں... آپ واپس آئے تھے تو..." جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

جبرئیل نے ہلکی سی گردن ہلائی۔ اس کے چہرے پر کوئی خاص ردِ عمل نہ تھا، جیسے پہلے سے یہی جواب توقع میں رکھا ہو۔

"تمہارا شناختی کارڈ کہاں ہے؟" اس نے لاپرواہی سے سوال کیا، جیسے کوئی عام سی بات ہو۔

سحرش نے چونک کر اسے دیکھا، پھر الجھی ہوئی آواز میں بولی: "وہ تو ابو کے پاس ہو گا۔"

"اچھا..." جبرئیل کی نظریں لمحہ بھر کے لیے اس پر جمی رہیں، پھر وہ دوبارہ اپنی پلیٹ میں مصروف ہو گیا۔

میز پر اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ کھانے کا ذائقہ دونوں کے لیے پھیکا پڑ چکا تھا۔

کھانے کے بعد جبرئیل سیدھا اپنی اسٹڈی میں چلا گیا۔ دماغ میں اب بھی وہی الجھے ہوئے دھاگے لپٹے تھے جنہیں سلجھانا باقی تھا۔ اس نے لیپ ٹاپ آن کیا اور تیز انگلیوں سے فائلیں کھولنے لگا۔

Clubb of Quality Content

اتنے میں فون بجا—ولیم تھا۔

"کیا معلوم ہوا؟" جبرئیل نے کال اٹھاتے ہی پوچھا۔

ولیم کی آواز میں تناؤ تھا: "وہ دونوں ڈرگ ڈیلنگ میں ملوث تھے۔ اور جس بلیک میلنگ کی بات ہو رہی تھی، وہ اسی ڈیل کے بارے میں تھی۔"

جبرئیل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری، جیسے کوئی پوشیدہ کڑی مل گئی ہو۔

"اور اورنگزیب صاحب؟" اس نے نیم طنزیہ انداز میں سوال کیا۔

"وہ... ان سب سے بے خبر تھے۔ صاف آدمی ہیں۔"

جبرئیل نے بغیر کچھ اور کہے کال کاٹ دی۔ لیپ ٹاپ پر انگلی تیزی سے چلی اور "انٹر" دبنے کی دیر تھی، میل اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

دس دن بعد۔

سحر ش بستر پر نیم دراز تھی۔ سفید کوٹ اب بھی اس کے جسم پر موجود تھا، جیسے وہ ابھی ابھی ہسپتال سے لوٹی ہو۔ ہاتھ میں ایک موٹی سی کتاب تھی، لیکن نگاہیں لفظوں پر نہیں ٹک رہی تھیں۔

دروازہ زور سے کھلا۔ جبرئیل تیز قدموں کے ساتھ اندر آیا۔ اس کے چہرے پر وہی سنجیدگی اور آنکھوں میں عجیب سا تناؤ تھا۔

سحرش چونک کر سیدھی ہو بیٹھی۔

"جبرئیل؟"

اس نے ایک لمحے کے لیے بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔

"ضروری سامان پیک کر لو۔"

سحرش کے ہاتھوں سے کتاب پھسلتے پھسلتے بچی۔

"کیا ہوا؟ ہم کہیں جا رہے ہیں؟" اس کی آواز میں بے چینی کھنکنے لگی۔

"ہاں..." جبرئیل کے لہجے میں سرد مہری تھی۔ "لیکن ایک ساتھ نہیں۔ تم علی صاحب کے گھر ٹھہرو گی۔ مجھے کچھ کام کے سلسلے میں چچا کے پاس جانا ہے۔"

وہ تیزی سے کپڑے الماری سے نکالنے لگا۔ ایک بار بھی اس نے سحرش کی آنکھوں میں جھانکنے کی ہمت نہ کی۔

سحر ش کے دل میں انجانا سا خوف ابھرا۔ کچھ تو غلط تھا، بہت غلط۔ مگر وہ خاموش رہی۔

سوال کرنے کے بجائے وہ بھی سامان سمیٹنے لگی، جیسے لاشعوری طور پر جانتی ہو کہ جبرئیل کو ابھی کسی سوال کا جواب دینا ممکن نہیں۔

جبرئیل اپنی اسٹڈی میں گیا، دراز سے سفید جلد والی ڈائری نکالی اور اسے اپنی کورٹ کی جیب میں رکھ دیا۔ اب وقت آگیا تھا وہ **سیاہِ منصف** سے آمنے سامنے ملا۔

سحر ش اور جبرئیل دونوں علی صاحب کے گھر کے سامنے گاڑی میں بیٹھے تھے۔ نیچے اترنے سے پہلے جبرئیل نے سحر ش کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور کہنے لگا:

"سحر ش میں تم سے کچھ مانگوں؟"

سحر ش نے اس کا ہاتھ دیکھا جس میں اس کا اپنا ہاتھ مقید تھا، آج تک جبرئیل نے شاید ہی اس سے کچھ مانگا ہو۔

"جی مانگیں۔"

جبرئیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں چاہتا ہوں تم میری ایک قیمتی چیز کی حفاظت کرنا۔ "

ساتھ ہی ڈائری اس کے ہاتھ میں تھمادی۔

"کس کی؟اس ڈائری کی؟"سحرش نے ابرو سکڑ کر کہا۔

"نہیں اپنی۔ تم میرے لیے سب سے قیمتی ہو سحرش۔ "

سحرش ایسے موقع پر بھی مسکرادی:

"اور یہ ڈائری؟"

جبرئیل سنجیدہ ہوا:

"اگر تم مجھ سے کچھ نہ سنو تو اسے پڑھ لینا۔ اس میں سارے سوالوں کے جواب ہوں گے۔

باقی میں ایک ہفتے میں واپسی کی کوشش کروں گا۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو ایک لمحے کے لیے خاموشی سے دیکھا۔ جبرئیل نے گہری

سانس لی۔ (اگر اسے دیکھنا پڑا تو میں پورا دن دیکھ سکتا ہوں، لیکن ابھی اتنا وقت نہیں ہے

میرے پاس۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبرئیل نے سحرش کی طرف کا دروازہ کھولا۔ علی صاحب سے چند منٹ بات کرنے کے بعد وہ روانہ ہو گیا۔

سحرش اپنے والدین کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ دماغ میں ایک ہی بات بار بار آ رہی تھی:

"کیا وہ وہیں واپس آ گئی ہے جہاں سے اس نے اتنا لمبا سفر طے کیا تھا؟"

جبرئیل علی صاحب کی طرف سے سیدھا تیمور صاحب کی طرف گیا، ہاتھ میں استعفیٰ تھا۔ وہ استعفیٰ تیمور صاحب کے میز پر رکھتا، اس نے کہنا شروع کیا:

"میں یہ ایجنسی چھوڑنا چاہتا ہوں۔"

تیمور صاحب بے یقین تھے۔ وہ اپنے کام سے بے پناہ محبت کرتا تھا تو اسے چھوڑ کیوں رہا تھا۔

"میں وجہ جان سکتا ہوں؟" گلا کھنکھارتے انہوں نے وہ استعفیٰ اٹھایا جس پر چھوڑنے کی وجہ خاندانی کاروبار سنبھالنا لکھی تھی۔ کوئی پاگل سے پاگل بھی اس جھوٹ کو پہچان سکتا تھا۔

Clubb of Quality Content

"میرا ضمیر اب مجھے اجازت نہیں دے رہا کہ میں یہ کام کروں۔"

اس کا جواب نے تیمور صاحب کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا۔

"اس کا مطلب میں کیا سمجھوں؟"

جبرئیل اب جھنجھلا رہا تھا:

"جو آپ کا دل کرے، بس مجھے وجدان آدھے دن کے لیے آف چاہیے۔ میری فلائٹ ہے آج شام کی۔"

انہوں نے ہامی میں سر ہلا دیا۔

"اسے اس کا دفتر سے لے جاؤ۔"

جبرئیل کے کمرے سے جاتے ہی انہوں نے موبائل نکالا اور جبرئیل کے چچا کو کال ملائی۔

کال اٹھتے ہی ان کا سب سے پہلا جملہ یہ تھا:

"تم جانتے ہو جبرئیل واپس آ رہا ہے؟"

اور ان کی بے چینی میں اضافہ مخالف کے ردِ عمل نے نہ کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا؟ کب؟" گہری سانس خارج کرتے انہوں نے جواب دیا:

"ابھی۔"

ایک اونچی عمارت کے سب سے اوپر والے کمرے کی کرسی پر بیٹھا شخص کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا تھا، چہرے پر عجیب سی خاموشی رقم تھی۔ معاملہ پیچیدہ ہوتا جارہا تھا اور وہ گُتھی وہیں کی وہیں اُلجھاؤ کا شکار تھی۔

جبرئیل اور وجدان ہم قدم ایئرپورٹ کے فرش پر چل رہے تھے۔ وجدان ان سے پیچھے جبرئیل کا سامان ٹرالی پر گھسیٹ رہا تھا۔

"رکو میرا لیے، میں بھی تم لوگوں کے ساتھ ہوں۔" ولیم چلاتا ہوا ان کے ساتھ چلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جبرئیل تم اپنے فیصلے میں جلدبازی تو نہیں کر رہے نا؟" وجدان نے اپنی حیرت پر پردہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں سب سحرش کے لیے کر رہا ہوں۔" جبرئیل سامنے دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"لیکن پھر بھی کشتی جلانے سے پہلے آخری بار سوچ لو۔ تمہارا وجود بھی اس کشتی کے ساتھ جل سکتا ہے۔"

جبرئیل نے ولیم کے ہاتھ سے ٹرالی لی اور کہا:

"اس کی حفاظت کے لیے خود کو مٹانا پڑے تو مجھے مٹنا منظور ہے۔"

وہ آگے بڑھ گیا۔

ولیم نے وجدان کے کندھے پر ہاتھ رکھا:

"اس کے بارے میں ایسا بہت ہے جو تم نہیں جانتے، بس اس کی کہی بات پر عمل کرو۔"

وجدان نے گردن موڑ کر ولیم کو دیکھا اور بلند آواز میں چلایا:

"جبرئیل!"

وہ ساکت ہو گیا اور اس کو پیچھے مُڑ کر دیکھنا چاہا، لیکن اس سے پہلے ہی وجدان ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ ختم کر چکا تھا، اور اس سے پہلے کہ جبرئیل کچھ سمجھتا اس نے اس کا گرہ بازی

کا حصار باندھ لیا تھا:

" صحیح سلامت آنا، تمہارا مٹ جانا مجھے منظور نہیں ہو گا۔ "

ولیم بھی پیچھے سے آیا اور اس حصار کا حصہ بنا۔ جبرئیل کے چہرے پر ایک وقت میں کافی رنگ آکر گزر گئے: حیرت، خوشی، شکر، ملال، رنج۔

وہ آہستہ سے ان سے الگ ہوا اور مسکراتا ہوا آگے کو نکل گیا۔ وہ شاید کچھ کہتا، لیکن اسے اپنے گلے میں کانٹے محسوس ہوئے تھے۔

ایک ہفتہ ریت کی طرح سرک گیا لیکن جبرئیل کی طرف سے کسی کو کوئی پیغام نہ موصول ہوا۔ سحرش کمرہ میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ چینل سرِفنگ کرتے کرتے وہ ایک نیوز چینل پر ٹھہر گئی۔

"سیاہِ منصف کو کون نہیں جانتا، ہمارے پاس ثبوت کے ساتھ دلائل ہیں کہ سیاہِ منصف کون ہے لیکن اس سے پہلے لوگوں کی رائے اس معاملہ میں لی جائے۔ "

ولیم اپنے کمرہ میں بیٹھا وہی چینل دیکھ رہا تھا۔ وجدان اپنے دفتر میں بیٹھا ریڈیو تیز کر رہا تھا۔ ایک رپورٹر لوگوں کی رائے لے رہا تھا، لوگ زیادہ تر اس کا حمایتی تھے، اسے اپنا ہیرو اپنا رہنما بتا رہے تھے۔

آخر میں وہی رپورٹر بولنے لگی:

"جب سے سیاہِ منصف منظرِ عام پر آیا ہے جرائم کی شرح کافی گھٹ گئی ہے لیکن سب سے بڑی بات آج بھی سوالیہ نشان ہے۔ آخر اس کی ذات کیا ہے؟ وہ اور کوئی نہیں جبرئیل راؤ ہے، ان سب کیسز کا ڈ ٹیکٹو جس میں سیاہِ منصف کا عمل دخل تھا۔ تو کیا اتنے وقت سے بھہر کا روپ میں بھریا موجود تھا ہمارے بیچ؟"

یہ ختم ہوا تو ایک ویڈیو ٹی وی پر چلنے لگی۔ جبرئیل سیاہ ہُوڈی میں اُس وین پر سوار تھا، اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا، اس سے وہ کسی کو مار رہا تھا، وہ کیمرہ اُتار رہا تھا لگ رہا تھا۔

سحرش کو جتنا بڑا دھچکا اب ملا تھا وہ شاید ہی کبھی ملا ہو۔ لیکن یہ بس اس کا خیال تھا۔ رپورٹر کا ہر لفظ اسے حیران اور خوف کی ملی جلی کیفیت سے دوچار کر رہا تھا۔

"آج صبح ایئر پورٹ کی سی سی ٹی وی میں جبرئیل کا چہرہ سامنے آیا ہے۔ اور وہ پاکستان میں ہی موجود ہے، پولیس اس کا پیچھا کر رہی ہے۔" ساتھ ہی وہ فوٹیج ٹی وی پر چلنے لگی۔

جبرئیل گاڑی پر سوار اُس ریڈیو کو سن رہا تھا، چہرہ سپَاٹ تھا۔ جبرئیل حیران تھا، اتنا بُرا وہ کیسے اسے پھنسا سکتا تھا۔ اچانک سے گولی چلنے کی آواز آئی اور اس کا ٹائر پھٹ گیا۔ پھر لگاتار کئی گولیوں کی آواز آئی۔ وہ جنگل میں بھاگ رہا تھا۔ تین افراد اس کا پیچھے تھے۔ یہ پکا ان میں سے کسی کا گینگ ہے جسے سیاہِ منصف نے ختم کیا تھا۔

وہ ابھی بھی بھاگ رہا تھا۔ ایک گولی ٹانگ اور کندھے دونوں پر لگ چکی تھی لیکن لنگڑاتا لنگڑاتا وہ بھاگتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ سمندر کے کنارے پر پہنچ گیا۔ ایک آخری گولی سینے پر لگی اور وہ اس پانی میں گر گیا۔ پانی سرخ ہو گیا تھا۔ اور یہ سب ٹی وی پر دکھ رہا تھا۔

سحرش اِسے آگے کچھ دیکھ نہ سکی اور بے ہوش ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوش میں آنے کے بعد وہ اپنا کمرہ میں موجود تھی، پورا گھر اس کے آس پاس تھا۔ سب سے زیادہ رنج اس کے چچا ایان کی آنکھوں میں تھا۔ سب جانتے تھے کیا ہوا۔ عجیب سی شرمندگی ان کی آنکھوں میں تھی۔ کوئی نہ کچھ کہہ رہا تھا نہ آنکھ ملا رہا تھا۔

ٹی وی پر اس کی موت کو سامنے رکھ دیا گیا تھا۔ ڈیڈ باڈی کسی کو ملی نہیں اور جبرئیل کا اپارٹمنٹ کو سیل کر دیا گیا تھا۔ مختلف لوگ اس معاملے پر اپنی رائے دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک اورنگزیب صاحب بھی تھے:

"وہ اسی قابل تھا، اب جو ایک باپ کو اپنی بیٹی سے جدا کرے اس کا یہی انجام ہو گا نا۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

وجدان نے غصے میں ریڈیو بند کر دیا:

".Buy yourself a life"

ولیم بے یقین تھا، اس نے مسکرانا چھوڑ دیا تھا۔ وجدان ہر بات پر غصہ کرتا تھا۔ سحرش عدت میں بیٹھی تھی، وہ رونے کے سوا کر بھی کیا سکتی تھی۔ جبرئیل نے کبھی خواب میں بھی

نہیں سوچا تھا کہ کوئی اس کے جانے سے اتنا متاثر ہو سکتا ہے۔ سحرش کے دماغ میں ہزار سوال تھے لیکن جواب دینے والا تھا ہی نہیں۔

کسی کو زندگی میں آ کر جانا کا حق کس نے دیا ہے؟ پتہ نہیں لوگ دو پل کا ساتھ نبھا کے چھوڑ کیوں جاتے تھے؟

سحرش نے الماری کا دروازہ کھولا تو وہ سفید جلد والی ڈائری سامنے تھی۔ جبرئیل کا جُملہ دماغ میں گونجا:

"اس میں تمہارے سارے سوالوں کے جواب ہوں گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیا اس میں اس بات کا بھی جواب ہو گا کہ وہ سیاہِ منصف تھا یا نہیں؟

اس نے اس انسان کی آنکھیں ایک مرتبہ دیکھی تھیں، وہ جبرئیل کی آنکھوں جیسی نہ تھیں۔ اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور بے تاثر تھیں۔ جبرئیل کی آنکھیں نرم اور سکون بخش تھیں۔ کیا وہ ایک ہی تھا؟ جواب مل جائے گا اس ڈائری میں؟

حصہ پنجم

سیاہ میصف

میں ہوں ازرئیل، جسے آپ سیاہِ مِنصف کا نام سے بھی جانتے ہوں گے۔ میرا بس ایک مقصد ہے، لوگوں کو اُن کے انجام تک پہنچانا۔

میں اس کہانی کی شروعات سے پہلے، کافی پہلے سے یہی موجود تھا، لیکن میں اتنی پیچھے نہیں جاتا۔ ہم شروعات کرتے ہیں میری زندگی کے مقصد سے، ابھی سے پیچھے جائیں تو ہوگی میری کہانی کی شروعات، یا اس کہانی میں میری طرف کی شروعات۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک درمیانے روشن کمرہ میں میں کھڑا تھا۔ "مسٹر ازرئیل یہ ٹھیک رہے گا؟" سامنے کوٹ پینٹ میں کھڑا لڑکے نے حیرت اور تجسس کے ملے جھلے تاثر سے سوال کیا۔ اُس کا یہ انداز میری سمجھ میں آتا تھا۔ جتنی دولت میرے پاس تھی اُس کے حساب سے ایک خستہ حال علاقے میں موجود ایسے ایک کمرے پہ مشتمل رہائش گاہ کا انتخاب کون کرے گا؟ لیکن یہی

سب سے بہترین جگہ تھی یہ کام سر انجام دینے میں۔ میں مسکرا دیا "جی بالکل، آپ کا شکریہ۔ آپ جا سکتے ہیں۔"

وہ شخص آگے بڑھا اور مصافے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔ میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور اسے جانے دیا۔ میں کھڑکی کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ جیسے ہی پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی ایک انگڑائی کے ساتھ میں نے کھڑکی بند کی اور کمرے کی باتیاں بجھادی "آہھھ، یہ لوگ اتنی روشنی میں رہ کیسے لے تے ہیں۔ میری آنکھیں!" کھڑکی سے آتی ہوئی روشنی ابھی ابھی کمرے میں دیکھنے کے لائق روشنی پیدا کر رہی تھی۔ میں آگے بڑھا اور ایک ڈبے میں سے چیزیں نکالنے لگا۔ زیادہ تر چیزیں مشین وغیرہ پر مشتمل تھیں۔ مختلف سکرینیں میں نے دیوار پر لگائی اور پاس ہی ایک ریوالوِنگ چیئر رکھی۔ کام کا ایک مرحلہ مکمل ہو گیا تھا۔ دُوسرے ڈبے میں چند چیزیں تھیں جیسے، چمکدار لوہے کے کارڈز، کرّوبار، بلیک مارکٹ سے خریدی گئی زہر، سلو پوئزن اور پیٹرول کا کین۔

یہ جگہ اس لیے بھی چنی گئی تھی کہ یہاں پہ لوگ خستہ حال میں موجود تھے تو بھاری بجلی کی چیزیں کوئی استعمال نہیں کرتا تھا۔ اس لیے اُس کو یہاں لوڈشیڈنگ کے علاوہ کوئی بجلی کی قلت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

ایک طرف پڑی فائل میں کافی کچھ لکھا تھا۔ اُس کے پہلے صفحے پر فاروق اور اس کے سارے غیر قانونی کاموں کا ثبوت موجود تھا۔ دوسرے صفحہ پر ڈاکٹر بشیر کی عضوِ نقل (organ) سمگلِنگ کے بارے میں معلومات تھیں۔ اور انہی کافی لوگوں کی تصویریں، غیر معمولی کام کرتے ہوا کی تصاویر، وڈیو وغیرہ موجود تھیں۔ کورٹ ایسے لوگوں کو سزا نہیں دے گا۔ قانون کے ہاتھ بس اتنے لمبے ہوتے ہے کہ غریبوں اور مظلوم تک پہنچ جائے۔ ان لوگوں سے چھٹکارا پانے کا بس ایک ہی طریقہ تھا۔ قانون کو ہاتھ میں لیا جائے۔

(WARNING): براہِ مہربانی یہ طریقہ کوئی اصل زندگی میں استعمال نہ کریں ورنہ قوانین کا دائرہ آپ پر پڑ جائے گا، یہ کہانی ہے اِسے کہانی سمجھ کر پڑھیے۔ نہ آپ ازریئل ہیں اور نہ یہاں کا نظام اتنا سیدہ — شکریہ.)

سب سے پہلا میں بشیر کے فارم ہاؤس میں داخل ہوا۔ وہ خفیہ تھا، وہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کوئی حیوان تھا۔ داخلی دروازہ سے داخل اِس حق سے ہوا جیسا اپنا ہی گھر ہے اور گیراج میں چلا گیا، وہاں اس کی ایک وین موجود تھی جسے وہ غیر قانونی کاموں میں اپنا شریک رکھتا تھا۔ اُس کی تاروں کے ساتھ چڑ کھانی کی گئی اور "وائلہ" وہ اب میرے اشارے پہ چلے گی۔ داخلی دروازے سے اُسے میں باہر نکال لایا اور آگے کو سنسان سڑکوں پہ بھڑ گیا۔ اب باری تھی فاروق کو اغوا کرنے کی۔ میں ہسپتال کے پچھلے حصے کی پچھلی گلی میں وہ وین لے گیا تھا۔ شکاری شکار کے جال کو اس طرح بچھاتا ہے کہ اُسے شک نہ ہو وہ کب اُس میں پھنس گیا اور جب تک معلوم ہو تب تک دیر ہو جائے۔ مجھے ان کی سرگرمیوں پہ نظر رکھنے سے معلوم ہوا تھا کہ بشیر اُسے یہیں بلاتا تھا۔ اُس کو یہاں آنے کا پیغام بھیج کے میں اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ ونڈ شیلڈ سے میں نے اُسے اپنی طرف بہرتے دیکھا۔ شکار جال کے قریب پہنچ گیا تھا۔ جیسا پرندے کو پھانسنے کے لیے جال پہ دانا ڈالا جاتا ہے ویسے ہی اُسے پھنسانا تھا میں نے۔ وہ

Clubb of Quality Content

جسے ہی پچھلے دروازے کے قریب آیا میں نے دروازہ کھول کے اُس کے مُنھ پے کلوروفارم میں بھگا رومال رکھ دیا۔ وہ جھولتا ہوا وین میں آدھا اندر اور آدھا باہر گر پڑا۔

اُس کو اچھا سے اندر کرتا میں وین بھگا لے گیا۔ اُس سنسان عمارت کا مالک جوئے کے کلب کا مالک تھا، ایسی عمارت کو جلا کے مجھے تو ذرا افسوس نہ ہونا تھا۔ اُسے میں اندر لے گیا اور رسیوں میں جکڑ دیا۔ چلو بھائی۔ جب تک وہ ادھر بے ہوش اپنی آخری سانس لے رہا ہے تب تک میں ذرا دوسرا کام نپٹا لوں۔

میرا تو مقصد برائی کو اُس کے انجام تک پہنچانا تھا لیکن جو میرے راستے میں آئے گا میرے نزدیک وہ بھی برا ہے۔

میں آگے اُس اونچی عمارت میں داخل ہوا۔ ایک دروازے کے سامنے کھڑا ہوتا ہوا میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اُس کے اندر داخل ہو گیا۔ ہاتھ میں ایک ڈبہ اور سر پہ ایک پی کیپ تھی۔

Clubb of Quality Content

وہ ڈبہ لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اس کو زمین پر رکھ کر میں نے اس کا اوپری حصہ کھولا۔ اس میں چھوٹے چھوٹے بٹن کی شکل کے ہِڈن کیمرے تھے۔ جیسے ہی میں نیچے جھکا ایک کیمرہ اٹھانے کے لیے، اُسی وقت باہر سے کسی کے بولنے کی آواز آئی۔

وہاں ایک طرف کھڑکی تھی جس کی جالی نہیں تھی۔ میں نے اُسے کھولا اور اس کے اوپر کھڑا ہو گیا۔ اگے پردہ کر دیا تا کہ وہ میری موجودگی کو دیکھ نہ سکے۔

چند پل بعد وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اُس ڈبے کو بھی دیکھا اور اُن بٹنز کو بھی۔ "عباس اتنے بٹنوں کا کیا کرے گا؟ کہیں وہ درزی تو نہیں؟ کیا پتہ یہ اُن کا شوق ہو۔"

تھوڑی دیر بعد وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ میں نے وہاں سے ابھی جانا ہی بہتر سمجھا لیکن مرکزی دروازے کے ارد گرد وہ گھوم رہی تھی۔ تھوڑی دیر وہی بیٹھے رہنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ باہر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب میں باہر گیا تو سامنے والے کمرے کے دروازے کے نیچے سے ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی، اندر ایک وجود بستر پر سو رہا تھا۔ میں نے جالی والے کیمرے گھر کے مختلف جگہوں پر لگائے اور سارے ثبوت مٹا دیے، سوائے اُس جیتے جاگتے ثبوت کے اور باہر نکل گیا۔

فاروق قتل کیس میں اب بشر کو پھنسانا تھا۔ میں ہسپتال میں بڑے آرام سے داخل ہوا، وہاں جانیٹر کے بھیس میں جا کر فاروق کی آئی ڈی اٹھا لی لیکن باہر نکلتے وقت اس کا بال کا حصہ اس کی استعمال شدہ سرجری کی کیپ میں ملا۔ اب انہیں پلانٹ کرنا باقی تھا۔

ان کو لگا فاروق کی گرفتاری اور سزا سے وہ جیت گئے ہیں لیکن وہ غلط تھے—وہ لوگ میرے لیے لوگوں کو مار رہے تھے۔ اگلا کیس بہت آسان تھا: لوگوں کو اغوا کرنا اور قتل کرنا۔ لیکن میں جلد اس پیٹرن سے بیزار ہو گیا؛ اب کچھ الگ کرنا تھا۔ اگلا شکار تھا احمد۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے فائل سے احمد کا کاغذ نکالا اور اس کے بارے میں جو کچھ معلومات درج تھی اُنہیں ذہن نشین کیا۔ وہ کاغذ کاپنا ایک جانب رکھتا ہوا دوسری جانچ نے۔ گتّہ کے ڈبے میں سے دو چیزیں کھنگالتے لگا۔ اُس نے نکالی — زہر کی شیشی، اور سلوپائزن۔ کچھ سوچ کر سلوپائزن واپس اندر رکھ دی اور اپنی ریوالونگ چیئر پر آبیٹھا۔

فائل سے دوسرا صفحہ نکالا جس میں زارا کی معلومات درج تھیں۔ چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری۔ زارا کا صفحہ اور احمد کا صفحہ دونوں ایک ہاتھ میں پکڑتا اُس نے اُنہیں آمنے سامنے کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فون نکالتے چند ہنسے دبائیے اور کسی کو ایک پیغام بھیج دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں دروازے پر ایک دستک ہوئی۔ اُس نے دروازہ کھولا تو باہر ایک دبلا پتلا لڑکا موجود تھا۔ وہ اپنی عینک درست کرتا اندر آگیا۔

"تم میرے مسئلے کا حل لائے ہو؟" ازریل نے تمہید بندہ بنا اپنا سوال اُس کے سامنے رکھا۔

"جی، لیکن ازریل بھائی آپ کو کچھ کرنا ہو گا۔" ازریل ایک قدم آگے آیا۔

"کیا؟" اُس نے اپنی جیب سے ایک یو ایس بی اُس کے سامنے کی۔ "آپ کو جس کا فون کا ڈیٹا چاہیے، اُس کے فون میں یہ یو ایس بی لگاؤ اور پھر اُس کو اپنے کمپیوٹر پہ لگا دینا—سارا ڈیٹا میرر ہونے لگے گا۔" ازریل نے یو ایس بی اُس کے ہاتھ سے لی اور اُسے پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"میں جاؤں؟ میری یونیورسٹی شروع ہونے والی ہے؟" اُس لڑکے نے سوال کیا۔ "ہاں جاوں۔"

Clubb of Quality Content!

رات کا آغاز تھا، ازریل ایک باغ کے داخلی دروازے کے باہر موجود تھا۔ اندر زارا اور احمد ایک بینچ پر بیٹھے تھے۔ زارا کسی بات پر برہم لگ رہی تھی اور احمد پرسکون تھا۔ اچانک زارا اٹھی اور ایک طرف بھاگ گئی۔ ازریل نے اپنا ماسک درست کیا اور اُس کے قریب گیا۔

"مس، سب ٹھیک ہے؟" اُس نے فکرمندی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں!" زارا نے لب کچھلتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا۔" ازریل اُس کے پاس تھوڑے فاصلا رکھ کر بیٹھ گیا۔

"اتنی خوبصورت لڑکی کا کس نے دل دکھایا؟" اس بار زارا نے اُس کی طرف دیکھا۔

"کچھ لوگوں کو قدر ہی نہیں ہوتی۔" اُس نے اپنا رومال زارا کی طرف بڑھایا۔ زارا نے رومال تھامنے کے لئے اپنا موبائل اُن کے درمیان رکھ دیا۔

اتنا میں احمد وہاں آگیا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟" احمد نے آگے بڑھ کر ازریل کا گریبان پکڑ لیا۔

زارا نے انہیں الگ کیا، "وہ بس میرا حال پوچھ رہا تھا۔"

احمد کا غصہ ایسے بھڑکا جیسے کسی نے اُس میں پیٹرول ڈال دیا ہو، "میں اچھے سے جانتا ہوں

ایسے لوگوں کو۔" ازریل نے ان کی بحث کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زارا کے فون میں یو ایس بی لگا دی۔ اور چند منٹ بعد وہ فون زارا کو پکڑاتے ہوئے کہنے لگا، "یہ لیں... اور میں معذرت چاہتا ہوں، میری وجہ سے آپ جھگڑا مت کرو۔"

احمد بھڑکا، "بس کرو، یہ اچھا بننے کا ڈھونگ کہیں اور کرو۔" زارا اُن کے درمیان آ کر بولی، "آپ جائیں۔" ازریل آگے بڑھ کر بولا، "ڈھونگ وہیں کروں گا جہاں کام آئے گا، بیوقوف!"

رات کو اُس کا فون کھنگال کر اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ زارا اُسے چھوڑنا چاہتی تھی لیکن احمد کا کہنا تھا وہ اُس کا یہ غیر قانونی کاروبار پوری دنیا کے سامنے لائے گا۔ اُس کے پاس خاموش ہو جانا یا خاموش کرا دینے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

ازریل دو دن بعد اُس سے ملنے ایک کلب گیا۔ وہ حسبِ معمول وہاں تنہائی میں تھا۔ وہ اُس کے پاس والی کرسی پر جا بیٹھا۔

"زارا، کیا حال کر لیا ہے اپنا؟" وہ نشے میں دھت سمجھ نہ پائی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"وہ مسکرایا۔

"پہلے تم کتنی زندہ دل تھی، خوش تھی۔ اب... اب دیکھو خود کو، اُس شخص نے تمھیں ذہنی دباؤ کا شکار بنادیا ہے۔"زارا کو اپنے اوپر افسوس ہوا، اُس نے دونوں ہاتھوں میں سر دبالیا۔

"سہی کہتے ہو تم، میں کیا کروں؟ وہ نہ مجھے چھوڑنا چاہتا ہے اور نہ میں اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔"ازریل مسکرایا،"اس کا تو ایک ہی حل ہے، اگر وہ یہ دنیا چھوڑ دے، تو پھر تمھیں اسے چھوڑنا پڑے گا بھی نہیں اور اُس سے دوری بھی ہو جائے گی۔"زارا چونک گئی، "لیکن ایسا ہو گا کیسے؟"وہ اُس کے کان کے قریب آیا،"یہ تمھیں خود کرنا پڑے گا۔"اُس کے ہاتھوں میں وہ شیشی تھمادی، وہ سیدھا ہوا۔ زارا نے وہ شیشی دیکھی اور پھر اُسے۔ اور سیدھی ہو گئی۔ چند پل بعد وہ کلب کے داخلی دروازے سے باہر نکل گئی۔ ازریل یہ سب ہوتا دیکھ رہا تھا۔

جبرئل نے یہ کیس بھی حل کر لیا تھا لیکن سب سے اہم مجرم ابھی بھی مظلوموں کے درمیان کھلے عام گھوم رہا تھا۔ اُس نے وہ سامنے پڑی آدھی سلوپوزن کی شیشی کو ہاتھ میں اٹھایا اور

ایک طرف رکھ دیا۔ سامنے پڑی فائل میں ایک آخری صفحہ تھا جس میں جبرئل کی معلومات موجود تھیں۔

"میرا پہلا شکار اور میرا آخری شکار جبرئل باقی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حصہ ششم

صحافی کا راز

بیان انسان کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ خدا نے لوگوں کو بیان سکھایا ہے اور ہر انسان کو بیان الگ الگ طریقے سے سکھایا ہے۔ صرف بولنا ہی اس میں شامل نہیں، بلکہ لکھنا، پڑھنا، اشارے دینا، یہاں تک کہ کسی کی آنکھوں کو پڑھنا بھی بیان میں شامل ہے۔ ہر وہ چیز جس سے انسان اپنے جذبات لوگوں کے سامنے رکھتا ہے، بیان کہلاتی ہے۔ جب لوگ اپنے جذبات الفاظ میں بیان نہ کر سکیں یا کسی سے بانٹ نہ سکیں تو وہ اسے لکھ کر بیان کرتے ہیں اور یہ خصوصیت بھی چند لوگوں کے پاس ہی موجود ہوتی ہے۔

نام:

جبرئیل راؤ

سال:

2005

عمر:

10سال

آج میرے والدین کی وفات کو مہینہ گزر گیا ہے اور یہ مہینہ میرے اوپر عذاب تھا۔

مجھے نہیں پتہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ میرے چچا بھی میرے والدین کی وفات کے بعد بہت

ٹوٹ چکے ہیں اور اس

میں جو میرے ساتھ ہو رہا ہے، میں ان پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔ اسی لیے اپنے دل کی خاطر

میں لکھنا پسند کروں گا۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کروں گا۔

میں نے اسکول جانا شروع کر دیا ہے لیکن میں لوگوں سے اس طرح گھل مل نہیں پا رہا۔

مجھے ان سے بات کرتے وقت عجیب سی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ پتہ نہیں ایسا میرے ساتھ

پہلے کبھی نہیں ہوا، تو اب کیوں؟

آج میری اسکول میں تقریر تھی اور میں اس کی تیاری میں بہت وقت سے مشغول تھا۔
میری کبھی تقریر خراب نہیں ہوئی، کبھی بھی نہیں۔ لیکن آج جب میں اسٹیج پر گیا تو پتہ
نہیں کیا ہوا۔ مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور میرا سر گھومنے لگا۔ مجھے ایسا لگا جیسے میری
حلق سے آواز نہیں نکلے گی اور میری آنکھوں کے آگے دنیا گھومنے لگی۔ یہ کیا ہو رہا
ہے میرے ساتھ؟ میں جو لوگوں میں گھل ملتا تھا، آج میں ایک تقریر نہ دے سکا اور
اسٹیج سے نیچے بھاگ گیا۔

میں لوگوں سے دور جاتا جا رہا ہوں۔ مجھے لوگ ڈراتے ہیں، ان سے خوف محسوس ہوتا ہے۔

سال:

2006

عمر:

11سال

میں لوگوں سے بات کرنے سے جھجکنے لگا ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ سب مجھے دیکھ رہے

ہیں، میرے بارے میں سوچ رہے ہیں، مجھ پر ہنس رہے ہیں۔ اگر میرے نمبر خراب آ

گیا تو کیا ہو گا؟ کیا ہو گا؟

میں نے باسکٹ بال اور فٹ بول کھیلنا چھوڑ دیے ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا کھیلنے کو۔ میں

ہر سال اپنے اسکول میں باسکٹ بول کے مقابلے میں حصہ لیتا تھا، لیکن اس سال نہیں۔

میرے چچا نے بھی پوچھا، لیکن میں نے کچھ نہیں کہا۔ اب میں کیا بولوں، میرا کچھ کرنے

کو دل نہیں چاہ تا۔

آج میں گھر واپس آرہا تھا تو پتہ نہیں مجھے کیا ہوا، میں نے آج ایک بلی دیکھی، وہ بھوکی

تھی۔ میں اکثر آوارہ اور بے گھر جانوروں کو اپنا کھانا دے دیتا تھا، لیکن آج میں نے نہیں

دیا۔ میرا دل نہیں مانا۔ میں اتنا بدل کیوں رہا ہوں؟

سال:

2007

عمر:

12سال

آج میرے والدین کو گزرے دو سال ہو گئے ہیں۔ سب معمول پر آ گئے ہیں، سب آگے نکل گئے ہیں، لیکن میں... مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں آج بھی وہیں ہوں، اسی جگہ، اسی قبر کے پاس کھڑا ہوں، اور اس مٹی کو ہاتھ لگا رہا ہوں۔

آج میں اپنے والدین کی قبر سے ہو کر آیا، لیکن آج میں رویا نہیں۔ شاید رو رو کر میرے سارے آنسو سوکھ گئے ہیں اور اب اور آنسو نہیں بچے جنہیں بہایا جائے۔

چچا بھی معمول پر آ گئے ہیں۔ ان کی زندگی میں بھی نئے دوست آ گئے ہیں۔

مجھے آج بہت غصہ آیا اور میں نے اپنی جماعت کے ایک بچے کا گریبان غصے میں پکڑ لیا، لیکن احساس ہوتے ہی چھوڑ دیا۔ کیا میں ہاتھا پائی کرنے لگا ہوں؟ یہ تشدد ہے؟ لیکن کیسے؟

میرے مزاج میں بہت تبدیلی آنے لگی ہے۔ مجھے غصہ بہت آنے لگا ہے، بغیر بات

کے۔ چچا کا کہنا ہے کہ میں فرسٹریٹڈ ہوں، اور کچھ نہیں۔ لیکن مجھے سچ میں بہت غصہ آتا

ہے۔ میں کیا کروں؟ یہ نارمل نہیں ہے۔

سال:

2008

عمر:

13سال

آج میں واپس اپنے والدین کی قبر سے ہو کر آیا اور میں نے آج ان کی مٹی کو بھی ہاتھ لگایا

جس میں وہ دفن تھے۔

رات کے دو بج رہے ہیں اور میری آنکھ کھلی تو مجھے ایسا لگا کہ میرے ہونٹوں پر خون لگا ہوا

ہے، لیکن ایسا نہیں تھا۔ میرے ہاتھ اور کپڑے سب ٹھیک تھے۔ شاید کوئی وہم تھا، لیکن

میں بہت خوف زدہ ہو گیا ہوں۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

آج میری ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی۔ وہ بہت بولتا ہے،وہ چپ ہونے کا نام نہیں لیتا۔پاگل ہے کہیں کا۔ سب کہتے ہیں کہ میں عجیب ہوں،غیر معمولی ہوں،لیکن وہ پھر بھی مجھ سے ملنے آتا ہے،میرے پاس بیٹھتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔

میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا،لیکن وہ مجھ سے ہی چمٹا رہتا ہے۔

میں ابھی اٹھا تو میں لاؤنج میں تھا،لیکن میں تو اپنے کمرے میں سویا تھا۔ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟شاید میں کسی کام سے آیا ہوں؟ہوسکتا ہے،اور نہیں بھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سال:

2009

عمر:

14سال

حد ہوتی ہے!آج وہ لڑکا میرے گھر پہنچ گیا۔ بھلاکوئی شرم ہوتی ہے۔میں اس سے ملنا نہیں چاہتا،لیکن وہ میرے چچا سے ملاقات کرتا پھر رہا ہے۔

آج میں نے انٹی پر بہت غصہ کیا، لیکن مجھے یاد نہ تھا کہ کیا ہو رہا تھا میرے ساتھ۔ میں

چیزیں بھولنے لگا ہوں اور میرے تعلیمی نتائج بھی بہت گر گئے ہیں۔

ایسے کئی واقعات کے بعد آج میں ماہرِ نفسیات کے پاس گیا اور انہوں نے کہا کہ مجھے

DID (Dissociative Identity Disorder) ہے۔

سحرش یہ پڑھ کر ٹھٹھک گئی "DID؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

وہ مزید پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اچانک اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔

اس نے فوراً وہ ڈائری بند کی اور جلدی سے بیڈ پر جا لیٹ گئی۔

"سحرش، چلو کھانے کے لیے آجاؤ۔"

سحرش نے خاموشی سے کھانا کھانا شروع کر دیا، لیکن کچھ بھی نہ کہا۔ اس کا ذہن اب بھی

اسی بات میں الجھا ہوا تھا۔

DID (Dissociative Identity Disorder)" ایسی بیماری ہے جس میں انسان کے اندر ایک ہی جسم میں کئی الگ الگ شخصیتیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ شخصیات مختلف وجوہات کی بنا پر جنم لیتی ہیں، خاص طور پر کسی گہرے صدمے یا بڑے واقعے کے نتیجے میں۔

کسی کا بہت برا بچپن ہو، یا بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کیا ہو، تو انسان کا دماغ خود کو بچانے کے لیے الگ الگ شخصیات تشکیل دیتا ہے۔

ہم انسانوں کی خاص بات یہ ہے کہ ہمارے پاس کئی چہرے ہوتے ہیں، اور ہم اپنی مرضی سے ان میں سے کسی ایک کو لوگوں کے سامنے لاتے ہیں۔

لیکن ایسے لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ بے اختیاری میں ایک شخصیت سے دوسری میں بدل جاتے ہیں، ہنستے ہنستے رونے لگتے ہیں یا اچانک غصے میں آجاتے ہیں۔ اور یہ سب کسی وجہ یا محرک سے پیدا ہوتا ہے۔

سحر ش کچھ وقت کے لیے اپنے خیالات میں گم ہو گئی۔

ادھر، واجدان اور ولیم اپنی ہی دنیا میں پریشان تھے۔

واجدان نے گہری سوچ میں ولیم سے دوبارہ پوچھا، "ولیم، کیا جبرئیل واقعی سیاہِ منصف ہے؟"

ولیم نے واجدان کی طرف دیکھا اور تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا، پھر دھیرے سے کہا، "پتا نہیں... ایسا ممکن ہو سکتا ہے..." لیکن اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

واجدان نے حیرت سے جواب دیا، "کیا مطلب ہے ممکن ہو سکتا ہے؟ وہ ایسا کیوں کرے گا؟"

ولیم نے گہری سانس لی اور بات شروع کی، "دیکھو، مجھے یقین نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ سیاہِ منصف ہو اور ہو سکتا ہے نہ ہو۔ لیکن جب ہم اسکول میں پڑھتے تھے، جبرئیل کو ڈی آئی ڈی تھا۔"

واجدان نے الجھن سے پوچھا، "کیا؟ لیکن وہ تو ٹھیک ہو گیا تھا، پھر یہ سب کیسے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں، لیکن اس نے اپنے ٹراما کو پوری طرح ہیل نہیں کیا تھا۔ بس اسے اپنے اندر دبالیا تھا۔ اور ٹراما کو جتنا دبا وہ اتنی تیزی سے رستا ہے۔"

واجدان نے سوالیہ لہجے میں کہا، "لیکن اگر وہ ٹھیک ہو چکا تھا تو پھر یہ سب دوبارہ کیوں؟ اور وہ خود کو پھنسانے کے لیے سیاہِ منصف کیوں بنے گا؟"

ولیم نے کندھے اچکائے، "یہی تو سوچنے والی بات ہے۔ یا تو وہ خود سیاہِ منصف ہے یا کوئی اور اسے پھنسا رہا ہے۔"

واجدان نے فوراً کہا، "لیکن ہم یہ کیسے پتہ کریں گے؟"

ولیم نے پر عزم لہجے میں جواب دیا، "میرے پاس ایک پلان ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس اصل ذریعے کا پتہ کرنا ہو گا جس نے یہ خبر لیک کی تھی۔ اس کے بعد ہم اس اکاؤنٹ کو ہیک کر کے معلوم کریں گے کہ اس کے پیچھے کون ہے۔"

واجدان نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے۔ تو ہمیں اس شخص کو ڈھونڈنا ہو گا اور جبرئیل کو اس کے بارے میں بتانا ہو گا۔ ٹھیک ہے؟"

ولیم نے کہا، "ہاں، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جبرئیل کہاں ہے؟ تقریباً سب سمجھتے ہیں کہ وہ مر چکا ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہے۔"

واجدان نے چونک کر پوچھا، "تمہیں یہ کیسے پتا؟"

ولیم نے مختصر جواب دیا، "مجھے پتا ہے، بس۔"

واجدان نے اعتراض کیا، "لیکن وہ یہ سب کیسے کر رہا ہو گا؟"

ولیم مسکرایا، "وہ کر سکتا ہے۔ وہ جبرئیل راؤ ہے۔"

دونوں اپنے منصوبے پر کام کرنے لگے تھے کہ کھڑکی کے پار اندھیرے میں ایک سایہ ان پر طنزیہ مسکرایا۔ سایہ آہستگی سے سرگوشی کے انداز میں بولا، "آہ، یہ دوستی۔ جبرئیل راؤ، تمہارے ساتھ کیا کروں؟ تم نے یہ نازک تعلقات کیوں قائم رکھے ہوئے ہیں؟"

آواز بھاری اور غصے سے بھری ہوئی تھی، مگر دبے دبے انداز میں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر اچانک، اسی سایے میں جبرئیل کی آواز گونجی، "دوستی سب سے مضبوط رشتہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ خون سے نہیں بلکہ محبت سے جڑا ہوتا ہے۔"

یہ آواز پرسکون اور نرم تھی، جو سیاہ سایے کی گرمی کا مقابلہ کر رہی تھی۔

سیاہِ منصف اور جبرئیل سامنے تھے۔ ایک طرف تاریکی تھی، تو دوسری طرف روشنی۔ سیاہ و سفید روبرو تھے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سال:

2010

عمر:

15

میں اب 15 سال کی عمر کو پہنچ گیا ہوں اور بہت بدل گیا ہوں۔ میں بھول رہا ہوں چیزیں، مجھے چلتے چلتے کچھ ہو جاتا ہے اور میں غصہ کرنے لگ جاتا ہوں۔ میں کیا کروں؟

اور سب سے بڑی بات، میں جب یہ سب کرتا ہوں تو مجھے یاد بھی نہیں ہوتا، میں نے ایسا کب کیا۔

اگر ولیم مجھے ویڈیو نہ دکھاتا کہ کیسے میں نے ایک لڑکی سے بدتمیزی کی، تو میں مان بھی نہیں سکتا تھا۔ میں اس پر چیخ رہا تھا۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟

آج دسمبر کا مہینہ شروع ہوئے 5 دن گزر گئے ہیں اور میں آخر کار نفسیاتی مدد لینے کو تیار ہوں۔ میں ایسا انسان نہیں بن سکتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سال:

2011

عمر:

16

میں نے ماہر نفسیات کے پاس جانا شروع کر دیا ہے اور میرا ڈرامہ بھی ٹھیک ہونے لگا ہے۔ میں بہتر بن رہا ہوں۔ میں نے سب سے پہلے اپنے اوپر ایک کیمرا چھوڑ دیا۔ وہ

کیمرا میری شرٹ کے بٹن میں لگا ہوا ہے۔ مجھے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب میں

چیزیں بھولتا ہوں اور اپنی دوسری شخصیت میں ہوتا ہوں تو کیا کرتا ہوں۔

میری آبزرویشن کے مطابق، میں اس شخصیت میں یہ یاد نہیں رکھ پاتا کہ میں نے اس

شخصیت میں کیا کیا، کیا سوچا، کیا یادیں بنائیں۔ سب کچھ میں بھول جاتا ہوں۔ میں غصہ

ہوتا ہوں، مجھے کسی کی تسلی چاہیے ہوتی ہے، اور وہ مجھے نہیں ملتی۔ میں خود کو تسلی دینا چاہتا

ہوں، لیکن میں خود سے کمیونیکیٹ کیسے کر سکتا ہوں؟

آج میں نے ایک طریقہ نکالا خود سے کمیونیکیٹ کرنے کا۔ میں نے ایک اسٹکی نوٹ پر

بہت کچھ لکھا اور اسے اپنے کمرے کے آئینے پر چپکا دیا۔ جب میں اپنی دوسری شخصیت

میں گیا، تو میری اس شخصیت نے ان سب کو پڑھا اور اس میں بہت اچھے چینجز آئے۔

اس کا

چہرہ مسکرا رہا تھا۔ میں نے اسُے اپنے بارے میں بتایا۔ وہ رو بھی رہا تھا۔ اسُ نے بھی میرے لیے نوٹس لکھے۔ وہ خوش لگ رہا تھا۔ میں نے اپنی ماہر نفسیات کو بھی بتایا۔ وہ خوش تھیں۔ انُ کا کہنا تھا کہ یہ شخصیت ایک وہ بچہ ہے جس کو توجہ نہیں ملی، جو ہمیشہ اکیلا تھا،اور تم نے بھی اسُے باہر نہیں آنے دیا، دبا کر رکھا۔ اس لیے اسُ نے تمہارے جسم میں ایک الگ جگہ بنالی۔

اور اب وہ اپنی مرضی سے باہر آتا ہے، لیکن اگر تم اسُے ٹھیک کر لو تو وہ واپس تمہاری اس شخصیت سے مکس ہو جائے گا اور پھر تم نارمل ہو جاؤ گے۔

مجھے ڈاکٹر میڈیسن دیتی تھیں اسُ شخصیت کو دبانے کے لیے، لیکن میں نے وہ دوائیاں لینا بند کر دیں۔ وہ بھی میرا ہی حصہ ہے۔ میں نے اسُے دبا کر اچھا نہیں کیا۔ اگر میں اسُ وقت اپنے ان جذبات پر غور کرتا تو شاید یہ یوں ایسی شکل لے کر مجھے پریشان نہ کرتا۔

انسان کو اسُ کے علاوہ اور کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا۔ انسان خود کو خود ہی ٹھیک کرتا ہے۔

میں نے آج یہ بات سمجھ لی اور میں خود کو خود ہی ٹھیک کروں گا۔

اب میری دوسری شخصیت بہت کول رہنے لگی ہے۔ مجھے یقین ہے میں جلدی ٹھیک ہو جاؤں گا۔

اسُ نے وعدہ کیا ہے کہ میں برائی کو روکوں گا۔ اور اس کے لیے میں بہت پڑھوں گا۔

ایک مسئلہ ہے، میں نے بہت کچھ کیا اور وہ شخصیت اس شخصیت سے خوش ہے لیکن وہ پھر بھی ٹرگر ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میری ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ میں دوسرے ملک چلا جاؤں، یہاں سے دور تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ یہاں پر وہ جگہیں ہیں جہاں پر جا کر میرا دماغ ان واقعات کو یاد کرتا ہے، اس لیے یہی بہتر ہے۔

اور میں واپس پاکستان جارہا ہوں۔ آج بہت خاص دن ہے۔ میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔ میں

پاکستان میں ایک مہینہ زیر علاج رہا ہوں اور اب ٹھیک ہو چکا ہوں۔ مجھے سر ٹیفیکیٹ ملا

ہے ٹھیک ہونے کا۔ اور اب میں اس ڈائری کو کبھی نہیں لکھوں گا۔

میری فیلنگز شیئر کرنے کی اب مجھے ضرورت نہیں۔ میں اپنی ساری فیلنگز شیئر کر چکا

ہوں۔ اب میں کچھ بھی دل میں نہیں رکھتا۔ سب ولیم کو بتا دیتا ہوں۔ ولیم بھی میرے

ساتھ پاکستان آیا ہے اور میں بہت خوش ہوں۔

اور یہاں میرا ایک نیا دوست بنا ہے، وجدان۔ زندگی اتنی بھی حسین ہو سکتی ہے۔

میں اپنے لیے کافی ہوں اور میں نے خود کو ٹھیک کر لیا۔

سحرش کی عدت ختم ہو گئی تھی، ایان صاحب اس پورے عرصے میں بار بار علی صاحب کے

پاس ایک ہی بات کی پیشکش کرتے تھے۔

ان کے بیٹے کا نکاح سحرش سے ہو جائے۔

اور علی صاحب بھی ایک ہی وجہ سے انکار کر دیتے تھے کہ سحرش کبھی نہیں مانے گی۔

"بھائی بس بھی کرو، اُس بچی کی زندگی کیوں برباد کر رہا ہو۔" علی صاحب کو اشتعال آیا۔

"ایان، سحرش ابھی اُس کے غم سے بھی باہر نہیں آئی ہے۔"

ایان صاحب نے بات بیچ میں کاٹ دی:

"ایسے کیسے آئے گی وہ، اس لیے کہہ رہا ہوں واپس شادی کروا دو تا کہ وہ خوش رہے۔ زندگی میں رنگ واپس آئے۔ کیا خوش ہونے کا اُس کا حق نہیں ہے؟"

اور اس بات پر علی صاحب بھی تھم جاتا تھا۔

(کیا وہ پوری زندگی ایسے ہی گزار دے گی؟ گھٹ گھٹ کے، سسک سسک کے؟)

"ایک انتخاب غلط ہوا تو کیا..." اس کی بات زبان پر ہی رہ گئی۔

"جبرئیل غلط انتخاب نہیں تھا، وہ بہترین تھا بس اُس کی حیات مختصر تھی۔"

جبرئیل کا غم تو اُنہیں بھی تھا اور بہت زیادہ تھا، لیکن سحرش اُن کی بیٹی تھی۔ اور اولاد کے زخموں کا سامنے تو والدین اپنے زخم بھی بھول جاتے ہیں۔

"ہاں لیکن ابھی بھی دیر نہیں ہوئی نا۔ بھائی، وقت کو ہاتھوں سے نہ جانے دیں۔ بیتا وقت لوٹ کر نہیں آتا۔"

وہ آخر میں تھوڑا راضا مند ہوے۔ "میں سحرش سے پوچھوں گا۔"

ایان صاحب سیدھا ہوا اور فاتحانہ مسکرائے: "جی ضرور، اپنی تسلی کر لیں۔"

سحرش شام کو کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی۔ چہرے پر ہلکی اُداسی تھی۔ علی صاحب دروازے پر کھڑے اُس کو دیکھ رہے تھے۔ اپنی بیٹی کو اس حالت میں دیکھ کر اُن کا دل کٹتا تھا۔

"سحرش۔"

اُن کی آواز پر وہ پیچھے مُڑی، ہلکا سا مسکرائی۔ "ابو، آجائیں۔" کہتی وہ بستر پر جا بیٹھی۔

علی صاحب اُس کے سامنے بیٹھ گئے۔

" کیسی ہے میری جان؟" لاڈ سے پوچھا گیا۔

"ابو میں ٹھیک، آپ کیا کر رہے تھے؟"

سحرش نے اُن کے کندھے سے سر لگالیا۔

"کچھ نہیں بس ایک خیال آیا تھا۔ "

سحرش ایسے ہی بیٹھی رہی۔ "جی پوچھیں۔ "

گہری سانس لیتے اُنہوں نے کہا:

"تمہاری عدت پوری ہو گئی ہے، اور پڑھائی بھی... اور ایان صاحب نے امان کا رشتہ

تمہارے لیے پیش کیا ہے۔ "

سحرش سیدھی ہوئی۔

"ابو۔ "

Clubb of Quality Content

بے یقینی ہی بے یقینی اُس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔

"ابھی...ابھی جبرئیل...کو وقت ہی کتنا ہوا ہے۔"

اُس سے یہ نہ کہا گیا کہ جبرئیل کی موت کو کتنا وقت گزر چکا ہے۔ آنکھیں آنسو سے بھر گئیں۔

"میری بات سمجھو، ابھی تمہاری عمر نہیں ہے زیادہ۔ ہم آج ہیں، کل نہیں۔"

"ابو۔" وہ اور گھبراہٹ کا شکار ہوئی۔

اُن کے تھوڑا اور اصرار پر وہ راضامند ہو گئی۔ دل میں عجیب سا احسات تھا۔

نکاح کا دن آ پہنچا تھا۔ گھر میں مہمان آ گئے تھے لیکن سحرش سے ملنے کی کسی کو اجازت نہ تھی۔ سحرش اپنے کمرے کو لاک کیے اندر بیٹھی تھی۔ ساتھ ہی اُس کی چچا کی بیٹی تھی۔ وہ لال لباس میں بیٹھی گھونگھٹ کیے ہوئی تھی۔

"یہ چوڑیاں بھی پہن لو اچھی لگیں گی۔" اُس نے اپنایت سے کہا۔

سحر ش نے خاموشی سے اُس کے ہاتھوں سے چوڑیاں لے کر پہن لیں۔ باہر سے دستک کی آواز آئی۔

"میں دیکھتی ہوں۔" کہتی وہ دروازے تک گئی اور دروازہ کھولا۔

"دُلہن کو نیچے بلا رہے ہیں۔" ایک چھوٹا بچہ آیا اور یہ کہتے ہی اندر کی طرف دیکھا اور باہر کو چلا گیا۔

سحر ش کا گھونگھٹ ٹھیک کرتے وہ اُس کو نیچے لے آئی۔ مہندی سے آری ہاتھوں میں قلم پکڑایا گیا۔ اُس نے اُن کاغذات پر دستخط کیے۔ پھر لڑکے سے دستخط کروائے گئے۔ آخر میں سب عورتیں دُلہن کا چہرہ دیکھنے کے لیے باری باری اُس کا گھونگھٹ اُٹھا رہی تھیں۔

علی صاحب ایک طرف ایان اور عدنان صاحب کے ساتھ کھڑے تھے۔ علی صاحب کو ایک کال موصول ہوئی۔ وہ ایک طرف چلے گئے۔ عدنان اور ایان صاحب خاموشی سے شادی کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔

"عائشہ آپی پیاری لگ رہی ہے۔" ایک بچی نے بلند آواز میں اپنے ساتھ والے بچے سے کہا۔

"میں نے تو نہیں دیکھا اُن کو۔" بچہ مایوس لگ رہا تھا۔

"پھر دیکھ لو۔" بچی نے حل بتایا۔

"لیکن لڑکا دُلہن کو نہیں دیکھ سکتا نا۔ مما نے کہا ہے۔" لڑکا اور مایوس لگ رہا تھا۔

علی صاحب واپس ہال میں داخل ہوئے۔

"سحرش کا پتہ مل گیا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سحرش کی جگہ عائشہ دُلہن کی جگہ کیسے آئی اُس کے لیے ایک رات پیچھے جانا پڑے گا۔

جب سحرش تہجد کی نماز پڑھ رہی تھی تو اُس کے کمرے سے باہر ایک آہٹ ہوئی۔ اُس نے دروازہ کھولا تو امان باہر کھڑا تھا۔

"آپ؟ اتنی رات کو؟" وہ حیران تھی۔

"میں نے آپ سے ایک بات کرنی تھی، آپ نیچے لان میں آسکتی ہیں؟"

سحرش کو بھی کمرے میں رات کو بات کرنا مناسب نہ لگا تو وہ مان گئی۔

"اچھا، میں آتی ہوں۔"

امان نیچے لان کی طرف چلا گیا، چہرے پر مسکراہٹ برقرار تھی۔ سحرش سیڑھیوں سے نیچے اتری تو وہاں کوئی نہ تھا۔

"امان۔" اُس نے آواز دی۔ وہ تھوڑا اور آگے گئی تو اُس نے اپنے پیچھے کسی کو ئی محسوس کیا۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہا لیکن پہلے ہی کسی نے اُس کے مُنہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ غنودگی میں جا رہی تھی۔

جب وہ غنودگی سے باہر آئی تو اُس نے خود کے ہاتھ پاؤں رسی میں جکڑے پا۔ امان گاڑی چلا رہا تھا اور وہ بیک سیٹ پر تھی۔ اُس کو خوف محسوس ہوا۔

"سحر ش آرام سے، میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

سحر ش نے کچھ کہنا چاہا لیکن اُس نے گاڑی اچانک روک دی۔ بریک اتنی شدت سے لگائی تھی کہ سحر ش کا ماتھا سیٹ سے ٹکرایا۔ امان نے پیچھے دیکھا۔

"معذرت۔"

وہ اُترا اور ایک شخص اُس کی طرف آیا۔

"اُسے باندھنے کی ضرورت نہیں تھی۔"

امان نے شرمندہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"اگر ایسا نہ کرتا تو شاید وہ گاڑی سے کود جاتی۔"

وجود نے سر ہلایا، سحر ش کے قریب گیا اور اُس کے ہاتھ پاؤں کھول دیے۔

"جبرئیل۔" وہ مسکرایا۔

"چلیں۔"

سحر ش اُس کو دیکھ رہی تھی، بنا پلک جھپکے۔ آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ اُس نے اُس کو گلے لگا لیے۔

"روئیے مت، سب ٹھیک ہے۔ آگے میں دیکھ لوں گا جو ہو گا۔"

سحر ش اُسے علی صاحب کی طرف چھوڑ کر جا رہی تھی اور وہ اُسے روکنا چاہتی تھی۔

"واپس آؤں گا میں، ابھی ایک لمبا راستہ ہے جسے طے کرنا ہے۔"

سحر ش کی آنکھوں میں آنسو تھے:

"تو پھر ہم ایک ساتھ طے کرتے ہیں نا۔" اُس نے جبرئیل کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں سحر ش، یہ نہیں، اس بار نہیں۔" اُس نے ہاتھ چھڑا لیا۔

"میرے گناہ اور میری غلطیوں کی سزا تم نہیں بھگتو گی۔"

وہ گاڑی سے اُتر گیا، اُس کے پیچھے وہ بھی اُتر آئی۔

سحر ش اور جبرئیل اندر داخل ہوئے۔ علی صاحب اُنہی کا انتظار کر رہے تھے۔ اُس کی حیات کی خبر نے علی صاحب کو سکون دیا تھا۔ سب کو علم ہو گیا تھا کہ وہ زندہ ہے۔

"میں آپ کو اپنی امانت دے کر گیا تھا، آپ اس میں خیانت کر رہے تھے۔"

علی صاحب خاموش رہے، پھر وہ فاصلہ ختم کر کے اُس کے گلے لگ گئے۔

"جبرئیل میرا بچہ۔"

جبرئیل اور علی صاحب چند پلوں کے لیے ایسے ہی رہے، پھر آہستہ سے علی صاحب اُس سے جدا ہوئے۔

"اپنا خیال رکھنا، زیادہ انتظار نہ کروانا۔"

جبرئیل نے سر کو خم دیا اور چلا گیا۔

Clubb of Quality Content!

باہر پولیس کی گاڑی موجود تھی۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھا اور اگلے ہی پل اُس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور اُسے لے جایا جارہا تھا۔ سحرش اپنی کھڑکی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ ایک پل کو دونوں کی نظریں ملی۔ جبرئیل مسکرادیا۔

حصہ چہارم

حصہ ہفتم

شیر کا انداز

شیر جنگل کا راجا ہوتا ہے۔ اس بارے میں کون نہیں جانتا۔ جب وہ چلتا ہے تو اس کی چال میں ایک الگ رعب ہوتا ہے۔ وہ اتنی طاقت کا مالک نہیں ہوتا جتنی اس کے پاس موجود ہوتی ہے۔ وہ جنگل کا تاج پہنتا ہے حالانکہ وہ جنگل کا سب سے زیادہ تیز جانور نہیں، اس سے تیز چیتا ہوتا ہے۔ نہ ہی وہ سب سے بڑا جانور ہوتا ہے، اس سے بڑا ہاتھی ہے۔ نہ ہی سب سے لمبا، زرافہ اس سے زیادہ لمبا ہے۔ پھر اسے ہی یہ اعزاز کیوں حاصل ہے؟

جبرئیل گرفتار ہو گیا تھا۔ اور یہ خبر جنگل میں آگ کی مانند پھیل گئی تھی۔ عام عوام سڑکوں پر نکل آئی تھی۔ وہ نعرے لگا رہی تھی۔ ان کے لیے جبرئیل ان کا ہیرو تھا۔ اور بڑے بڑے سیاستدان اور بزنس مینوں کے لیے وہ بس ایک قاتل۔

عوام اپنی جگہ ٹھیک تھی لیکن امراء بھی غلط نہ تھے۔

ان کا کہنا تھا قتل، قتل ہوتا ہے جیسا بھی لوگوں کا ہو اور عوام کا کہنا تھا کہ جن کا قتل ہوا وہ مرنے کے حقدار تھے۔

پورے ملک کا نظام بگڑ گیا تھا یہاں تک کہ فوج سڑکوں پر نکل آئی تھی۔

جبرئیل راؤ

ایک وِجلانٹ ہیرو

یا ایک سائیکو پیتھ کلر؟

کون ہے وہ؟

یہ اب کورٹ میں ثابت ہو گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عوام کے دباؤ کی وجہ سے عدالت بھی ایسی پسند کی گئی جس نے انصاف کے پیمانے پر اس کیس کا فیصلہ کرنا تھا۔

جبرئیل راؤ کو قاتل اس ویڈیو نے ثابت کیا جس میں وہ ایک سفید وین میں اترتا اور چڑھتا نظر آیا تھا۔ یہ وہی وین تھی جو اس پہلے مقدمے میں شامل تھی۔

واجدان اور ولیم کورٹ میں داخل ہوئے لیکن سحرش نہ آئی۔ جبرئیل نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ نہ آئے۔

ایک طرف جبرئیل تھا اور دوسری طرف پورا کرپٹ امراء جو اسے سزائے موت دلوانا چاہتے تھے۔

مقدمہ شروع ہوا، سب سے پہلے جبرئیل سے چند سوال کیے گئے۔

آپ کا نام؟

"جبرئیل عباس راؤ"

آپ کا پیشہ ؟

"ڈیٹیکٹیو تھا۔

تھا؟

"ہاں، میں نے یہ پیشہ کچھ ماہ پہلے چھوڑ دیا تھا۔"

وجہ ؟

"میں اس وجہ سے ذہنی طور پر غیر مستحکم ہو گیا تھا۔ اپنی ذہنی صحت کی وجہ سے میں نے یہ پیشہ چھوڑ دیا۔"

Clubb of Quality Content!

کیسی انسٹیبیلٹی ؟

"مجھے چیزیں بھولنا شروع ہو گئی تھیں۔ میرا غصہ قابو سے باہر ہو رہا تھا۔ میں کہیں اور ہوتا تھا اور اگلے ہی پل کہیں اور موجود ہوتا تھا۔"

جبرئیل کی صحت کی رپورٹ عدالت میں پیش کی گئی۔ اس کی ہسٹری میں اسے ڈی آئی ڈی کا مریض لکھا ہوا تھا۔ فوراً سوال آیا:

آپ ڈی آئی ڈی کے مریض رہ چکے ہیں؟

"جی۔" وہ بے تاثر رہا اور اس کی گردن یوں ہی کھڑی رہی، اس میں کوئی جھکاؤ نہ تھا۔

"جب آپ کو ایسا مرض لاحق تھا پھر آپ نے یہ پیشہ کیوں منتخب کیا؟"

"تصدیق کریں، یہ مرض نہیں ہے اور میں صحت یاب ہو گیا تھا۔"

آخری سوال کیا گیا:

"کیا آپ سیاہِ منصف ہیں؟"

"نہیں۔" اُس نے حلف لیا تھا۔ جھوٹ وہ بول نہیں سکتا تھا اور اُس کے سچ پر عدالت مکمّل یقین نہ رکھتی تھی۔

"اگلی پیشی میں جبرئیل راؤ کا فیصلہ ہو جائے گا۔"

Clubb of Quality Content

یہ بات واضح طور پر سب کے سامنے تھی: یا تو اُسے سزائے موت دی جائے گی یا تو اُسے چھوڑ دیا جائے گا، درمیانی کوئی راستہ اُن کے لیے نہیں تھا۔

عدالت سے باہر نکلتے وقت جبرئیل، وجدان اور ولیم سے ملا۔ ولیم کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں اور وجدان سنجیدہ تھا۔

"ہم تمہیں نکال لیں گے، فکر مت کرنا۔"

جبرئیل نے مُسکراتے ہوئے سر کو خم دیا اور آگے چل دیا۔ جبرائیل ہی تھا جس نے پولیس کو اپنا پتہ دیا تھا، وہ چاہتا تھا یہ معاملہ جلد از جلد اپنے اختتام کو پہنچے۔

عیان صاحب اپنے کمرے میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے خاموشی سے باہر آدھے چاند کو دیکھا۔ اچانک سے ان کو اپنا پیچھے کوئی محسوس ہوا۔ لیکن بہت دیر ہو گئی تھی۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ انہیں یقین تھا کوئی تھا اور ابھی سے نہیں، بہت پہلے سے کوئی ان

کا پیچھا کر رہا تھا۔ انہیں قدم قدم پر کسی کی موجودگی محسوس ہوتی تھی۔ انہوں نے اپنی چائے کا کپ منہ سے لگالیا اور واپس چاند کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

جبرئیل اپنے جیل کے سیل میں موجود تھا، اس نے سلاخوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور وہ باہر اس آدھے چاند کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

سحرش اپنے کمرے میں موجود تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اور اس آدھے چاند کا دیدار کر رہی تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، جبرئیل قدم قدم چلتا اس کمرے کے درمیان میں آیا۔ اس کی آنکھیں اس کے سامنے کھڑے عجیب و غریب وجود کی آنکھوں سے ٹکرائیں۔

"جبرئیل راؤ۔"

"عزرائیل۔"

دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کو پکارا۔

"تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟" جبرئیل نے سوال کیا۔

"میں وہی کر رہا ہوں جو کرنے کی تم میں ہمت نہیں ہے۔" اس نے اپنے انداز میں جواب دیا۔

"میں نے کیا نہیں کیا؟"

"تم نے اپنے والدین کو انصاف نہیں دلایا۔"

"تم نے تو دلایا نہ؟ اب چلے جاؤ، سکون سے رہنے دو مجھے۔ تم واپس کیوں آئے ہو؟" اس نے تھکے ہوئے انداز میں پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم اپنے والدین کا بدلہ لو گے، لیکن تم نے نہیں لیا۔"

"میں انہیں کیسے مار سکتا ہوں؟ قانون کی عدالت نہیں تو اللہ کی عدالت میں ہی سہی۔"

"نہیں، یہ میرے وعدے کا جواب نہیں۔"

وہ دونوں بالکل ایک جیسے تھے، کمرے کی تاریکی میں بس بیچ میں ایک سفید روشنی تھی جس میں وہ کھڑا تھا، اور اس کے سامنے وہ عجیب وجود۔

دونوں کی شکل ایک جیسی تھی، مگر فرق تھا تو ان کی آنکھوں میں۔

ایک کی آنکھیں ٹھنڈی تھیں، پرسکون۔

دوسرے کی آنکھیں گرم تھیں، انگارے جیسی گرم۔

دونوں ایک جیسے تھے، لیکن بہت مختلف بھی۔

وہ جبرئیل کا وہی پہلو تھا جسے اس نے سولہ سال کی عمر میں الوداع کہہ دیا تھا، لیکن وہ واپس آ گیا تھا۔

سیاہِ منصف کا سب سے بڑا دشمن جبرئیل راؤ تھا۔ وہ اپنا دشمن خود تھا۔

انسان کا سب سے بڑا دشمن وہ خود ہوتا ہے۔

جبرئیل نے قانون کے ذریعے انصاف لے نے کی کوشش کی، لیکن وہ نظام کرپٹ تھا اور جبرئیل راؤ کے پاس کوئی چارہ نہ رہا، تو وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے سب اللہ پر چھوڑ دیا۔

لیکن اس کے اس حصے کا کیا؟ وہ بھول گیا کہ اس کا وہ حصہ نہ دس سال کی عمر میں معاف کرنے کو تیار تھا اور نہ اب۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور یہی وجہ تھی کہ وہ واپس آ گیا، اپنا بدلہ لینے۔

اور اس نے اپنے سب سے بڑے ہمدرد کو ہی اپنا سب سے بڑا دشمن مانا۔

لیکن اس نے جبرئیل کو نہیں پھنسایا، تو پھر کس نے پھنسایا؟

اس کا جواب دونوں کے پاس تھا۔

"تم غلط کر رہے ہو۔"

"میں ٹھیک کر رہا ہوں۔ جب آپ کو حق نہ ملے تو آپ باغی بن جاتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ یہ صدیوں سے چلتا آرہا ہے... جبرئیل، انجان مت بنو۔ قائد نے بھی پہلے نظام میں رہ کر انصاف کی کوشش کی تھی، لیکن انہیں نہ ملا۔ تو انہوں نے اس سے باہر نکل کر احتجاج کیا۔ حالات جیسے ہیں، یہ وقت دور نہیں۔ ہم دونوں اگر ایک ہو جائیں، تو ہمیں کوئی نہیں ہرا سکتا۔"

سیاہِ منصف نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، جبرئیل سے ہاتھ ملانے کے لیے۔

جبرئیل نے دو پل اسے دیکھا، پھر اس ہاتھ کو اور اسے تھام لیا۔

سیاہِ منصف کا اختتام ہوا، اب بس جبرئیل تھا۔

جبرئیل راؤ جو سفید تھا۔

عزرائیل اس کی ہی سیاہ پہچان تھا۔

اب دونوں ایک ہو گئے تھے۔

اب وہ جبرئیل راؤ تھا، سرمئی جبرئیل راؤ۔

وہ نہ سیاہ رہا نہ سفید۔ اس سرمئی دنیا میں وہ بھی سرمئی ہو گیا تھا۔ اس کا حصہ بن گیا تھا۔

جبرئیل اور عزرائیل ایک ہی لکیر کے دو کِنارے تھے۔ اگر ترازو کے ایک طرف بوجھ زیادہ ہو جائے تو ایک وقت آتا ہے کہ ترازو ہی اُلٹ جاتی ہے۔ اُن کا بھی یہی حال تھا، عزرائیل سارا بوجھ برداشت کر رہا تھا۔

جبرئیل کی آنکھ کھلی۔ اس نے اپنے پسینے سے بھیگے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

وہ ٹھیک ہو گیا تھا۔ اس نے خود کو ٹھیک کر لیا تھا۔

وہ اپنا سب سے بڑا دوست تھا۔

انسان کا سب سے بڑا دوست وہ خود ہوتا ہے۔

وہ دن آ پہنچا تھا جب جبرئیل کی زندگی کا فیصلہ ہونا تھا۔

عدالت کے کمرہ خاموش تھا، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ ہر شخص کی نظریں جج پر مرکوز تھیں، جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں کاغذات تھام رکھے تھے۔ کاغذات کی سرسراہٹ نے فضا کی گہرائی کو اور بڑھا دیا۔ جج نے ایک گہری سانس لی اور اپنے بھاری لہجے میں بولنا شروع کیا:

"تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے، عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ جبرئیل راؤ یا تو قاتل ہے یا نہیں۔ لیکن اگر وہ قاتل ہے، تو وہ سیاہِ منصف ہے، جس نے ایسے افراد کو نشانہ بنایا جن کے جرائم ناقابلِ تردید شواہد موجود ہیں۔"

Clubb of Quality Content

کمرہِ عدالت میں ایک کھلبلی سی مچ گئی، لیکن جج کے اشارے پر سب پھر خاموش ہو گئے۔

جج نے آگے کہا:

"بشیر، جو کہ ایک نامور ڈاکٹر تھا، لیکن اپنے ہسپتال میں غیر قانونی کاروبار چلاتا تھا۔ فاروق اور دیگر مجرم جو کالے دھندے میں ملوث تھا، ان کے خلاف بھی ناقابلِ تردید ثبوت پیش کیے گئے ہیں۔ ایسے افراد کے خلاف کارروائی نہ ہونا انصاف کے ساتھ مذاق ہوتا۔"

جبرئیل، جو قیدیوں کے مخصوص لباس میں سامنے کھڑا تھا، نظریں جھکائے خاموش کھڑا رہا۔

جج نے ایک وقفہ لیا، جیسے اپنے الفاظ کو مزید وزن دینا چاہتے ہوں، اور پھر بولے:

"عدالت جبرئیل راؤ کو قانونی طور پر پانچ سال قید کی سزا دیتی، لیکن ان کے ماہرِ نفسیات کی گواہی اور ہسپتال کے دستاویزات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جبرئیل کی ذہنی حالت اس

وقت ٹھیک نہیں تھی۔ اگر وہ سیاہِ منصف بھی تھا، تو یہ سب اس نے اپنے ہوش و حواس میں نہیں کیا۔ اسی بنا پر عدالت اسے سزا نہیں دے سکتی۔"

عدالت کے ماحول میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، جیسے جج کے اگلے الفاظ کا شدت سے انتظار ہو۔

"لٰہذا، عدالت جبرئیل راؤ کو آئندہ کسی بھی قانونی ادارے میں کام کرنے سے منع کرتی ہے۔ ان کے پانچ سال قید کی سزا معاف کی جاتی ہے، اور انہیں فوری طور پر ذہنی علاج کے لیے رجوع کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ عدالت جبرئیل راؤ کو باعزت بری کرتی ہے۔"

یہ کہتے ہی جج نے میز پر ہتھوڑی ماری۔ کمرہِ عدالت میں ایک پل کے لیے سناٹا چھا گیا، اور پھر شور مچ گیا۔ عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔

جبرئیل نے ایک نظر اپنی بیوی، سحرش کی طرف دیکھا، جو آنکھوں میں آنسو لیے مسکرا رہی تھی۔ باہر عوام جشن منا رہی تھی، جیسے انصاف نے اپنی اصل شکل اختیار کر لی ہو۔

جبرئیل علی صاحب کے گھر گیا اور ان سے ملا۔ پھر صبیحہ بیگم سے، اور آخر میں امان نے اسے گلے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

جبرئیل نے نرمی سے اسے الگ کیا اور اس کے چہرے کو صاف کیا۔

اب جبرئیل سحرش کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ وہ جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی۔

دعا کی حالت میں اس نے جبرئیل کو دیکھا، تو فوراً اس کے گلے لگ گئی۔

سب مکمل تھا، سب ٹھیک ہو چکا تھا۔

صبح ہوئی، تو جبرئیل بستر پر بیٹھا ہوا تھا اور سحرش کا سر اس کی گود میں تھا۔

اچانک باہر سے شور اٹھا۔

جبرئیل اور سحرش باہر گئے، تو وہاں قیامت کا سماں تھا۔

عیان صاحب نیند میں دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے تھے۔

سب لوگ رو رہے تھے۔

امن نے آمنہ کو سہارا دیا، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے تسلی دی۔

اس دوران کچھ منظر جبرئیل کی آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگے۔

وہ رات کو ان کے کمرے میں گیا اور ان کی چائے میں ہر روز کی طرح سلو ہارٹ پوائزن ملا دیا، جس سے ان کے دل کے اندر لوتھڑا بن جائے اور انہیں ہارٹ اٹیک آجائے۔ پہلے یہ کام عزرائیل کرتا تھا اور اب جبرئیل نے کیا تھا۔

اس کے ذہن میں وہ یاد واپس تازہ ہوئی جب اس کے والدین کا قتل ہوا تھا۔

وہ جب اس کمرے میں گیا تو وہاں پر تین لوگ تھے: بشیر، فاروق اور وہ تیسرا سبز آنکھو والا، ایان صاحب۔

Clubb of Quality Content

اس نے اپنے والد کی ڈیڈ باڈی کا سوٹ، جو پہنا ہوا تھا، اتارا۔ اس کے اندر ایک کیمرا نصب تھا۔ اس نے وہاں سے ان سب کی گفتگو سنی لیکن ایان صاحب کا چہرہ نہ دیکھ پایا۔ سب بہت ہی کم عمر تھے۔ انہوں نے عباس صاحب سے غیر قانونی طور پر ڈرگز اور گولڈ کی سمگلنگ کرنے کا کہا تھا، لیکن انہوں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ ان کی دھمکیوں کو بھی کسی خاطر میں نہ لائے۔ اس کا انجام ان کی موت کی صورت میں نکلا۔

علی صاحب، جو کہ سحرش کے والد تھے، ان کی جبرئیل کے والد سے اچھی دوستی تھی۔ علی صاحب نے عباس صاحب سے اپنے کاروبار کے لیے بغیر سود کا قرض لیا تھا۔ اس وقت کوئی بھی ایسا قرض دینے کو تیار نہ تھا لیکن عباس صاحب، جو کہ ایک بزنس مین تھے اور ان دنوں پاکستان میں تھے، مان گئے تھے۔

ایان صاحب اپنی نگرانی میں بھیجے گئے کنٹینرز میں یہ سب کچھ سمگل کیا کرتے تھے، لیکن ان کو عباس کو بھی اپنے ساتھ ملانا تھا کیونکہ وہ بہت ذہین تھا اور انہیں ان چیزوں کا شک

بھی ہو گیا تھا۔ علی صاحب کو اس بارے میں معلوم نہ تھا، ورنہ وہ ایسا کبھی نہ ہونے دیتے۔

فاروق، جو کہ بشیر کے ہسپتال میں چوکیدار تھا، اور بشیر دونوں غیر قانونی اعضا کو سمگل کرنے کا کام کرتے تھے، جس میں ایان صاحب مدد فراہم کر رہے تھے۔

ان سب نے یہ سب پیسے کے لیے کیا اور اب ان سب کو اس وطن کی مٹی بھی نصیب نہ ہوئی۔

وہ اپنے خیالات کی دنیا سے واپس آیا اور یہ سب دیکھ رہا تھا۔

ایان صاحب کی میت کو علی صاحب، امان، عدنان صاحب اور ان کا بیٹا افضل سہارا دے رہے تھے۔

وہ انہیں قبر میں لٹا رہے تھے۔ اب وہ ان کے اوپر مٹی ڈال رہے تھے اور وہ اسی مٹی میں دفن ہو گئے تھے۔

انہوں نے پوری زندگی دھوکے سے پیسے کمائے اور اب کیا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب وہ اس قبر نما جیل میں بند ہیں، جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔

ویکھ فریدہ مٹی کھلی

مٹی اتے مٹی ڈلی

مٹی ہسے مٹی روے انت مٹی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دا مٹی ہووے

نہ کر بندیا میری میری

نہ اے تیری نہ اے میری

چار دن دا میلہ دنیا

پھر مٹی دی بن گئی ڈھیری

نہ کر اتھے ہیرا پھیری

مٹی مال نہ دھوکہ کر

تو وی مٹی، او وی مٹی

ذات پات دی گل نہ کر

تو ذات وی مٹی، پات وی مٹی

ذات صرف خدا دی اچھی

باقی سب کچھ مٹی مٹی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انسان اور اس کی یہ خواہشات۔

اگر انسان کے اندر یہ خواہشات اور جذبات نہ ہوتے تو دنیا بہت پر سکون ہوتی۔

کسی سے آگے بڑھ جانے کی خواہش، کسی سے جلن، یہ احساس۔ لیکن اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں

تو ہم انسان بھی نہ ہوتے۔

شیر تاج کا حق دار اس لیے ہوتا ہے کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں۔ وہ خود شناس ہوتا ہے۔ اور جب وہ دو قدم پیچھے ہٹتا ہے، تو وہ ڈر کی وجہ سے نہیں ہٹتا، بلکہ اس لیے کہ وہ اپنے شکار پر وار کرنے کا صحیح وقت جانتا ہے۔

جبرئیل راؤ نے خود ہی پولیس کو کال کر کے اپنے بارے میں بتایا اور گرفتار ہونے کو کہا۔ عزرائیل ہو کر بھی جبرئیل بے وقوف نہیں تھا۔ اس نے ایک ایک انسان کو مارنے سے

پہلے ان کے خلاف ثبوت جمع کیے تھے، جن میں ویڈیوز سے لے کر دستاویزات تک شامل تھیں۔ جہاں تک علی صاحب کی کڈنیپنگ کی بات ہے تو وہ بھی آیان صاحب نے کروائی تھی۔ آیان صاحب کو شک ہو گیا تھا کہ کوئی ان کی جان لینا چاہتا ہے اور علی صاحب اس کا ساتھ دے رہے ہیں، تو اس لیے انہیں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملا کہ ان کو اغوا کروا کر معلومات نکلوائی جائیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے ایان صاحب پر شک تھا، اس لیے اس نے پورے گھر میں خفیہ کیمرے لگا دیے۔ اس نے علی صاحب اور عدنان صاحب کے گھروں میں بھی یہی کیا۔ وہیں سے اسے معلوم ہوا کہ ایان صاحب کیسے سبز لینز لگا کر اور چہرے پر ایک نشان بنا کر ایک الگ شناخت کے ساتھ باہر نکلتے تھے۔

ولیم نے یہ سب کچھ کورٹ میں پیش کیا، سوائے ایان صاحب کے خلاف۔ اس نے انہیں رعایت دی صرف اور صرف سحرش کی وجہ سے۔

اس نے انہیں سب سے کم دردناک موت دی۔ وہ اپنی نیند میں ہی ختم ہو گئے اور کسی کو کچھ بھی معلوم نہ ہوا۔

راز تب تک ہی چھپا رہتا ہے جب تک اسے کُرید انہ جائے۔ سارے راز کھل گیے تھے، سب کچھ ہمارے سامنے تھا۔ بدلہ مکمل ہو چکا تھا۔

جبرئیل سحرش کو لے کر اپنے چچا کے پاس چلا گیا تھا اور وہ دونوں اب وہاں اپنے اپارٹمنٹ میں ساتھ رہتے تھے۔ ان دونوں کی اب ایک چار سالہ بیٹی بھی تھی، شیزل، جو جبرئیل کی لاڈلی تھی۔

جبرائیل کا لیے پاکستان میں رہنا ممکن بھی نہیں تھا۔ اُس کا وہاں کافی دشمن بن چکا تھا۔ سحرش کے لیے وہ چلا تو گیا لیکن وہ واپس ضرور آئے گا۔

ولیم اور وجدان دونوں ہی اپنی ایجنسی میں بہت اچھا کام کر رہے تھے۔ وہ چھٹیوں میں جبرئیل سے ملنے بھی جاتے تھے اور شیزل کو تو ولیم چچا بہت پسند تھا۔

علی صاحب اور صبیحہ بیگم کے ساتھ سیمہ، ایان صاحب کی دوسری بیٹی، رہتی تھی جبکہ ان کی پہلی بیٹی، زارا، کی عدنان صاحب کے بیٹے افضال سے شادی ہو چکی تھی۔

سب کچھ ادھورا تھا، لیکن مکمل بھی تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صبیحہ، سحرش کی دوست، آج علی صاحب کے گھر آئی ہوئی تھی اور سیمہ اس کے پاس بیٹھی تھی۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو سیمہ نے دروازہ کھولا۔ سامنے دو مرد تھے، وجدان اور ولیم۔

ولیم سیمہ کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ٹھہر گیا۔ "جی،

آپ کو کسی سے ملنا ہے؟" سیمہ نے سوال کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ملنا تو کسی اور سے آئے تھے لیکن اب آپ سے۔" ولیم نے ٹرانس کی حالت میں کہا۔

وجدان نے کہنی مار کر اسے ٹرانس سے باہر نکالا۔ "علی صاحب سے۔"

سیمہ نے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔

وجدان نے صوفے پر بیٹھی ایک لڑکی کو دیکھا اور اپنی نظریں جھکا لیں۔ ولیم نے یہ سب دیکھ لیا۔

"یہ کیا ہوا تھا مجھ سے ؟"وجدان، علی صاحب سے ملنے کے بعد گھر سے باہر جاتے وقت سوچ رہا تھا۔

"محبت اور کیا۔"ولیم نے شرارت سے کہا۔

"دادا، مما کو بولیں نا،مانا آئس کریم کھانی ہے۔"شیزل نے احمد سے شکایت کی۔

احمد نے جبرئیل کو کال کی۔

"جبرئیل، آفس سے آتے وقت آئس کریم لیتے آنا،اور میری بیٹی کا بہت دل ہے۔"

"چچا،سحرش نے مجھے۔۔۔"

"بیوی کا غلام،مانا پوچھا نہیں ہے۔"یہ کہتے ہی احمد نے کال کاٹ دی۔

جبرئیل مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔اس کی عمر پینتالیس کے قریب تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک فریم تھا۔اس میں زہرہ علی کی تصویر تھی۔وہ اسے دیکھ کر آنسو بہا رہا تھا اور مکمل ہلال کو دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اللہ انہیں غارت کرے، میری اکلوتی بیٹی چھین لی مجھ سے۔ میرا وجود، سہارا، اور میرا پاسپورٹ بھی چوری کر لیا میرے ہوٹل سے تاکہ میں اسے بچانے کے لیے واپس نہ آ سکوں۔"

وہی زارا جس کا دل جبرئیل نے توڑا تھا، وہی زارا جس نے نہ جانے کتنے بچوں کو نشے پر لگایا اور ان کی زندگیاں برباد کی تھیں۔

اسی لیے میں ہمیشہ احتیاط سے کہوں گا، یا تو مجھے ایک وجیلینٹک ہیرو کہا جائے یا ایک سائیکو پیتھ قسب کا ماننا ہے کہانی میں ایک ہیرو اور ایک ولن ہوتا ہے جن کا ارد گرد کہانی چلتی ہے۔ لیکن میں اس کہانی کا ہیرو ہوں یا ولن؟ اس بات سے میں خود ناواقف ہوں۔

ہیرو وہ ہوتا ہے جو صحیح راستہ پر چلتا ہے اور انصاف دلاتا ہے، جبرئیل راؤ ایسا ہی انسان تھا جس نے اپنے ماں باپ کے قاتل کو معاف کر دیا اور ہیرو بن گیا۔

ولن وہ ہوتا ہے جو غلط راستہ اختیار کرتا ہے اور ہر غلط کام کرتا ہے۔

سیاہِ منصف ایک ایسا انسان تھا جس نے غلط راستہ کا استعمال کر کے اچھے کام کیے۔

تو پھر میں کون ہوں؟

میں ایک اینٹی ہیرو ہوں، دی اینٹی ہیرو جبر ئیل راؤ۔

ایسا انسان جس کا مقصد صحیح پر طریقہ غلط ہوتا ہے۔

میں نے کئی زندگیاں برباد کیں اور کئی آباد بھی کیں۔

اسی لیے میں صرف ایک ہی بات کہتا ہوں:

"کسی کہانی میں کوئی ہیرو اور ولن نہیں ہوتے، بس سب پروٹگونسٹ ہوتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842